تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب
سترہویں شریف
جدید ایڈیشن
(حصہ 1 تا حصہ 2)
افکار صوفیاء
مصنف
حضرت بابا حیدر شاہ ارغونی علیہ الرحمہ
(متوفی: 1395ھ)
محشی
مفتی محمد ہاشم
(ریسرچ، اسکالر، ریسرچ سینٹر، کراچی)
ناشر
مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

تعلیماتِ صوفیاء کرام پر مبنی ایک نایاب کتاب "سترھویں شریف"

(تخریج شدہ، جدید ایڈیشن)

سترھویں شریف

افکار صوفیاء

(حصّہ 1 تا 2)

مصنف: حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی علیہ الرحمہ

(متوفی:1395ہجری)

محشی: مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

مکتبہ تحقیقات قطب مدار

کراچی

سلسلۂ اشاعت نمبر 05

بیاد: قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی:838ہجری)

نام کتاب : ستر ہویں شریف (افکار صوفیاء)

مصنف : حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی علیہ الرحمہ

محشی : مفتی محمد ہاشم
(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

تقریظ : پروفیسر محمد آصف علیمی قادری مدظلہ العالی
(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبہ علیمیہ کراچی)

طبع اوّل : جمادی الاول ۱۴۳۳ھ بمطابق 2012ء

کمپوزنگ : قاضی معین احمد
دی ریسرچ سینٹر، کراچی (0301-3815991)

طباعت : نیو مجاز پریس بوہرہ پیر، کراچی۔ فون: 32762319

تعداد : ۱۰۰۰

ناشر : مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

ملنے کا پتہ : گلی نمبر 3، راسوامی، ملت نگر، شاہ مدار اسٹریٹ،
نادرا آفس والی گلی کراچی۔ موبائل: 0334-3351709

فہرست

عرض ناشر

الحمدللہ! مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم نے سلسلہ بدیعیہ المعروف مداریہ (منسوب حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمٰن) سے متعلق کتاب ''ستر ہویں شریف'' بنام افکار صوفیاء کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بے رُخی کی وجہ سے کم وبیش 200 سال سے سلسلہ بدیعیہ کے صوفیاء کرام کا علمی ذخیرہ جو حقیقی معنوں میں متقدمین صوفیاء کرام کی تعلیمات کی تشریحات پر مبنی تھا، اُسے آج تک صحیح معنوں میں زیور طباعت سے آراستہ نہیں کیا گیا...!

عاجز سمجھتا ہے کہ ہم نے اس سلسلہ کے پیشواؤں (حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید بدیع الدین قطب مدار، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہم الرحمہ) کے ساتھ اجتماعی طور پر علمی وتحقیقی زیادتیاں کیں ہیں، جس کی وجہ سے دین اسلام اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو یہ نقصان پہنچا کہ اس سلسلہ طریقت سے جاہل وبے عمل حضرات نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اسے دنیاوی ونفسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ خرافات وبدعات اس سلسلہ کی پہنچان بن گئی....! راقم سمجھتا ہے کہ اب اس نقصان کی تلافی کا وقت آچکا ہے اور ہم اس سلسلہ طریقت کے پیشواؤں کے حضور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کریں اور اس سلسلہ روحانیہ سے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔

راقم یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اب تک مندرجہ ذیل کتب پاکستان میں زیور طباعت سے محروم رہی ہیں، انشاء اللہ اب مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے زیر اہتمام ان کتب کو جدید تحقیقی انداز سے اشاعت کیا جائے گا۔

(۱) مدار اعظم، (۲) تاریخ مدار عالم، (۳) تذکرہ بدیعیہ، (۴) گلزار مدار، (۵) ضرب یداللہ، (۶) فیضان قطب مدار اہل بیت۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

تقریظِ جلیل

محترم المقام، مجاہد اہل سنت، حضرت علامہ مولانا

پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری دامت برکاتہ العالیہ

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبہ علیمیہ کراچی)

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت، علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی نے راقم الحروف سے بذریعہ فون فاضل نوجوان، مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہ رابطہ کروایا۔ پہلی ہی بالمشافہ ملاقات میں موصوف کی مخفی صلاحیتوں کا اندازہ ہوا تو پھر ملاقاتوں کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس دوران راقم نے موصوف کی ایک علمی کاوش بنام "گلدستہ احادیث" (حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب چالیس احادیث پاک کا مجموعہ) "مکتبہ علیمیہ، کراچی" سے شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

عزیزی و محبی فاضلِ جلیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ نے فقیر بندہ بے توقیر سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کتاب "افکار صوفیاء، مجلس اوّل و دوئم" کے لیے

کچھ تحریر کروں۔ کتابِ مذکور کا راقم الحروف نے جستہ جستہ مطالعہ کیا۔ اس کتاب کے مصنف حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغونی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۳۹۵ ہجری) ہیں۔ کتاب کا اصل نام "سترہویں شریف" ہے، جس میں سترہ مجالس کا بیان ہے۔ تعلیمات صوفیاء کرام پر مبنی یہ ایک نایاب کتاب ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے دیباچہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد نا صرف سلسلہ بدیعیہ، مداریہ کے معتقدین کو راہِ ہدایت دیکھنا ہے بلکہ عوام الناس کو بھی مستفیض کرنا ہے۔ مصنف نے کتاب ہذا کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جن امور کے سبب راہِ سلوک کی منازل میں ارتقاء حاصل کیا اور روحانیت کی باریکیوں کو پہچانا، اُن سب کو میں نے اِس میں مختصراً قلم بند کر دیا۔

یہ دور بڑی شدت سے تحقیق کا تقاضا کر رہا ہے۔ ماضی میں لکھی جانے والی کتابیں اگرچہ کتاب وسنت کے دلائل پر مبنی تھیں مگر تخریج سے مُبَرّا ہونے کی بناء پر عموماً چیلنج کی جاتی تھیں۔ تحقیق و تخریج کا رواج عصرِ حاضر کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا جو اہلسنت کی بقاء وسلامتی کیلئے نیک شگون ہے۔ عالم نبیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی جانب سے کتاب پر "تحقیق و تخریج و تسہیل" نے اسے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یقیناً یہ ایک جاں گسل کام تھا جسے علامہ موصوف زید مجدہٗ نے بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ فاضل جلیل علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور مستقبل میں بھی انہیں اس طرح کی علمی و تحقیقی کاوشیں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

خاک پائے علماء اہل سنت

محمد آصف خان علیمی قادری

دیباچہ

موجودہ دور کے عوام میں جو بے چینی، افراتفری اور انتشار پایا جاتا ہے اس کے پیشِ نظر یہ کتاب شائع کی گئی ہے تاکہ اس سے مداریہ سلسلے کے معتقدین کے علاوہ دوسرے لوگ بھی استفادہ حاصل کرسکیں اور ان کو ذہنی سکون میسر ہو۔

اس کتاب کو شائع کرنے سے کوئی مالی منفعت حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ اہل سلسلہ کو راہِ ہدایت دکھانا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ اس نیک ارادے میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

احقر

(مصنف) فقیر حیدر علی شاہ ارغوانی

درگاہ غازی کمال شاہ

ڈاکخانہ ٹنڈو جان محمد خاص،

ضلع میرپورخاص، تھرپارکر، سندھ

محشی کے قلم سے......!

موجودہ حالات میں ہر شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر سرگرداں ہے، جس کی بدولت ہر شخص روحانی کیفیات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجز نے یہ محسوس کیا کہ اس کمی کو دور کیا جائے اور اس انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے، جس کے لئے تعلیمات صوفیاء وافکار صوفیاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، یہی وہ افکار ہیں جس کی بدولت ہمیں تاریخ اسلام میں کوئی ابن عربی، امامِ غزالی، حضرت سلطان باہو علیہم الرحمہ جیسی مقتداء شخصیات جابجا ملتی ہیں، اسی کمی کو دور کرنے کے لیے عاجز نے افکار صوفیاء پر مبنی شہرہ آفاق تصنیف **"سترھویں شریف"** کا مکمل اور آسان وسلیس ترجمہ اور تحقیق وتخریج کرنے کی کوشش کی تاکہ ہمارے وہ بھائی جو اس سلسلہ روحانیہ سے فیض کے طالب ہیں، اُن کے لیے اس فیض کو حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔

خصوصیات:

(1)۔ کتاب "سترھویں شریف" میں درج آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی مکمل تخریج (حوالہ جات "E-M") کا بھی اہتمام کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اُن حوالہ جات میں عربی ہندسوں (۱-۲-۳) کی بجائے، معروف ہندسوں (1-2-3) کو استعمال کیا ہے۔

(2)۔ کتاب ہذا کی تسہیل کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ کا اہتمام، تاکہ قارئین کو کتاب ہذا کا اصل متن سمجھنے میں آسانی ہوجائے، اور اصل متن ذکر کرنے سے پہلے عاجز نے علامت کے طور پر (مصنف)، اور حاشیہ کی صورت میں ((محشی)) کی علامت استعمال کی ہے، تاکہ قاری مصنف اور محشی کی تحریرات میں فرق کرسکے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب دورِ حاضر کے مطابق جدید ودل کش انداز میں سلسلہ مداریہ کے مریدین ومعتقدین ومحبین کے لئے ایک نایاب تحریر ہوگی۔

((محشی)) مفتی محمد ہاشم

ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی

تعارف مصنف

نام: قادر بخش عرف بابا حیدر علی شاہ

مقام پیدائش: شہر بھٹنڈا، صوبہ پنجاب، انڈیا

تحصیلِ علم:

آپ کے والد ماجد نے آپ کو حضرت صوفی باصفاء، زبدۃ العارفین جناب علی محمد شاہ علیہ الرحمہ کے سپرد کردیا، جہاں بابا حیدر علی شاہ نے اپنی ابتدائی تعلیم مکمل فرمائی، اس کے بعد مرشد کامل کی صحبت سے مکمل فائدہ حاصل کرتے ہوئے آپ نے منازل سلوک کی جانب پیش قدمی فرمائی اور جب مرشد کامل نے آپ کی دلچسپی کو ملاحظہ فرمایا اور خصوصی طور پر آپ پر توجہ فرمائی اور آپ کو میدانِ روحانیت کا ایک عظیم شہسوار بنادیا۔

پاکستان تشریف آوری:

قیام پاکستان کے بعد حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ ہندوستان سے ہجرت فرماکر پاکستان تشریف لے آئے، یہاں آپ علیہ الرحمہ نے صوبہ سندھ کی سرزمین کو اپنے پاکیزہ قدموں سے منور فرمایا اور حضرت صوفی باصفاء، زبدۃ العارفین جناب علی محمد شاہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ وسلسلہ بدیعیہ مداریہ کے گدی نشین حضرت پیر کامل، مرشد حق پیر نواب علی شاہ علیہ الرحمہ (حیدر آباد) کی صحبت کو اپنا مقصد زندگی بنالیا، اور تاحیات حضرت پیر نواب علی شاہ علیہ الرحمہ کی صحبت بافیض میں رہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

راقم ان لوگوں سے بالمشافہ ملا، جنہوں نے آپ کی صحبت حاصل کی ہے، ان احباب کا

کہنا ہے کہ حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ ایک باعمل صوفی تھے، مکمل شریعت کی پابندی فرماتے تھے، اور سلسلہ طریقت بدیعیہ مداریہ کے تمام معاملات پر سختی سے کاربند تھے، جن کی بدولت آپ مقام فنافی الشیخ پر فائز تھے۔

عاجز نے ضروری سمجھا کہ اس مقام پر ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی کردوں کہ ہمارے بعض اہل سلسلہ مداریہ سمجھتے ہیں کہ حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ صرف اور صرف ایک ملنگ ہی تھے، جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض ملنگ حضرات کا طریق کار ہے کہ بالکل ہی شریعت مطہرہ سے آزاد......!

مگر حضرت بابا حیدر علی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ کا معاملہ ان حضرات سے بالکل ہی مختلف رہا ہے، راقم نے جب ستر ہویں شریف کا مطالعہ شروع کیا، تو بعض نے تو منع ہی کردیا کہ مولانا صاحب اس کتاب کے مطالعہ گریز کریں......!

مگر عاجز نے اس کتاب کو سمجھنے کی خاطر مسلسل جدوجہد جاری رکھی تو راقم الحروف اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب کے مصنف ہرگز کوئی عام آدمی نہیں ہوسکتے۔ جس کتاب میں متقدمین صوفیائے کرام اور علمائے کرام کے حوالہ جات درج ہوں، اور سابقہ صوفیاء کرام کی ابحاثِ روحانیہ پر مکمل شرح وبسط کے ساتھ کلام کیا گیا ہو تو اس سے صاحب کتاب کے علمی و تحقیقی مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے......!

وفات:

حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ نے ٹنڈو جان محمد خاص، ضلع میر پور خاص، تھرپارکر، سندھ میں 14 ر ذیقعد بمطابق 1973ء انتقال فرمایا اور آج بھی آپ کا مزار شریف مخلوق خدا کے لیے مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

((محشی)) مفتی محمد ہاشم

ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی

تعارف محشی

سترہ جولائی کو نواب شاہ کے متوسط خاندان میں جنم لینے والے محمد ہاشم کو ابتداء ہی سے دینی تعلیم سے رغبت تھی، جس کی بڑی وجہ ان کا خاندانی پس منظر تھا، محمد ہاشم کا خاندان ، دیندار خاندان ہے، انہوں نے ابتدائی تعلیم نواب شاہ میں حاصل کی جس کے بعد حصول علم کا شوق انہیں کراچی لے آیا، کراچی میں انہوں نے ''دارالعلوم نعیمیہ'' میں داخلہ لیا اور 005 2 میں علوم شرعیہ میں ڈگری حاصل کی، 2006ء میں کراچی بورڈ سے علوم شرقیہ کے امتحانات امتیازی نمبروں میں پاس کئے۔ 2007ء میں ''سندھ یونیورسٹی، جامشورو'' سے اسلامیات اور عربی میں (M A) کیا، اور پھر ساتھ ساتھ اپنی عملی زندگی کا آغاز ''المقصود انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک اینڈ ماڈرن سائنسز'' سے بطور لیکچرار اور وائس پرنسپل کی خدمات سے کیا، اور ساتھ ہی ''القائم اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (پاکستان)، راولپنڈی'' کے ''ریسرچ پروگرام'' میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے، آپ نے ''انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد'' کے ''عربک ایڈوانس'' پروگرام میں بھی داخلہ لیا، اور اُسے اچھے نمبروں سے پاس کیا، اور فی الوقت ''دی ریسرچ سینٹر، کراچی'' میں بطور ڈائریکٹر اپنی خدمات پیش کررہے ہیں ، اس کے ساتھ ساتھ ایک ویب سائٹ وائس آف پیپلز (www.vofp.pk) پر بحیثیت ''مفتی اور اسلامک ریسرچ اسکالر'' لوگوں کے مسائل کے جوابات تحریر کرتے ہیں، اس کے علاوہ مختلف اخبارات اور رسائل و جرائد (روزنامہ اُمت، ایمان، مقدمہ، وکٹوریہ ہفت روزہ ہماری جدوجہد، تسخیر اور ماہنامہ مرآۃ العارفین میگزین، ماہنامہ سبب کراچی وغیرہا) میں فکری و تحقیقی کالم بھی لکھتے ہیں، اور ساتھ ساتھ ترجمہ و تسہیل کے امور سے بھی لگاؤ رکھتے ہیں، اس لیے وقتاً فوقتاً تحریر ہی کے ذریعے لوگوں کی اصلاح و فلاح کے امور بھی بڑی ہی خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

سید اظہر حسین (چیف ایڈیٹر وائس آف پیپلز)

مجلس اول 1:

(مصنف) حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ:۔﴿ فسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ﴾ اگر تو نہ جانتا ہے تو کسی صاحب حال سے جان لے۔ بطور عادت ممکن نہیں مرید ہو کر مراد حاصل کر لے کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ بیت۔

کلمہ گفتن ہر دو عالم در شریعت لازم است — گر بگوید گردد ورنہ گوید کا فراست

اے طالب! رہبر کی ہدایت پر شوق دل سے مشق کر کے بعبادت حاصل کر لے، حسن جمال پاک کلمہ سے تیری چشم و دل منور ہو جاوے، اے طالب! باہوش ہو جا یہ کام عاشق صادق کا ہے نہ ہر خاروخس کا۔ جان لے بلکہ اپنی سمجھ سے آپ کچھ بھی نہ پاسکے مثال اندھیرا اور چراغ جان لے۔ بیت۔

نہیں یہ کام دعوے سے ہو حاصل — مگر جس دل میں ہووے عشق واصل

نہیں یہ کام دعوے سے نکلا — ارے جا عشق کا جام دل سے بھرلا

بزرگان دین کا مقولہ دوسرا یہ ہے بیت

اے بدعوی نمی برآید کار — رو بمعنی دمے زعشق برار

جسے اس راہ میں ہو شوق محبت — اسی کا کام دل حاصل ہو جھٹ پٹ

واسطے حصول طالبان صادق الاعتقاد کے لیے مقدم مجلس یعنی سترہویں شریف شہنشاہ قطب الاقطاب المدار قدس سرہ کے فقر و رسول نما کا طریقہ کے کل رموز میں آیت و نیت وغیرہ کا مجموعہ عنوان چندیں اختصار اور کئی معتبر کتب کی حوالت سے طوالت بخش ہوگی۔ بیت۔

وقت کوتاہ گاؤں دور — محنت کر پہنچوں ضرور

اے طالب! دریا کوزہ میں نہیں سماتا ہے۔ اگر غور کر کے دیکھیں تو دریا کوزہ میں ہے چونکہ قطرہ ہی دریا۔ دریا ہی قطرہ ہے حق شناس بزرگان دین یوں ہی تحریر کئے جاتے ہیں

چلنے والے اس راہ دشوار گزار کے ہرگز نہ بھٹکیں اور تیراک اس دریائے ناپیدا کنار کے عاجز ہو کر ہاتھ پیر نہ پٹکیں، اللہ تعالیٰ اثر اس تصوف تحریر کا دل محبان ثابت قدم پر غالب لاویں کہ کار رفاہیت اُنکا بنجاوے یہ کتاب لاجواب مثل آفتاب سترہ مجلس جلد دویم ہے۔ بیت۔

رہبر راہِ حق ہے کام اس کا ۔۔۔ سترہ مجلس یہ ہے نام اس کا

جو کوئی اسکی رہ میں رکھے قدم ۔۔۔ شاہد عیش وہ پاوے ہمدم

((محشی))

قولہ تعالیٰ:﴿ فسئلوا اھل الذکران کنتم تعلمون ﴾(پارہ:17،سورہ الانبیاء،آیت نمبر:7)
حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ قطب الاقطاب المدار قدس سرہ یعنی حضرت سید بدیع الدین قطب المدار (متوفی:838ہجری) علیہ الرحمہ کے فقر کی وضاحت فرمائی ہے، اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار (متوفی:838ہجری) علیہ الرحمہ کے فقر کو سمجھنے سے پہلے فقر کی بنیادی تعریفات وتشریحات سے واقف ہوجائیں۔

فقیر کی تعریف:

سلطان الفقر، برہان الواصلین حضرت سلطان باہو (متوفی: 1102 ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ"فقیر وہ ہے جو عالم شریعت، شہسوار طریقت، ناظر حقیقت"۔

(محک الفقر کلاں،عنوان:شرح ذکر کل....الخ،صفحہ119،مطبوعہ:العارفین پبلی کیشنز،لاہور)

مقام فقر کے جلوے:

جب بندہ مؤمن اس گوہر نایاب یعنی"فقر" کو پالیتا ہے، تو اس کی کیفیات عام انسانوں جیسی نہیں رہتی بلکہ وہ تو اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جس کی طرف سلطان الفقر، حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ کچھ یوں اشارہ فرماتے ہیں"ہر وہ شخص جو فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قدم رکھتا ہے، اس کو ظاہری باطنی علم علوم مفہوم معلوم ہوجاتا ہے۔ علم راہ (فقر کے لئے) لازمی ہے، اور بے علم عالم گمراہ ہوتا ہے۔ علم رفیق اور مونس جان ہے اور بے علم زاہد شیطان ہے۔ علم

ہیں لوگوں کو ہدایت کرنے کی خاصیت ہے۔ عالم حدیث بیان کرکے لوگوں کو نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور بے علم زاہد ابلیس ہے۔ علم کیا چیز ہے؟ علم شریعت عین توحید ہے اور علم شریعت راہ فقر کے بغیر سراسر پریشانی ہے"۔ مزید سلطان العارفین حضرت سلطان باہو (متوفی: 1102 ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ"مرشد کامل وہ ہے کہ"جس کسی کو وہ نوازنا چاہے، تو ایک ہی نظر میں اُسے اپنے مرتبہ کے برابر کردے اور اس کی نظر سے اللہ تعالیٰ کے نام کی تاثیر طالب اللہ کے وجود میں ایسی ہوجائے کہ دُنیا وآخرت میں ماسوی اللہ کی طلب اس کے دل سے اُٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ کا اسم اس کے وجود کو ایسا پاک کردے، جیسا کہ دریا کا جاری پانی (میل کچیل دھوڈالتا ہے) ایسا (نواختۂ مرشد) مرید جس مرتبہ پر بھی پہنچے اس کے لائق ہے (ہاں وہ) انبیاء علیہم السلام، اصفیاء، جلیل القدر اصحاب رضی اللہ عنہم، فقرائے ہدایت یافتۂ خدا، پرہیزگاروں، خدا کے دوستوں، مجتہد امام، صاحب روایت باعمل علماء کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا"۔ (محک الفقر خورد، باب: تمہید، صفحہ17، مطبوعہ: حق باہو منزل، لاہور)

فقر اور جہالت:

جب انسان فقر کی تمام منازل بتدریج طے کرتا ہے، اُس کے مراتب ربّ کائنات کے نزدیک کچھ اس ہوجاتے ہیں کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو (متوفی: 1102 ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"فقیر کے ان مراتب کو احمق اور دل کا اندھا کیا سمجھے؟ اور جسے معرفت خداوندی کی خبر نہ ہو۔ دنیا کا طالب ہو، اور حیوان پریشان اور بیل گدھے کی مانند ہو، جس وجود میں خدا کا ظہور ہو، وہ خاصہ نور ہے، قرب ووصال خداوندی کا طالب گار الٰہی ہمیشہ خوش وخرم اور اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوتا ہے"۔

"وہ ایک نظر میں اللہ تعالیٰ کے طالبوں کو سبق دے دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے طالب دلی توجہ سے اس علم علوم کو پڑھتے ہیں، اہل بدعت اور شرمندہ طالب اس رمز کو کیا جانے؟ اس راہ پر چلنے کیلئے طالب صادق کی ضرورت ہے، جو علم علوم کی اس صفت سے متصف ہو، اور عامل

ہو، دانشمند ہو، مال اندیش ہو، نکتہ رس ہو، مشکل کشا ہو، وگرنہ ہزار ہا ہزار جاہلوں کو ایک نظر سے دیوانہ بنا دینا کونسا مشکل کام ہے، طالب علم تحقیقات کے مشاہدہ کے امتحان کے سوا قرآن و احادیث کے موافق صرف اسم اللہ ذات کی وحدانیت کے تسلیم کرنے سے طالب مولیٰ نہیں کہا جاسکتا، خواہ وہ کتنا ہی رافع ہو جائے، لیکن جاہل اس راہ پر نہیں چل سکتا، یہ فقر محمدی ﷺ ابدی دولت وسعادت ہے، اور دائمی نعمت جو اہل علم اور زندہ دلوں کا نصیب ہے"۔

(محک الفقر خورد، باب تمہید، صفحہ 35 تا 37، مطبوعہ: حق باہو منزل، لاہور)۔))

(مصنف) اے طالب! غوطہ خور دریا میں غوطہ مار کر موتی نکالتے ہیں۔ ناواقف دیکھنے والے حیرت سے سر پر ہتڑ مارتے ہیں اسرار الٰہی سے کوئی واقف نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر ہوسکتا ہے تو اس ہی کہنے اور سننے کی برکت سے۔ اس لئے یہ نسخہ تصنیف حضرت حقائق کو آگاہ معرفت دستگاہ عالی جناب مولانا و مرشدنا صاحب علی محمد شاہ سرگروہ گدی نشین مرحوم قدس سرہ کے دست مبارک سے باجازت چند قلمی رسالہ جات کتب قدیم فارسی تضمین اور دکھنی وہقانی زبان میں 1332 ہجری میں سرفراز کئے تھے یہ کتب قلمی کا مجموعہ اور کتب تواریخ وغیرہ اور جو کچھ دانش میں طالب علموں کی محبت میں پہنچا تھا۔ اور دوسرا سیر درویشی میں کامل الاکمال صاحبان تصوف عالی خیال و رموز عارفاں کی ملاقات میں جو کچھ سینہ بسینہ راز درویشوں سے ازراہ محبت حقیقی میں جو میسر ہوا تھا سیر ڈھائی جگہ یعنی 32 سال میں جملہ مضمون بھی درج کتاب ہذا ہے۔ اور جو بزرگان روشن ضمیر زندہ دل صاحب مجاہدہ مشاہدہ سے ازروئے فیض بخشی میں مکرر پایا تھا استنباط کر کے موقع بہ موقع ہندی زبان میں ارقام کیا۔ اس سترہویں شریف سترہ جز تحریر کرتے وقت بتاریخ 13 محرم 1350 ہجری میں بوقت شب ایک درویش سراپا منور بزرگ صورت بالکل ضعیف و ناتواں حالت یکا یک تکیہ پر برآمد ہوئے میں نے اُنکی ضعیفی و بالاشان کو دیکھ کر جائے بہتر پر نشست کے واسطے فرمایا صاحب موصوف نے انکار کیا اور جائے خالی پر بیٹھ گئے بلکہ آپ کی زبان کو گویائی سے بند پایا اور باشارہ مجھے نزدیک طلب کر کے پاس بٹھلایا اور دست شفقت میرے سینہ اور

پشت پر ہاتھ پھیرے پھر فقیر حقیر نے پوچھا یا حضرت آپ کا اسم گرامی کیا ہوگا مظہر کیجئے آپ نے جواب ہی نہ دیا بلکہ اشارہ کیا کہ پانی لا دیں۔ لاؤ نگا پھر اس کم ترین نیاز حوصلہ ایک لوٹھ بھر پانی اور آبخورہ لایا پھر اپنے دست مبارک میں لے کر ایک پیالہ پانی سے پُر بھر کر ازراہ عنایت پہلے مجھے دے دی میں نے بہتری و بزرگی بالاشان کو جان کر دست راست میں لیا اسی وقت پینے کے واسطے اشارہ کیا وہ قدح لبریز پی کر مسرور ہوا بعد ازاں وہ حضرت نے بھی ایک پیالہ پانی بھر کر پانی پی گئے پھر فقیر نے نہ فہمیدگی سے زبان کو گویا کیا کہ یا حضرت آپ کے لئے کچھ دودھ شکر لاؤں نہ آپ نے خاموش رہے پھر میں نے بطور اجازت مکان بھنڈار خانہ سے دودھ لینے گیا طاقچہ سے شیر وشکر اٹھا لائے یہاں تک آپ کو اس جائے نشست پر نہ پایا بلکہ مکان کے صحن میں باولی کے قریب دیا چو دیواری حلقہ میں اور برآمدہ میں نہیں ملنے سے تکیہ کے قطب دروازہ سے نیچے اتر کر لوگوں سے کہہ کر گلی گلی کا تلاش کروایا اور قصبہ وعلاقہ کی ہر کوچہ کی مندروں سے اور مساجد کے مسافر خانوں سے ڈھونڈ وایا چونکہ بسبب دردمندی درویش کے ایسا ضعیف شخص اور بالکل ایسی اندھیری شب کے وقت کہاں چلے گئے بلکہ ہر ایک جائے سے دوری پہنچی کہ ایسا بڑا آدمی کس دوکان و یا سرائے و یا برسرراہ کہیں پتہ نہیں ملتا ہے۔ القصہ ایسی کیفیت کے سنتے ہی اس کم ترین کو بڑا افسوس ہو گیا کہ یہ ضعیف ناتوان حالت کا شخص اور یہ اندھیری رات ہو بہو دیدار بتا کے گم گشتہ حالت کہاں غائب ہو گئے اور میں حاصل کلام ان کے نام سے بھی واقف نہیں ہوا رنجیدہ خاطر سے میرا دل شب و روز پراگندہ ہی تھا ایک ہفتہ تک اسی جستجو میں کٹی بعد ازاں ماہ صفر کی نوچندی جمعرات پیش رو ہوئی۔ یہ ناچیز درویش نے برائے آں بزرگ کی دیدار بار دیگر دیکھنے کے لئے ایک وظیفہ مقرر کر کے صدق و محبت سے فاقہ کشی میں آٹھ پہر میعاد ٹھہرا کر استخارہ کی آیت معظم کا ورد شروع کیا پہلے سوا سو بار درود شریف بعد ازاں ان کلمات سے آغاز کیا "یا حی یا قیوم المدار ھو القرار" پھر دو رکعت نماز نفل۔ رکعت اوّل میں اکیس بارہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ تکاثر سات بار اور دوسری رکعت میں اکیس بار سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص

بعدازاں سلام کے ایک تسبیح درود شریف اور ختم حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز کے بخش کر مراقبہ کیا پھر عالم رویا میں وہی بزرگ نمایاں ہوئے۔ فقیر حقیر کا ایک روخی لق لقہ تو لگا ہی تھا دیدار ہو بہو دیکھ کر گویا ہوا کہ یا حضرت آپ کو تکلیف دی خفگی معاف فرما کر کرم بخشی کیجئے۔ آپ اپنے نام سے آگاہ کر دیجئے۔ چونکہ میں نے بار اوّل میں بھی گویا تھا کہ یا حضرت آپ اپنے نام سے آگاہ نہ کیا بلکہ بفضل خدا دیدار بازی ہونے کے علاوہ کچھ شیر کا ذکر کر کے لائے یہاں تک آپ کو نشست پر نہ پایا وعدہ وفائی کیوں نہ کی اسی واسطے رنجیدہ خاطر ہوں بغیر اوصاف آپ کے جستجو ہے۔ پھر آنخضرت اپنی میٹھی زبان سے یوں فرمائے اے فرزند ارجمند تیری فاقہ کشی میں عابد ہو کر عبادت کیا کرتا ہے تو ہمارا کام یہی ہے کہ علمی دانش کے واسطے وباشتیاق دیدار کے لئے ازراہِ محبت جو شخص فاقہ کش ہو کر عبادت ذوالجلال والاکرام کرتا ہے اسی واسطے ہمیں پُرسان حال صاحب استخارہ کے لئے روشن ضمیر کیا ہے یعنی وہ صاحب جلال ہے جب کرم کی نظر کرتا ہے ہم کو اُسی وقت آگاہی ہوئی جاتی ہے۔ جیسا کہ مخلوق خداوند تعالیٰ میں دستگیری کو پہنچتے ہیں اور ہمارا نام نامی عبدالغفور عرف بابا کپور گوالیار ہے۔ میں نے بار اول میں بھی آپ سے گویا ہوا تھا کہ یا حضرت آپ اپنے نام سے مجھے آگاہ نہ کیا بلکہ بفضل خدا جمال مبارک کی دیدار بازی ہونے کے علاوہ اس کے کم ترین نے شیر کا ذکر کیا مکان بھنڈارخانہ سے دودھ لائے یہاں تک آپ کو نشست پر نہ پایا ہر گاہ ہم نے تلاش کی پر آپ کو نہ پایا۔ پھر یا حضرت آپ نے وعدہ وفائی کیوں نہ کی۔ پھر آنحضرت امام الطریق عاشقاں نہ شعبہ عبدالغفور المعروف بابا کپور گوالیاری قدس سرہٗ اپنی زبان خاص سے فرمائے۔ اے فقیر رحمت علی شاہ ملنگ بروزن پیلنگ کیا تجھ کو علم نہیں ہے بوقت سیر لشکر گوالیار میں حضرت محمد غوث رضی اللہ عنہ کے روضۂ شریف کی مزاروں کی زیارت کیا اور شب کو بعد نماز عشاء تم نے وظیفہ برائے زیارت عارف الوجود خاص کے لئے کیا جب ہم نے جمال پر جلال عالم رویا میں دیدار دکھایا تھا تم کو دیدار سے مشرف ہونے میں بے تابی سے حیرت کی انگلی دانتوں کی چکی سے پیس ڈالی تھی اس وقت بھی دیدار دکھایا

ہے۔ اے طالب ان کلمات کو جب میں گوش گزار کیا خوف سے مدہوش یعنی گھبراہٹ سے میرا تن لرز آیا اور خاموشی اختیار کیا۔ پھر آنخضرت نے مجھے دلاسا دے کر فرمائے۔ اے بخت آور! تجھے عشق مجلس ہفد ہم دربیان حضرت سید شاہ بدیع الدین المعروف شہنشاہ فقرا قطب الاقطب قطب الاکبر یعنی حضرت پیر زندہ شاہ مدار قدس اللہ سرہ العزیز کی سترہویں شریف کی تحریر کی تجسس ولالچ ہے۔ ہمارا دل بھی تجھ سے راضی اور بزرگان دین بھی رضامند ہیں تمہارے سینہ بے کینہ کو ہم نے صاف پانی سے دھو کر رمز طریقت کا رنگ دی ہے، محنت کرتے رہ ہم نے تیرے قلم کو رونق دی ہے، میں نے دست بستہ ہو کر عرض کرتا تھا آپ کی شان روپوش ہوگئی۔ القصہ جس روز سے آنخضرت بابا کپور مجذوب قدس سرہ کا دیدار ہوا اس روز سے میرے سینہ میں ایک بھڑکا فہمیدگی کا عجب رنگ لایا جسے تحریر کروں تو عنوان کتب کی طوالت ہوگی۔ بدیں وجہ اختصار کر کے تحریر میں لایا۔ (1) جو کوئی صاحب اعتقاد اس مجلس ہفدہم کو ہر سال اپنے سائبان کو آراستہ کر کے پڑھیں گے روزانہ عود وگل عطر وغیرہ خوشبوئی منور کر کے فاتحہ حضرت ممدوح قدس سرہ کے نام سے بخشے تو ثواب میں اس کے ماں اور باپ ودیگر معصوم اور مرشد بفضل خداو پنجتن (رضی اللہ عنہم) وآں بزرگانِ دین کی توجہ سے ان چاروں اشخاصوں کی نجات ہوگی۔ (2) اور جو صاحب پڑھنے اور شوق سے سننے والے اور اپنے زر خاص سے صرفہ کرنے والے برائے اس مجلس سترہویں شریف کے دعا سے ان بزرگوں کی صاحب سلوک ہونگے اور ہر باران کا دماغ روشن ضمیر وعالی خیال رہیں گے اور وہ کسی کے قرض دار ومحتاج نہ ہونگے۔ اور بفضل خدا برکت ان کے دامن گیری رہے گی۔ (3) جو صاحبین صادق مریدی ومرشدی آئینہ طریقت شیخ کی رہبری کو جان کر اس دنیائے فانی میں دل نہ لگا کر آدمیت یعنی بندہ اپنے کا حصول مراتب کرے گا وہ صاحب عزّ وقر رہے گا اور آخرت میں ثواب دارین حاصل کرینگے۔ چونکہ قول سعدی است۔ بیت ۔

آدمی را آدمیت لازم است　　عود را گر بو نہ باشد ہیزم است

(4) السلام علیکم اے بے ادب صاحب یہ تمہاری جائے برائے خدا نہیں یہ مجلس کو مقام

صمدیت کا مراتب حاصل ہے اس مجلس کے پڑھنے کے وقت سامعین صاحبان طعام نوشی یعنی کھانا کھاویں و نہ کھلاویں یہ عزم بزم میں کفر کا سبق مسبوق ہے اور حقہ کشی دیا تمباکو کشی ویا پان ویا بیڑی کشی نہ کریں۔ عطر خوشبوئی سے معطر ہو کر حق درود شریف کا مبالغہ کرتے رہیں اور جو صاحب ترک ادب ہو کرے نوشی کی نشہ میں شریک مجلس نہ ہو یا شغل گانجہ چرس تمباو چلم کشی میں اپنے کو فراغت جانے گا وہ کسی عبادت میں مبرّا و قابل قبول نہ ہوگا اگر حضرت شیخ فرید شکر رحمۃ اللہ علیہ کے جیسی بھی عبادت ہو ریاکاری میں شریک ہوگی اور اس خاندان کے بزرگان کی توہین اور مذمت کرنے والوں میں سے ہوگا اور دین و دنیا میں چور کا مشابہ اور روز بروز اس پر تازی آفتیں اور نحوستیں طرح بطرح کے ارضی و سماواتی عائد ہونگے اور وہ شخص ہمیشہ قرض دار اور محتاج ہو رہے گا کسی طرح سے مدعا اس کی حاصل نہ ہوگی چونکہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب ہوگا۔ بیت ؎

ملازم رہ درود پاک کا ہر آن و ہر ساعت ✦ کہ نازل ہو سدا تجھ پر تیرے اللہ کی رحمت

مرحبا اے خاصۂ پروردگار ✦ مرحبا اے قطب المدار کل قطب المدار

....

((محشی))

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے جن امور کی وجہ سے راہ سلوک کی منازل میں ترقیاں حاصل کی ہیں اور جن کی بدولت میں نے روحانیت کی باریکیوں کو پہچانا ہے ان تمام باریکیوں اور آگاہیوں کو میں نے اس کتاب یعنی سترھویں شریف میں مختصراً قلم بند کر دیا ہے۔

فوائد سترھویں شریف:

پھر آپ علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے والوں کے لئے مندرجہ ذیل فوائد لکھے ہیں جو کہ آسان الفاظ میں درج ہیں۔

(1) جو شخص اس کتاب یعنی سترھویں شریف کا ہر سال اپنے گھر میں ختم دلائے، اور ختم

میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام کرے، پھر اس کے ثواب کو حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرے تو اسے نجات حاصل ہوگی۔

(2) اس کتاب کو پڑھنے اور بغور سننے والے اور اس کے سبب منعقد محفل میں اپنا روپیہ خرچ کرنے والوں کے دل و دماغ روشن ہو جائیں گے۔

(3) جو شخص اس دنیائے فانی میں مگن ہو جائے تو وہ اس کتاب سے ہدایت حاصل کرے، یہ کتاب اس کی رہنمائی کرے گی، اور اسے دنیا میں عزت و وقار ملے گا اور آخرت میں بخشش سے نوازا جائے گا۔

(4) اس کتاب کو سننے کے سبب جو محفل منعقد کی جائے، تو اس میں ہرگز ہرگز کوئی شخص نشہ آور اشیاء استعمال نہ کرے، کیونکہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب۔ اور ایسا شخص جو نشہ کی حالت میں اس محفل میں شرکت کرے گا وہ اس دنیا میں چور کی طرح ہے، اور ایسے شخص پر زمینی و آسمانی نحوستیں اور آفات نازل ہوں گی اور ایسا شخص ہمیشہ قرض دار رہے گا))۔

(مصنف) ختم ہے مجلس اول اس کے سننے والے اور پڑھنے والے کو عشق اپنی فرما بحق محمد و آل محمد تا کہ ان کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی رہے اور بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چار پیر و چودہ خانوان کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین اور فاتحہ جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم و بروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے نام ثواب پہنچادے۔ برحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خدا سے بخشوائیں گے ہم کو یہ پانچوں تن ✦ محمد ﷺ است و علی فاطمہ حسن و حسین

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ویا خیر الناصرین۔ بعد ازاں پھول پان تقسیم جماعت ہووے۔

......☆☆☆☆☆☆......

مجلس دوم 2:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در بیان حضرت شاہ بدیع الدین قطب الاقطب
المعروف شہنشاہ حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس اللہ سرہ

الحمدللہ رب العالمین والعاقبتہ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

مرحبائے خاصۂ پروردگار — مرحبائے قطب کل قطب المدار
اجازت رحمتِ عالم سے لیکر — تواب مجلسِ دوم بیاں کر
قلم ھف القلم سے پاکے ارشاد — رسول اللہ سے پایا فضل امداد

(مصنف) واضح ہوئے اللہ محمد (ﷺ) مدار آنکھوں کی روشنی دلوں کو قرار بجواب دم پیر زندہ شاہ مدار اس مجلس کی حمد ونعت ہے، مدار کائنات ذات گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے ٹھہرایا۔ اور ایک جگہ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی کتابوں میں لکھا پایا ہے کہ قطب المدار دم مدار یعنی دم کو چھوڑ دے اصل کی طرف پس وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مدار کے لفظ قطب المدار کے ساتھ خطاب فرمایا "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدار ھو القرار" ترجمہ مدار وہ ہے اس سے قرار ہے کل عالم کا۔ "المدار کُل کُل" ترجمہ مدار وہ ہے، کل ہے کُل عالم کا۔

....

((محشی))

اس مجلس میں حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395ہجری) علیہ الرحمہ نے اجمالی طور پر حضرت شاہ بدیع الدین قطب الاقطب المعروف شہنشاہ حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس اللہ سرہ کی سوانح بیان فرمائی ہے، عاجز نے اس کتاب کے محشی کی حیثیت سے اس مقام پر حضرت قطب مدار علیہ الرحمہ کی مکمل سوانح اور ساتھ ساتھ مرتبہ مدار سے متعلق احادیث مقدسہ واقوال کی مکمل تخریج (حوالہ جات) بھی قلم بند کردیئے ہیں۔

....

مرتبہ مدار اور احادیث کریمہ:

حدیث 1: ((قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدار ھو القرار))

ترجمہ: مدار وہ ہے، جس سے کل عالم کو قرار ہو۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الفاتحہ، جلد 1، صفحہ 17، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان ((المدار ھو الرحمہ)) الفاظ کے ساتھ مل گئی۔

حدیث 2: ((المدار کُل کُل))

ترجمہ: مدار وہ ہے، جو کل عالم کا محور ہو۔ (شرح خلیل، جلد 6، صفحہ 258، مطبوعہ: مکتبہ الشاملہ، مصر)

راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان ((المدار کُل سنۃ)) الفاظ کے ساتھ مل گئی))۔

(مصنف) مطابق فرمانے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ المدار کفخر اللہ ولا غیر اللہ ۔ ترجمہ مدار وہ ہے کہ اس کو فخر ہے اللہ کا اور نہیں ہے سوا اس کے مگر اللہ۔ مقولہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "المدار محافظتہ العلم والعالم بیدار المدار المدار جمیل کمثل الجمال" ۔ ترجمہ مدار وہ ہے کہ محافظت ہے علم وعالم کے قبضہ میں مدار کے مدار جمیل ہے مثل جمال کے۔ اور فرمایا خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے "المدار کل الاشیاء" مدار کل ہے سب چیزوں کا، پس فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے "المدار کمظھر العجائب درجہ الوھیۃ یوصل الربوبیۃ" ترجمہ مدار مظہر ہے ہمہ عجائبات کا اور درجہ الوہیت کا اور ملنے والا پروردگار کا۔ اور فرمایا ظہیر الدین الیاس قدس سرہ نے "المدار محل بین النبوۃ والولایۃ" مدار ایک مقام ہے درمیان نبوت اور ولادت کے۔ بیت ۔

مہ فراغت دار دازِ ابروغبار — برفراز چرغ دار دمہ سر مدار

....

((محشی))

مرتبہ مداراوراقوال صحابہ وصالحین:

حدیث:3 ((المدار کفخر اللہ ولا غیر اللہ))

ترجمہ: مداروہ ہے جس کواللہ تعالیٰ کے سوائے فخر نہیں ہے۔

حدیث:4 ((المدار محافظته العلم والعالم بيدار المدار المدار جميل كمثل الجمال))

ترجمہ: علم وعالم مدار کے قبضہ میں ہے، اور مدار ہی اس کا محافظ ہے، اور مدار مثل جمال کے جمیل ہے۔

حدیث:5 ((المدار كل الاشياء)) ترجمہ: سب چیزوں کا محور مقام مدار ہی ہے۔

حدیث:6 ((المدار كمظهر العجائب درجه الوهية يوصل الربوبية))

ترجمہ: مدار مظہر ہے ہمہ عجائبات کا اور درجہ الوہیت کا، اور یہی مرتبہ پروردگا سے ملانے والا ہے۔

قول:7 ((المدار محل بين النّبوة والولاية))

ترجمہ: مقامِ مدار نبوت اور ولایت کے درمیان ہے۔

((محشی)) راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان ((الولاية افضل من النبوة))

ترجمہ: ”ولایت نبوت سے افضل ہے“ کے الفاظ ساتھ مل گئی۔

عاجز نے قارئین کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ضروری سمجھا کہ مذکورہ حدیث کریمہ کی تشریح بھی قلم بند کردوں، تا کہ ہمارے قارئین کسی بھی شیطانی وسوسے کا شکار نہ ہونے پائیں۔

تشریح: مولانا سید امیر خان نیازی قادری لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں رقم فرمایا ہے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی نبی پہلے سے طالب مولیٰ ولی اللہ نہ ہوتا تو وہ نبی بھی نہ ہوتا، کیونکہ انبیاء کا انتخاب طالبان مولیٰ اولیائے اللہ ہی سے ہوا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ولی اللہ نبی اللہ سے افضل ہوتا ہے، جیسا کہ ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت نبوت

کی جڑ ہے، نبوت درخت ہے اور ولایت اُس کی جڑ ہے اور ظاہر ہے کہ جڑ درخت پر فوقیت حاصل ہے۔ (نور الہدیٰ، صفحہ 28، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)۔))

(مصنف) اور مکتوب سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، اور مکتوب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری میں قدس سرہ میں لکھا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار اس طرح ملقب ہوئے کہ (مدار) تمام نسخہ علوی اور سفلی میں ایک ہوتا ہے اور انتظام عالم کا اس کے ہاتھ میں ہے۔ بیت

سب اولیا ہیں خدا کی ہمہ صفت موصوف   مدار کار خدا ہے مدار پر موقوف

آپ کو حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب، قطب المدار، قطب العالم الکبریٰ وقطب الارشاد قطب الاکبر کہتے ہیں۔

((محشی))

القابات بدیع الدین علیہ الرحمہ:

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغونی (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات میں مدار ایک ہی کو مقرر کرتا ہے، اور حضرت سید شاہ بدیع الدین علیہ الرحمہ اس لقب ”مدار“ سے مشہور ومعروف ہیں، اس کے لیے خلق خدا آپ کو مندرجہ ذیل القابات سے یاد کرتی ہے۔ (1) قطب الاقطاب، (2) قطب المدار، (3) قطب العالم الکبریٰ، (4) قطب الارشاد قطب الاکبر))۔

(مصنف) اور اس کی تکمیل وتلقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بندر کھماچ بالائے کوہ زرنگار میں ہوئی جو ہر ایک کتاب سے واضح والا یچ ہے وہ حقیقت میں آویسیہ مشروب ہوئے اور ظاہر میں پیر ومرشد کی حاجت نہ رہی۔

((محشی))

بیعتِ اُویسی کی حقیقت:

حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی مجددی لکھتے ہیں کہ حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ کو حضور سرور عالم ﷺ سے بے واسطہ فیض پہنچا ہے، چنانچہ حضرت قاضی محمود صاحب کنتوری نے ایک مرتبہ حضرت شاہ مدار علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ حضور اپنا سلسلہ مجھے لکھوا دیجئے، آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا "اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ ﷺ" یعنی اپنا نام لکھ لو، پھر میرا، پھر حضور سرور عالم ﷺ روحی فداہ کا۔

(مدار اعظم، صفحہ 30، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

شیطانی وسوسہ:

انسانوں کو شیطان مختلف حیلے بہانے سے گمراہ کرتا رہتا ہے، اور بعض اوقات شیطان لعین مسلمانوں کو اس طرح کے پیچیدہ مسائل میں الجھا دیتا ہے کہ کم فہم سادہ لوح مسلمان بھائی اُس کے جال کا شکار بن جاتے ہیں، اور حتی کہ بزرگان دین کی گستاخی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اسی طرح ہمارے سلاسل طریقت میں ایک سلسلہ اُویسیہ ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو بلا واسطہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ سے فیض روحانی حاصل ہو جائے۔ اُنہیں اشخاص میں سے ایک پاکیزہ شخصیت حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ کی ہے کہ آپ کو بیعتِ اُویسی کے ذریعہ فیض ملتا رہا۔ اب کوئی سادہ لوح مسلمان بھائی اس مسئلہ کو زیادہ نہ اُلجھائے، اب اتنا کافی ہے کہ یہ ہمارے دین اسلام میں کوئی نہیں بات نہیں ہے، بلکہ حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ کے علاوہ بھی کئی اولیاء کبار کو بیعت اُویسی سے فیض ملتا رہا ہے۔

جیسا کہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں خاندان اُویسیہ کا منشا اسی لطیفہ میں بیان کیا جاتا ہے، شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ نے کہا ہے کہ خداوند بزرگ و برتر کے اولیاء میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں، جن کو مشائخ طریقت و کبراء حقیقت اویسیاں کہا جاتا ہے، یہی مشائخ طریقت اویسیہ کے نام سے موسوم ہیں، اور ان حضرت کو عالم ظاہر میں کسی پیر و مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ حجرہ عنایت میں بذات خود پرورش فرماتے ہیں، جس میں کسی دوسرے کا واسطہ نہیں ہوتا، جس طرح

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی بے واسطہ غیر پرورش فرمائی، اور یہ ایک بہت ہی عالی اور بہت ہی عظیم مقام ہے، کبھی کسی کو یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے، اور یہ مقام میسر آ جاتا ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء، ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اسی طرح بعض ایسے اولیاء کرام ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں بعض طالبانِ طریقت کی تربیت اپنی قوت روحانی سے فرماتے ہیں، بغیر اس کے کہ بظاہر ان کا کوئی پیر و مرشد ہو، یہ جماعت بھی سلسلہ اُویسیاں میں داخل ہے..... الخ، حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار بھی اُویسی مشروب تھے، اور ان کا مشرب بہت ہی بلند تھا، بہت نادر اور عجیب علوم مثلاً ہیمیا و سیمیا، کیمیا و ریمیا کا اظہار ان سے ہوا، اور ایسا عبور ان علوم پر زمانے میں شاید ہی کوئی رکھتا ہو، ایک بار مکہ معظمہ زاد ہا اللہ تشریفاً و تکریماً کے سفر میں ہم ایک دوسرے کے شریک صحبت رہے ہیں، اور ایک دوسرے سے استفادہ کیا ہے۔

(لطائف اشرفی، جلد 1، صفحہ 545 تا 546، طابع: ہاشم رضا اشرفی، کراچی)

جن اولیاء عظام کو بیعت اویسی کا شرف حاصل ہوا اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(1) حضرت ابوبکر حواری علیہ الرحمہ (2) حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمہ (حضرت علیہ الرحمہ کو ایک عرصہ تک بلا واسطہ حضور اکرم ﷺ سے فیض ملتا رہا، پھر بعد میں آپ نے اپنے مرشد کریم کے ہاتھ پر بیعت فرمائی) اگر کسی شخص کو حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ کی بیعت اُویسی سے مخالفت ہے تو وہ مذکورہ بالا کبار اولیاء کرام علیہم الرحمہ کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا۔))

(مصنف) اور بحر المعانی کے چودھویں مکتوب میں لکھا ہے کہ قطب انعام کو فیض تعالیٰ سے بے واسطہ ہوا اور قطب العالم کا لقب قطب المدار ہے جس وقت کہ قطب المدار سلوک میں ترقی کر کے مقام فردانیت میں پہنچے حیات دائمی پائے الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ترجمہ: اللہ کے ولی نہیں مرتے ہیں بلکہ دنیائے فانی سے پردہ کرتے ہیں۔ بیت۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر دم آں جانِ دگر بخشد خدا

حدیث: موتو قبل انت موتو. ترجمہ: مرتو پہلے مرنے سے۔

((محشی))

حدیث: 8 ((موتوا قبل ان تموتوا)) ترجمہ: "تم مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔

(مرقاۃ شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، جلد 15، صفحہ 100، مطبوعہ: مکتبہ الشاملہ، مصر)

تشریح: اور یہی طالب صادق ہے۔ مرشد کے پاس طالب ایسا ہوتا ہے، جیسے نہلانے والے کے ہاتھ میں میت ہوتی ہے۔ طالب خاص، عاشق کو کہتے ہیں، اور عاشق بدن اور بندگی سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا، کیونکہ بندگی ناسوت کا مقام ہے۔ اس فقیر میں عارف باللہ کا کھانا پینا ایک ہے۔ اس کا سونا اور جاگنا ایک ہوتا ہے۔ اس کی مستی اور ہوشیاری ایک ہوتی ہے۔ اس کا چپ رہنا اور بولنا ایک ہوتا ہے، چناچہ ان کا باطن معمور اور اُن کا کھانا نور ہوتا ہے، اور اُن کا دل بیتُ المعمور ہوتا ہے، اور ان کا سونا حضور ﷺ سے وصال ہے۔

سُن لے! اے زاہد بہشت کے مزدور اور اپنے چلّے اور ریاضت پر مغرور۔

بیت ۔ عاشق ہمیشہ کبھی کسی بات سے نہیں ڈرتے ہیں، اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے۔

الغرض بندے اور خدا میں کوئی دیوار حائل نہیں ہے، تو خود ہی بڑا حجاب ہے۔

بیت ۔ زبان پر اللہ اللہ کا ورد ہو، لیکن دل میں گائے اور گدّھے یعنی نفسانی خواہشات رینگ رہی ہوں، تو ایسی تسبیحات بھلا کب اثر رکھتی ہیں؟))۔

(مصنف) اور قطب المدار یہ ہیں کہ اقطاب کو مقام قطبیت سے معزول کرے قطب المدار ایک ہے اور نام اس کا عبداللہ ساکن سواد اعظم ہے اور فیض اس کا ارض و سما میں ہے اور جو قطب ہیں وہ سب تابعدار قطب المدار کے ہیں باقی بواسطہ نبی آخر الزماں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و علی المرتضیٰ مقام فردانیت میں رہے اس واسطے کہ محمد ﷺ برزخ ہے بدون وسیلہ کے مقام معشوقی میں اس کا پہنچنا معلوم پس جو کوئی احمد کو غیر دیکھے اپنے عہد میں کوئی چیز

نہ دیکھے پس اے مطلوب انتہا تیرے فقر کی یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر کہنا کفر کا کلمہ ہے۔ پس یہ مراتب ولادیت کے ساتھ خاص ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ بدیع الدین قدس سرہ نے مقام صمدیت قرار پکڑا اور اخبار الاخیار میں ہے کہ قطب المدار مقام معشوقی سے مقام اللہ الصمد یعنی صمدیت میں پہنچے۔

((محشی))

مقام صمدیت پر فائز:

حضرت شاہ غلام علی صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار صاحب (حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ) نے دعا کی تھی کہ خدایا مجھ سے ان خواہشات نفسانی کو سلب کرلے تاکہ میں تیرے عشق میں ہر وقت مستغرق رہوں، چنانچہ یہ دعا آپ کی مقبول ہوگئی اس پر سب صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ آپ آخر وقت تک ان خواہشات سے علیحدہ رہے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء تو حبس دم کی وجہ سے اور جب سے عروج ہوا ہے، تو آپ کی دعا کے اثر سے اور جب وہ حضوری ہوئی ہے کہ جس میں حضور سرور عالم ﷺ نے ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا ہے، اس وقت علاوہ ان انوار و برکات کے فیضان کے آپ کی سب خواہشات کو سلب کرلیا تھا۔ غرض حضرت شاہ مدار صاحب (سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمہ) کو مقام صمدیت حاصل تھا۔

(مدار اعظم، صفحہ 35، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)۔))

(مصنف) اور یہ بات بھی دیکھی گئی کہ موجودات کا وجود خواہ علوی ہوں یا سفلی قطب المدار کے وجود سے ہے اور مدار موجودات علوی اور خواہ سفلی کا وجود کی برکت سے موجود ہے بس جاننا چاہئے کہ اقطاب بہت میں ظاہر کی آنکھ سے پوشیدہ ہیں بس مراتب معشوقی کی حد یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہے وہ اللہ جل لہ و عم نوالہ کرے اور جو حکم کہ ملائیک پر نزول کرے اگر دوران رضامندی قطب المدار کے ہو وہ نہیں ہوسکتا اور بلکہ لوح محفوظ سے محو کرے اور دوسرے معاملات عرش اور کرسی کے اس کے تصرف میں ہوں اور سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے مکتوب میں ملاحظہ کیا

گیا ہے کہ اگر اس عالم میں اقطاب کا وجود نہ ہوں تمام عالم زیروزبر ہو جاوے اگر قطب فوقیت حاصل کرے قطب وحدت پر پہنچے مقام معشوقی میں داخل ہو، اور مدارج وجلال حقانی بھی سننا چاہئے۔

((محشی))

صاحبِ مدار کے اختیارات:

حضرت علامہ حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی مجددی لکھتے ہیں کہ قطبِ مدار حضور سرور عالم ﷺ کے قلب سے استفادہ کرتا ہے اس کا فیض تمام عالم علوی وسفلی پر ہوتا ہے، اور بارہ (12) اقطاب اسکے حکم کے تابع ہوتے ہیں، ان بارہ (12) قطبوں میں سے سات (7) قطب ہر ہر ولایت میں ایک ایک مقرر ہوتا ہے، باقی پانچ (5) اقطاب یہ ولایت یمن میں رہتے ہیں ان کو قطب ولایت کے نام سے مسمیٰ کرتے ہیں، ان کا فیض تمام اولیاء کو پہنچتا ہے، لطائف اشرفی میں ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ زمانہ نبوت سے پہلے قطب مدار کے مرتبہ پر تھے یہی مقام فردانیت ہوتا ہے، غرض قطب مدار کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو اور اقطاب کو ان کے مرتبہ سے معزول کرسکتا ہے۔ (مدار اعظم، صفحہ 35، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)۔))

(مصنف) اور بحر المعانی کے چوبیسویں مکتوب میں لکھا ہوا ہے کہ اگر قطب المدار چاہئے اقطاب کو اپنے نیز ولایت کے مرتبہ سے معزول کرے اور اگر اس کو چاہے تو دوسرے حال پر معین کرسکتا ہے چنانچہ حضرت قطب المدار مع خلفائے راشدین کے جب ملک خراساں میں پہنچے اور ایک گوشہ میں قیام رکھا تو آنحضرت خلیفہ حضرت سید شاہ جماالدین عرف جمن جتی قدس سرہ کے تھے واسطے اس شہر کی سیر کو گئے نصیر الدین جو اس شہر کا قطب تھا ملاقات ہوئی سید شاہ جمن جتی قدس سرہ نے کہا کہ اے عزیز تم کو اس جگہ کی قطبیت حاصل ہے اور آپ اس قدر بیخبر کیوں بیٹھے ہو کیا تمہیں آگاہی نہیں کہ اس شہر میں حضرت سید شاہ قطب المدار قدس سرہ وارد ہوئے

ہیں۔ اٹھو جاؤ اور ان کے آستانہ فیض شامہ پر جاؤ اور ان کی خدمت گزاری کرو کیونکہ وہ تمام قطبوں کا پیشوا ہے۔ ایسے کلمات کو سن کر شیخ نصیر الدین نے غرور میں آکر بے ساختہ جواب دیا کہ تیرے مانند میں نے دیوانے بہت دیکھے ہیں جا اپنا کام کر۔ پس بجرد وایسے گستاخی کے کلمات کو سن کر سید شاہ جمال الدین قدسرہ رنجیدہ پیشانی اپنے مرشد مولائے روشن ضمیر کی خدمت میں جاگزین ہوئے تو حضرت سید شاہ قطب المدار قدس سرہ نے کل احوال جتنی سرگذشت تھی معصوم جمال الدین سے کہا جو تم سے گستاخانہ کلمات نصیر الدین قطب اس شہر کا کہا ہے تو اس کو میں نے یہ سزا دی ہے کہ اس میں قطبیت کی جتنی کشف وکرامت تھی وہ سب ہم نے چھین لی ہے۔ یہ بات کو سن کر سید مذکور بہت خوش ہوئے وہاں جب نصیر الدین نے اپنے کشف قطبیت میں غور کر کے دیکھا ہلاک پایا اور افسوس کیا کہ اب مجھ میں وہ قطبی کرامات نہیں رہی گھبرایا سوچ کر کہا کہ میرے ہاتھ سے مجھ پر اثر پڑا اب کیا کیا چاہئے دل کو قرار دے کر آنحضرت کے آستانہ فیض شامہ پر آئے اور بہت عاجزی اور منت سے آہ وزاری کرنے لگے آنحضرت نے جواب دیا کہ تمہارے غرور کا سبب ہے۔

اے نصیر الدین اگر تم سید شاہ جمال الدین عرف جمن جتی ملنگ بروزنِ پلنگ قلندر رضی اللہ عنہ سے اپنی خطا یعنی بے ادبی کا قصور معاف کراؤ تو وہ نعمت تم کو ملے یہ بات سن کر نصیر الدین نے سید شاہ جمن جتی کے قدموں کو اپنی پیشانی سے مل کر استدعا کر کے کہا کہ اب میری گستاخی معاف فرما کر کرم بخشی کی نظر کیجئے ورنہ بغیر موت کے مجھے مرگ مفاجات نے گھیر لیا ہے استدعا کو سن کر سید شاہ جمال الدین پلنگ سوار قلندر رضی اللہ عنہ نے خطا معاف کردی اور روبرو آنحضرت کے خدمت میں لاکر حاضر کیا اور کہا یا حضرت اس شخص کا غرور نتائج کو پہنچا اور ذلیل وخوار ہو کر بالکل عاجز وعابد ہو گیا ہے میرے سے جو کلمات تکبری کا کیا تھا عابد ہونے اور زاری کرنے پر میں نے معاف کردی اور آپ روشن ضمیر میں سرفراز فرمایئے پھر آنحضرت سید شاہ مدار قدس

سرہ نے پھر دوبارہ نصیر الدین کو وہ نعمت عطا کیا الحاصل دائرۂ ارادہ تمندوں میں مریدی و درویشی سے سرفراز کر کے اس جگہ کا قطب قائم کیا اس واسطے آپ کا لقب الاقطاب وقطب المدار کا مرتبہ افضل ہے۔

((محشی))

نصیر الدین کی سچی توبہ:

قال رسول اللہ ﷺ: ((اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ))

ترجمہ: نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ، رقم الحدیث: 4250، صفحہ 725)

تشریح: شرح صحیح مسلم میں ہے کہ "ملاعلی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ توبہ کا معنی یہ ہے کہ معصیت سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، اور غیاب سے حضور کی طرف رجوع کرے۔

علامہ طیبی علیہ الرحمہ نے کہا کہ توبہ کا شرعی معنی یہ ہے کہ گناہ کو بُرا جان کر فی الفور ترک کردے۔ اس سے جو تقصیر ہوئی ہے اس پر نادم ہو، اور آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم مصمم کرے اور جو گناہ اس سے ہو گیا ہے اس کا تدارک اور تلافی کرے۔ اور اللہ کے توبہ قبول کرنے کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں بندے کے گناہ پر ستر کرے (یعنی پوشیدہ رکھے) بایں طور کہ کوئی شخص اس کے گناہ پر مطلع نہ ہو، اور آخرت میں اسکو سزا نہ دے۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کے قبول ہونے کی یہ زائد شرط ہے کہ وہ صاحب حق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے معاف کرائے۔

علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر اس کے ذمہ حقوق اللہ ہیں تو وہ نوافل اور فروض کفایہ میں مشغول ہونے کے بجائے ان فوت شدہ فرائض کو ادا کرے؛ کیونکہ جس شخص کی نمازیں اور روزے

قضاء ہوں اور وہ نوافل میں مشغول ہو تو نفل ادا کرنے کے حال میں بھی وہ فسق سے خارج نہیں ہوگا۔

علامہ سعیدی مدظلہ العالی قبولیت توبہ کا آخری وقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا تو جس نے اس سے پہلے توبہ کرلی، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

علامہ نووی علیہ الرحمہ مغرب سے طلوع آفتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ توبہ قبول ہونے کی حد ہے، اور حدیث صحیح میں ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور جب تک توبہ کا دروازہ بند نہ ہو توبہ قبول ہوتی رہے گی اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو یہ دروازہ بند ہو جائے گا اور جس نے اس سے پہلے توبہ نہ کی ہو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ توبہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ غرغرہ موت اور وقت نزع سے پہلے توبہ کرے؛ کیونکہ وقت نزع میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور نہ وصیت نافذ ہوتی ہے۔

(شرح صحیح مسلم، جلد 7، صفحہ 476، تا 477، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

"نصوح" نامی شخص کی توبہ کا دلچسپ واقعہ:

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "مثنوی شریف" میں نصوح کی توبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "نصوح (ایک بندۂ خدا) کا چہرہ عورتوں جیسا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو عورت ظاہر کر کے حمام میں نوکری کرلی تھی۔ وہ عورتوں کے بدن کو مَل کر مردانہ لذّت حاصل کرتا تھا۔ اس حمام میں شہزادیاں نہانے آتی تھیں۔ نصوح نے اس کام سے کئی بار توبہ کی مگر وہ توبہ پر قائم نہ رہ سکا۔ نصوح نے ایک عارف (اللہ کے ولی) سے دعا کی درخواست کی۔ وہ عارف اس کے گناہ سے واقف تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا۔ اولیاء لوگوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے، جو شخص اسرار سے واقف ہو جاتا ہے اس کے منہ پر قفل (تالا) لگ جاتا ہے۔

اس عارف نے کہا نصوح جس گناہ سے تو خود واقف ہے خدا تجھے اس سے توبہ کرنے کی توفیق

دے۔اولیاء کواللہ تعالیٰ سے پورا قرب حاصل ہوتا ہے،ان کی مانگی ہوئی دعا بارگاہ الٰہی عزوجل میں قبول کی جاتی ہے۔چنانچہ نصوح کے لیے اس عارف کی دعا نے کام کر دکھایا۔

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ نصوح حمام کا کام کر رہا تھا کہ اس دوران ایک شہزادی کا ایک قیمتی موتی گم ہوگیا۔سب کی تلاشی لینے کا حکم ہوا اور تلاشی لینے والوں نے بدن کے ہر سوراخ میں تلاشی شروع کردی۔حمام میں سب کو ننگا ہو جانے کا حکم دے دیا گیا اور حمام کی دربان عورت نے باری باری سب کی تلاشی لینی شروع کردی۔نصوح ڈرا کہ اگر اسے بھی ننگا کر کے تلاشی لی گئی تو راز کھل جائے گا۔اس کے نتیجے میں اسے اپنی موت نظر آنے لگی۔وہ تنہائی میں چلا گیا اور اللہ سے گریہ وزاری شروع کردی کہ اے خدا میں نے بہت دفعہ توبہ اور عہد توڑے ہیں۔

اب تلاشی کی نوبت مجھ تک آپہنچی ہے۔اگر میری تلاشی لی گئی تو میں سخت مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔اب تیری رحمت کے سوا مجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔

اے اللہ وہ کر جو کہ تیرے لائق ہے،کیونکہ جسم کے ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے۔

میری پریشانی اور عاجزی کو دیکھ۔اپنی شاہی استعمال میں لا اور میری فریاد سن۔اگر آج تو میری پردہ پوشی کرلے تو میں ہر نہ کرنے والے کام سے توبہ کرتا ہوں۔اگر میں اب توبہ کر کے کوتاہی کروں تو پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا۔وہ اسی طرح زاری کئے جا رہا تھا۔

اسے سامنے اپنی موت نظر آرہی تھی۔وہ اتنا رویا کہ وہاں کے در و دیوار بھی اس کے زار میں ساتھی بن گئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب مصیبت انتہاء کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت خداوندی متوجہ ہو جاتی ہے۔چنانچہ نصوح کو بھی انتہائی مایوسی نے اسے دریائے رحمت کے ساحل پر پہنچا دیا۔شدتِ عاجزی سے روح جسم سے پاک ہو کر دربار خداوندی میں پہنچ گئی۔اور نصوح بے ہوش ہو گیا۔

جونہی نصوح کی یہ حالت ہوئی اعلان ہو گیا کہ موتی مل گیا ہے اور اب تلاشی لینے کا عمل ختم

کر دیا گیا ہے۔جب موتی مل جانے کی خوشخبری دے دی گئی تو حمام کے ملازمین نے شہزادی انعام کی درخواست کی۔ہر طرف خوشی منائی جا رہی تھی کہ اسی دوران نصوح کو ہوش آگیا۔اس نے دیکھا کہ لوگ اس سے معافی مانگ رہے تھے اور اس کے ہاتھ چوم رہے تھے۔سب اس سے بدگمانی کرنے پر شرمندہ تھے کہ انہوں نے کیوں اس کی غیبت کی۔اُس پر لوگوں کو زیادہ بدگمانی اس لیے بھی تھی کیونکہ اسے شہزادی سے زیادہ قرب رہتا تھا۔شہزادی کا جسم ملنے کے لیے نصوح ہی مخصوص تھا۔اُس بدگمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب سے پہلے نصوح کی تلاشی لی جاتی لیکن اُس کی عزت بچانے کے لیے اسے وہ لوگ موقع دے رہے تھے کہ اگر موتی اس کے پاس ہے تو وہ اسے کسی جگہ رکھ دے اور الزام سے بچ جائے۔

نصوح سب سے کہہ رہا تھا کہ یہ اللہ کا کرم ہے ورنہ میں تو (جو کچھ تم نے کہا) اس سے بھی برا ہوں۔دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔تم کو تو میری برائی کا شک ہوگا لیکن مجھے تو یقین ہے۔میری بداعمالیوں کو میرے سوا اور کون جان سکتا ہے۔اپنی برائیوں کو یا میں خود جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔اول تو شیطان برائیوں کے لیے میرا استاد تھا لیکن میں تو برائی کرنے میں شیطان کا بھی استاد بن گیا۔یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ میری پردہ پوشی کر دیتا ہے صرف یہی نہیں کہ اُس نے میرے گناہوں سے قطع نظر کرلی بلکہ میری برائیوں کو بھی بھلائیوں میں بدل دیا۔اب میں دنیاوی علائق (بکھیڑوں،تعلقات) سے بالکل آزاد ہوں۔میں نے اپنی خطا کاری پر آہ کی۔اس آہ نے رسّی کا کام کیا اور مجھے گناہوں کے کنوئیں سے باہر نکال دیا۔اس کرم پر اگر میرا رُواں رُواں اللہ کا شکر ادا کرے تب بھی ناکافی ہے۔

اُس توبہ کے بعد شہزادی نے پھر نصوح کو بلوایا لیکن اُس نے معذرت کرلی۔شہزادی کا پیغام آیا کہ شہزادی بلاتی ہے،اُس کا دل تجھی سے بدن ملوانے کا چاہتا ہے۔نصوح نے کہا کہ اب میرے ہاتھ بے کار ہیں اور میں بیمار ہوں۔اس نے دل ہی دل میں کہا تلاشی والا خوف

اب میرے دل سے کیسے نکل سکتا ہے۔ اب میں نے اس کام سے ایسی توبہ کرلی ہے جو مرتے دم تک نہ ٹوٹے گی۔ ایک دفعہ ایک معصیت سے نجات پانے کے بعد تو کوئی احمق ہی اُس میں دوبارہ پھنسنے کو تیار ہوگا۔ (مثنوی، باب 5، صفحہ 53 تا 55، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

ملنگ بروزن پلنگ کی وضاحت:

صاحب کتاب سترہویں شریف حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395ہجری) علیہ الرحمہ نے اپنی اس تصنیف میں جگہ جگہ "ملنگ بروزن پلنگ" کے الفاظ استعمال کیے ہیں، ان سے حضرت کی کیا مراد ہے، تو راقم نے جو معانی ومفاہیم سمجھے ہیں وہ قلم بند کرتا ہوں کہ صوفیاء کرام بعض اوقات بہت ہی نفیس اشاروں میں کلام فرماتے ہیں، جن کی مراد بہت ہی اعلیٰ ہوتی ہے، جیسے کہ "ملنگ بروزن پلنگ" کے الفاظ ہی کو دیکھیں تو اس کے معنی ہیں کہ راہ سلوک (طریقت) میں جو اولیاء کرام ومشائخ عظام کے خادمین ہوتے ہیں، اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، صرف اور صرف اُن کا مقصد اپنے مرشد ورہنما کی خدمت کرنا ہے۔ تو سلسلہ بدیعیہ مداریہ میں خادمین کے لیے لفظ ملنگ استعمال کرتے ہیں، تو ان الفاظ کے معنی ہوئے کہ جس طرح پلنگ اپنے بیٹھنے والے کو کچھ نہیں کہہ سکتا، صرف اور صرف اس کے لیے اپنے آپ کو بچھا دینے کو کافی سمجھا، اسی طرح سلسلہ مداریہ میں ملنگ اپنے مرشد کے حضور صرف اور صرف خدمت ہی کرتا رہتا ہے، اور ہر وقت مرشد کی نگاہ کے حضور حاضر رہتا ہے تو یا اُسی پلنگ کی مانند ہے))۔

(مصنف) اس کی کیفیت مرآۃ الاسرار میں مندرج ہے پس اے طالب! مدار تا شیر سے عرش وشریٰ تک الحاصل قطب المدار ہمیشہ تجلی وصفات میں ہے اور افراد تجلی ذات میں بس اے بھائی گوش گزار کر کہ حضرت شیخ داؤد قیصری قدس سرہ نے اپنی تصنیفات لکھا ہے کہ قطب عالم ہر زمانہ میں تا قیامت تک رہے گا بلکہ جب قطب المدار نہ ہوگا قیامت کے آثار

پھیلا ہوکر قائم کی جائے گی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رضی اللہ عنہ نے تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی صفحہ: 370 میں لکھا ہے کہ موجودات کا وجود قطب عالم کے وجود کے ساتھ ہے اور قطب عالم کو بدون کسی واسطے کے حق تعالیٰ سے فیض پہنچتا ہے اس کو قطب المدار قطب العالم اور قطب الاقطاب قطب الاکبر کہتے ہیں چنانچہ المدار قطب قطب المدار ذکر اللہ بالخیر مدار علیہ واقطاب علیہ اپنے وقت کا ہوا۔ حضرت شیخ مخدوم ابوالفتح نے حضرت قطب المدار سے پوچھا کہ مدار کیا خطاب ہے اور اس کا مخاطب کون آنحضرت نے فرمایا کہ مدار سر دفتر مختار کارخانہ الٰہی کا ہوتا ہے اور وہ شخص جو حیّ وقیوم کی صفت رکھتا ہے وہ اسی میں محو رہتا ہوا اس کو مدار کہتے ہیں اور خطاب مدار کے ساتھ اس کا لقب بیان کرتے ہیں یہ مضمون تحفۃ الاسرار میں ہے۔ بیت۔

اللہ کے حرف چار محمد ﷺ کے چار ہیں　　　گن لیجیے کہ چار ہی حرف مدار ہیں

مرویات صوفیہ میں ہے کہ ان ہی اولیائے کبار سے کہ جن کی نسبت حضور رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے۔ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار ہیں کہ جن کو فیض پہنچا اللہ کی طرف سے بلا واسطہ پھر ان سے قطب الاوتاد کو پھر ان سے قطب الابدال کو پھر ان سے قطب الارض کو اور وہ ابرار ہیں پھر ان سے قطب الولایت کو پھر ان سے نقبا اور نجبا کو درجہ بدرجہ پھر ان سے زاہدوں کو پھر ان سے عابدوں کو درجہ بدرجہ پھر ان سے تمام عالم درجہ بدرجہ پہنچتا ہے۔

((محشی))

مراتب ولایت:

حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان الہجویری (متوفی: 465ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو اولیاء حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لشکری اور مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند

کرنے والے ہیں، ان کی تعداد تین سو (300) ہے، ان کو اخیار کہا جاتا ہے، اور چالیس (40) وہ ہیں جن کو ابدال اور سات (7) وہ ہیں جن کو ابرار اور چار (4) وہ ہیں جن کو اوتاد اور تین (3) وہ ہیں جن کو نقباء اور ایک (1) وہ ہے جسے قطب اور غوث کہا جاتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب اہل طریقت کے مذاہب، صفحہ 344، مطبوعہ: الحمد پبلی کیشنز، لاہور)

اوتاد کی تعریف:

معروف ادیب جناب سید قاسم محمود لکھتے ہیں کہ اوتاد کے معنی ہیں کھونٹے اور ستون، اور صوفیاء کی ایک اصطلاح، ولایت کا ایک خاص درجہ جس میں چار (4) اولیاء کو دنیا کے چاروں گوشوں کا محافظ تصور کیا جاتا ہے۔ (اسلامی انسائیکلو پیڈیا، حرف الف، جلد 1، صفحہ 299، مطبوعہ: ایضاً)

ابدال کی تعریف:

معروف ادیب جناب سید قاسم محمود لکھتے ہیں کہ تصوف کی اصطلاح میں جو اولیاء کے مدارج میں سے ایک کے لیے استعمال ہوتی ہے، اصل معنی بدل یا متبادل کے ہیں، صوفیاء کے نزدیک ابدال پوشیدہ ولی ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا جاتا ہے، تا کہ اس دنیا کا انتظام کرے۔ مزید لکھتے ہیں کہ ابدال کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، کسی کے نزدیک یہ (40) ہوتے ہیں، اور کسی کے نزدیک (70) اور اس سے بھی زیادہ مثلاً (300)۔ ان میں سے (40) ملک شام میں رہتے ہیں، اور باقی دیگر ممالک میں، ان کا کام انتظام عالم کی نگرانی، باران رحمت، آفات کا ٹالنا اور دشمن پر فتح پانا ہوتا ہے، اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا، حرف الف، جلد 1، صفحہ 66، مطبوعہ: الفیصل، لاہور)۔))

زاہد کی تعریف:

حضرت ابو نصر عبداللہ بن علی سراج الطوسی (متوفی: 378 ہجری) علیہ الرحمہ لکھتے

ہیں کہ زہد ایک بلند مرتبہ کا نام ہے، یہ پسندیدہ احوال اور عظیم مرتبوں کی بنیاد ہے، جو لوگ اللہ کو پانے والے ہیں، اُن کا پہلا قدم ہوتا ہے، سب کو چھوڑ کر اللہ سے لو لگانے والوں، اللہ سے راضی رہنے والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کا بھی پہلا قدم ہوتا ہے۔

(اللمع، باب 23، صفحہ 113، مطبوعہ: ادارہ پیغام القرآن، لاہور)۔))

(مصنف) اور فرمایا شیخ محقق راسخ نے کہ مدار وہ ہے کہ تمام عالم جس کے ساتھ قرار دار ہو وجوداً اور عدماً اور نیز کہا شیخ موصوف نے کہ مدار وہ ہے کہ جس سے فیض حاصل ہے اور واجبات سے کرے بالواسطہ اور وہ اللہ سے بلاواسطہ اور دوسرے قول میں محقق شیخ سے تعریف مدار میں مذکور ہے کہ مدار وہ ہے جس کی طرف وجود ہر شے کا مخلوق پر دورہ کریں جبکہ آنحضرت موافق حکم احکم الحاکمین قل سیروانی الارض اللہ تعالیٰ شانہ اعظم برھانہ کے حکم سے اٹھ کر ہدایت اور تلقین کرتے ہوئے جونپور شہر میں رونق افروز ہوئے اور ایک مسجد اعلیٰ میں استقامت فرمائی بس آنحضرت کو توجہ سے فیض کی برکت میں وہ شہر ہدایت کا دار الشرف ہو گیا اور آنحضرت کے خلیفوں میں سے تھے زاد المسافرین میں لکھا ہے کہ وجود کرامت آنحضرت کا منظر عین عبدات کا وحدت سے شاہد تھا۔ اس وجہ سے جو آپ کو دیکھتا تھا اسی وقت یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا۔ بیت۔

اے نور خدا اور نظر از روئے تو مارا — بگو ار کہ درروئے تو بینیم خدارا

مرحبا اے خاصہ پروردگار — مرحبا اے قطب کل قطب المدار

یہ دولت کسی بختاور کو ملی ہے چنانچہ صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہ سے مثل شیخ علاؤ الدین سمنانی رضی اللہ عنہ کے اور بھی بزرگان دین وغیرہ اپنی تصنیفات میں فرمایا ہے کہ جو کوئی صاحب فنافی الشیخ وفنافی الرسول وفنافی اللہ کی راہ منزل سے مقام صمدیت میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی راہ ذات عالم صور میں کسی چیز کی محتاج نہیں رہتی ہے جیسے کہ اللہ اس معاملہ

میں ایک حدیث مشکوٰۃ شریف ربع دویم میں سے اس جگہ تحریر کی جاتی ہے " الیٰ بـالنوافل حتی اجتبه واذا اجبه فکنت سمعه الذی یسمعد ویبصره الذی یبصربه ویده الذی یبطس بهاور جله الذی یمشی بها"

((محشی))

اللہ تعالیٰ کی اولیاء سے محبت:

صاحب کتاب سترھویں شریف حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدرعلی شاہ ارغوانی (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ نے اس حدیث شریف کو مختصر الفاظ کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، مگر ہم نے قارئین وسالکین کی تشنگی کی خاطر اس حدیث کو مکمل الفاظ کے ساتھ ساتھ تشریح بھی قلم بند کردی ہے، تاکہ سالکین اپنی علمی تشنگی کو سیراب کرسکیں۔

حدیث:9 ((عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالىٰ قال: من عادىٰ لي ولياً فقد آذنته بالحرب، وما تقرّب الىّ عبدى بشیء أحب الىّ ممّا افترضت عليه، وما يزال عبدى يتقرّب الىّ بالنّوافل حتّى أحبّه، فاذا أحببته: فكنت سمعه الّذى يسمع به، وبصره الّذى يبصربه، ويده الّتى يبطش بها، ورجله الّتى يمشى بها، وان سألنى لأعطينّه، ولئن استعاذ نى لأ عيذنّه، وما تردّد ت عن شی ء أنا فاعله تردّدی عن نفس المؤمن، یکره الموت وأنا أکره مسآء ته))

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں، اور میرے کسی بندہ کا بمقابلہ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے

زیادہ پسند نہیں، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں، تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ ہوجاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں، اور جو مجھے کرنا ہوتا ہے، اس میں کبھی میں تردد نہیں کرتا جیسے کہ میں اس مؤمن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں، جو موت سے گھبراتا ہے اور میں اسے ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اس کے لیے ضروری ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحدیث:6502، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تشریح: حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ (متوفی: 1391ہجری) مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ وارث ہوگیا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وھو یتولی الصلحین﴾ اور یہ بندہ ہے جو خود ربّ تعالیٰ کی عبادت کا متولی ہوجائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے جو حال سے معلوم ہوسکتا ہے۔ یعنی جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہوجائے خدا کی پناہ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سودخوار دوسرے دشمن اولیاء رب تعالیٰ فرماتا ہے فاذنوا مجوب من اللہ، ورسولہ علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے، (مرقات) خیال رہے کہ ایک

ہے ولی اللہ سے اس لئے عداوت وعناد کہ ولی اللہ ہے، یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے، اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہٰذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جاسکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد نہ تھا عناد واختلاف میں بڑا فرق ہے، اس کے لئے ہماری کتاب امیر معاویہ دیکھو حتیٰ کہ حضرت سارا کو اس بنا پر برا نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہما السلام کی مخالفت کی، اس لئے یہاں ''عادیٰ'' فرمایا ''خالف'' نہ فرمایا اور ''لی ولیا'' فرمایا ''ولی اللہ'' نہ فرمایا۔ یعنی مجھ تک پہنچنے کے بہت ذریعہ ہیں، مگر ان تمام ذرائع سے زیادہ محبوب ذریعہ ادائے فرائض ہے اسی لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرائض کے بغیر نوافل قبول نہیں ہوتے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے افسوس ان لوگوں پر جو فرض عبادات میں سستی کریں اور نوافل پر زور دیں اور ہزار افسوس ان پر جو بھنگ، چرس حرام گانے بجانے کو خدا رسی کا ذریعہ سمجھیں، نماز روزے کے قریب نہ جائیں۔ یعنی بندہ مسلمان فرض عبادات کے ساتھ نوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ میرا پیارا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ فرائض ونوافل کا جامع ہوتا ہے (مرقات) اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض چھوڑ کر نوافل ادا کرے محبت سے مراد کامل محبت ہے۔ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کرجاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ وبو، کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے بلکہ اس کے چند مطلب ہیں، ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے ہمیشہ ان سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں اس پر عبادات آسان ہوتی ہیں، گویا ساری عبادتیں اس سے میں کرا رہا ہوں یا یہ کہ پھر وہ بندہ ان اعضاء کو دنیا کے لئے استعمال نہیں کرتا صرف میرے لئے استعمال کرتا ہے ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے یا یہ کہ وہ بندہ فنافی اللہ ہوجاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ

ویسے کام کرلیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیض یوسفی کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سن لی حضرت آصف بن برخیا نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تخت بلقیس لاکر شام میں حاضر کردیا حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچادی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات بچشم ملاحظہ فرمالئے یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں آج نار کی طاقت سے ریڈیو تار، وائرلیس، ٹیلی ویژن عجیب کرشمے دکھا رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو طاقت اولیاء کے منکر ہیں، بعض صوفیاء جوش میں سبحانی ما اعظم شانی کہہ گئے بعض نے کہا مافی جبتی الا اللہ یہ سب اسی فنا کے آثار تھے، مولانا فرماتے ہیں، شعر۔

چوں روا باشد انا اللہ از درخت

کے روانہ بود کہ گوید نیک بخت

یعنی وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ میں اس کی ضرور سنتا ہوں معلوم ہوا کہ اولیاء رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص ان سے دعا کرائے اس کی مقبول ہوگی اور جوان کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آجائے گا، مولانا جامی فرماتے ہیں، شعر۔

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام

ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردم ام

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 3، صفحہ 335 تا 337، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ، لاہور)۔))

(مصنف) اس کے حق میں ہے الحق بس اس حال میں حضرت شیخ مخدومی فدری نے کہ آنحضرت کے خلیفوں میں سے ایک خلیفہ اعظم تھے عرض کیا یا شاہا بغیر طعام صوری کے انسان کیونکہ زندگی بسر کرتے ہیں اور عبادت میں جسم کو اطمینان کلی کس طرح حاصل ہوتا

ہے پھر آنحضرت نے فرمایا اے طالب جاننا چاہئے کہ جس کسی کا وجود بول و براز سے مبرا اور نجاست لوث ثنیا سے معرا ہو اس کو طعام صوری سے کیا کام ہے اور باقی جس کسی نے وجود مستحکم پکڑا اور وہ مرغوب طعام صوری سے کیا کام ہے اور باقی جس کسی نے وجود مستحکم پکڑا وہ مرغوب طعام صوری ہوا پس ان میں سے کوئی طعمہ ناسوتی اور کوئی لذاید ملکوتی۔ اور جو کوئی ان دونوں سے معرا و مبرا ہے اس کو غذائے ملکوتی حاصل ہے وہ محتاج ناسوتی کا نہیں ہوگا چنانچہ آنحضرت نے فرمایا مجھ کو بندر کماچ شہر کے بالائے کوہ زرنگار میں طعام صوری سے شیر برنج حضرت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا اور مجھ سے کہا کہ یہ اللہ پاک نے تمہارے واسطے طعام ملکوتی بھیجا ہے یہ حصہ تمہارا ہے آپ کھالیں میں نے کہا یا حضرت "اَلدُّنیا یو م وَلَنَا فِیهَاصَوم" ترجمہ دنیا ایک دن ہے اور میں ہوں اس میں روزہ دار۔

....

((محشی))

دنیا کی محبت:

حدیث: 10 ((اَلدُّنیا یو م وَلَنَا فِیهَاصَوم))

ترجمہ: دنیا ایک دن کے برابر ہے۔ اسے روزہ رکھ کر کاٹو، دنیا ایک خواب (نیند) ہے۔

(عین الفقر کلاں، باب 10، صفحہ 21، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

تشریح: (اے طالب صادق!) تو جانتا ہے کہ پہلے پہل دُنیا میں جو غفلت گنہگاری اور فتنہ وفساد پیدا ہوا، وہ محبت دنیا کی وجہ سے ہوا ہے، دنیا کی طلب وہی شخص کرتا ہے، جو غافل، گنہگار، بدکردار، فتنہ انگیز اور بے حیا ہو، انسان اور مولیٰ کے درمیان پردہ یہی دُنیا ہے، جان لے کہ جب بندوں میں سے کوئی بندہ مولیٰ کی طرف میلان کرتا ہے، اور فقر محمدی ﷺ میں قدم رکھتا ہے، اور جو کچھ مال و دولت دُنیا، نقد و جنس اپنی ملکیت میں رکھتا ہے، وہ سب کا سب

....

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہے، اور محمدی ﷺ سنت عظیم کو بجالاتا ہے، اور ناپاک اور پلید دنیا سے نکل کر پاک ہو جاتا ہے، اور توبہ (واستغفار) کرتا ہے، تو اسی وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے: کہ اے فرشتوں، نبیوں، صوفیوں، ولیوں، درویشوں، فقیروں، غوثوں، اور قطبوں کی ارواح اور ہر صاحب مراتب مؤمنوں، مسلمانوں اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کی حق تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے، کہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست نے میری دوستی کی وجہ سے پلید اور مردار دُنیا کو چھوڑ دیا ہے، جیسا کہ چاہیے، تم اس کی زیارت کو جاؤ، اور اسے آفرین کہو، اور وہ لباس جو مثل گدڑی یا کپڑے کے وہ آج جسم پر پہنے ہے، تم بھی وہی لباس پہنو، اور خود حق سبحانہٗ وتعالیٰ بزبان قدرت کرم ورحم ورحمت سے فرماتا ہے: اے میرے نیک بندے! میں حاضر ہوں، جو چاہتا ہے مانگ تا کہ میں تجھے عطا کر دوں))۔

(مصنف) بعد اس گفتگو کے نہ لقمے نعمت خوان اللہ تعالیٰ سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے میں نے کھائے اور فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسے مدار عالم آج روز سے تا زیست تم کو اکل وشرب یعنی کھانے اور پینے کی خواہش نہ ہوگی اور جس طرح سے میں پیغمبروں اور شہداؤں اور صابروں اور اولیاؤں اور کل مخلوقات کا یعنی کونین کا سردار کیا ہے اسی طرح سے تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے بعد ائمہ اطہار اولیاء عظام پر سردار یعنی مدار العالمین کیا ہے، پس اسی وقت سے مجھ کو کیفیت تحت الثریٰ سے لے کر فلک اعلیٰ تک معلوم ہونے لگی۔ اور دوسری یہ کہ تو نے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرمایا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہیں ہوں میں مثل تمہارے۔ ایک آدمی تم سے اپنے پروردگار کے شب گزرانتا ہوں اور وہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور میرا تن من ہمیشہ سے سیراب رکھا ہے۔

....

((محشی))

حدیث: 11 ((عن ابا هريرة رضى الله عنه قال: نهىٰ رسول الله ﷺ عن الوصال، فقال رجل من المسلمين : فانّک ، يارسول الله ﷺ: تواصل ، قال رسول الله ﷺ: وأيكم مثلى؟انى أبيت يطعمنى ربّى ويسقينى.......الخ))

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزوں سے منع فرمایا، صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی تو متصلاً روزے رکھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں مجھ جیسا کون ہے ؟ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم الحدیث: 1103، صفحہ 398، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صوم وصال کا معنیٰ:

میرے اُستاد محترم علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صوم وصال کا معنیٰ یہ ہے کہ روزے کے بعد روزہ رکھا جائے اور ان روزوں کے درمیان کھانا، پینا نہ ہو، اس طرح جتنے روزے رکھے جائیں گے وہ سب صوم وصال ہوں گے۔

جمالِ ربّ تعالیٰ:

مزید علامہ سعیدی مدظلہ ایک اشکال کو رفع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اس پر سوال ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے کھا، پی لیا تو وصال کے روزے کیسے ہوئے؟

اس کا جواب امام رازی علیہ الرحمہ نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کو جمال رب کا دیدار کرا دیا جاتا تھا اور اس دیدار سے آپ ﷺ اس قدر شادکام ہوتے تھے کہ پھر آپ ﷺ کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہتی تھی یعنی میرا کھانا پینا یہی ہے کہ میں اپنے ربّ عزوجل کو دیکھ لوں۔

(شرح صحیح مسلم، جلد 3، صفحہ 89، مطبوعہ: فرید بک سٹال، لاہور)۔))

(مصنف) بس اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو مورث اس نعمت کا عطیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے اور تیسرے یہ کہ عزم تا باقی عمر اس مقام میں متمکن رہو بدون طعام صوری کے زندگی بسر کرتے تھے اور نعمت ملکوتی کو غذا بناتے تھے اور ہمارے جد حضرت آدم علیہ السلام نے پانسو برس کی مدت تک بہشت میں رہ کر اس غذا لطیف ملکوتی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہ بات مدت کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے ہی اور اوپر ختم کیونکہ میں "قطب المدار الاولياء تحت قبائى لا فهم" ہوں، اس بات کو سن مخدومی رضی اللہ عنہ نے کہا "صَدقتَ" اور کہا سبحان اللہ کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو جمال اور جلال بھی ایسا عنایت فرمایا ہے کہ مشاہدہ میں جس کے دیکھنے کی تاب نہیں چنانچہ مخدومی بے خود ہو کر روئے نیاز سجدہ میں لائے اور دنیا کے تمام امور سے دست بردار ہو کر حلقہ خلفاء میں داخل ہوئے اور آنحضرت ظاہر میں اپنا رخ مبارک برقع سے جو کہ مثل فانوس کے وجود شمع انور آنحضرت پر موجود تھا پوشیدہ رکھتے تھے کیونکہ دیکھنے والوں کو اس نور کی چمک سے دیکھنے کی تاب نہ ہوتی تھی اور پروانہ کے مثل آپ کی محبت میں نثار ہو کر فیض حاصل کرتے تھے کیونکہ حضرت شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار نے ستر مرتبہ شب قدر کو دیکھا تھا اس وجہ سے کوئی آپ کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھ سکتا تھا بلکہ جس کی نظر آپ کے جمال بے مثال پر پڑی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا تھا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ اپنے روئے مبارک پر برقع رکھتے تھے جو آپ کی تازیست میلا نہ ہوا اور آپ کے تازیست بدن لباس وغیرہ پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی بسبب قطبیت کے جلال کے آپ کی کراماتی شعائیں تھیں۔

دوئم خانوادہ طیفوریاں حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سترہ سے پانچ خلیفہ اور چہار گروہ یکے نقشبند، دوئم شطاریہ، سوم مداریہ مشہور و معروف ہیں اور رسہ (3) خرقہ کا بھی مظہر ہے خلیفہ اول شیخ مسعود خرقہ شکر پارہ، دوئم شاہ ابراہیم خرقہ خشت پارہ، سوم

خلیفہ حضرت شیخ محمود خرقہ ہزار میخی، چہارم خلیفہ عبداللہ کی علم بردار، پنجم خلیفہ سید شاہ احمد زندہ صوف خرقہ نادر ختہ یعنی حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے جاری ہوا کہ خلیفہ اجل حضرت طیفور شامی کے تھے۔

((محشی))

حدیث: 12 ((قطب المدار الاولیاء تحت قبائی لا فہم))

ترجمہ: قطب مدار، میرے اولیاء (جو معارف ہیں) میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں، ان کو میرے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ (عین الفقر، باب سوم، صفحہ 78، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

((محشی)) راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتی المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان ((ان أولیائی تحت قبائی لا یعرفهم غیری)) الفاظ کے ساتھ مل گئی۔

تشریح: سلطان العارفین، برہان الواصلین حضرت سلطان باہو (متوفی: 1102 ہجری) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کوئی عارف باللہ بغیر دیکھے نہیں ہوا، اور عارفوں کی چار قسمیں ہیں اور چار ولایتوں سے تعلق رکھتے ہیں: ایک (1) عارف اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے، اور دوسرا (2) طبقات کا عارف اہل اللہ ہے، تیسرا (3) عقبیٰ کا عارف علماء عامل ہے، اور چوتھا (4) مولیٰ کا عارف ولی اللہ ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ پس جس کسی کو اللہ تعالیٰ معارف بنا کر فنا فی اللہ فقر کی بخشش کرتا ہے، اس کو فقر کے باطنی علم میں عالم فاضل دانش مند کر دیتا ہے۔

(عین الفقر، باب سوم، صفحہ 78، مطبوعہ: شبیر برادرز، لاہور)

((محشی)) حضرت قطب مدار علیہ الرحمہ جو اپنے مطالق یہ فرما رہے ہیں کہ ((قطب المدار الاولیاء تحت قبائی لا فہم)) تو اس سے مراد یہی ہے کہ آپ

فنا فی اللہ کے مقام پر فائز تھے۔ جس کی وجہ سے آپ سے کچھ پوشیدہ نہیں تھا۔))

تعارف بایزید بسطامی (متوفی: 261 ہجری) علیہ الرحمہ:

حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان الجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طریقت کے اماموں میں سے ایک بزرگ، معرفت و محبت کے آسمان حضرت ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی علیہ الرحمہ ہیں، آپ تمام مشائخ طریقت میں جلیل القدر ہیں، آپ کا حال سب سے رفیع تر ہے، آپ کی جلالت شان کے بارے میں حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ابو یزید منا بمنزلة جبریل من الملائكة" ترجمہ: صوفیاء کرام میں ابویزید کی شان ایسی ہے، جیسے فرشتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام کی ہے۔

(کشف المحجوب، باب طبقہ تبع تابعین، صفحہ 185، مطبوعہ: الحمد پبلی کیشنز، لاہور)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سلسلہ عالیہ طبقاتیہ مداریہ کے ہی ایک باوقار بزرگ ہیں آپ کے والد کا نام عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ تھا۔ آپ کا شمار بسطام کے نیک وصالحین بزرگوں میں تھا حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ السلام اکثر لوگوں کو ہدایت دیتے بسطام سے دوسرے شہروں میں جایا کرتے تھے۔ ایک بار سفر سے لوٹے تو بیوی کی طبیعت خراب تھی آپ کی بیوی قے پر قے کر رہی تھی اور اس حالت میں کوئی فرق نہیں آ رہا تھا۔ شوہر کی صورت دیکھی تو رونے لگی اور کہا میرے تاجدار آپ کے جانے کے بعد یہ حالت ایک بار پہلی بھی ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا آپ تحفے قبول کرنے سے پہلے یہ معلوم کر لینا ضروری ہے۔ کہ تحفہ دینے والے کی کمائی حلال ہے یا نہیں؟ اس وقت تمہارے پیٹ میں اللہ عزوجل کا ولی پرورش پا رہا ہے۔ کوئی شک و شبہ والی غذا تم ہضم نہیں کر سکتی۔

حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ کا گھر جب روشن ضمیر بیٹے کی پیدائش سے جگمگایا تو آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس کا نام طیفور رکھا۔ عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ اس بیٹے کی

پیدائش کو اللہ عزوجل کی جانب سے بڑا انعام تصور کرتے تھے۔ اس خوشی میں وہ روزانہ بیس رکعت نماز نفل اللہ عزوجل کے شکر کے طور پر ادا کیا کرتے تھے۔

یہ سلسلہ پانچ سال تک جاری رہا۔ حضرت عیسیٰ بن آدم جس دن حضرت طیفور کو مدرسے میں داخل کرا کے لوٹے تو اسی روز انتقال کر گئے۔ اب حضرت طیفور یتیم ہو گئے۔ مگر بلند حوصلہ والدہ نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت جاری رکھی۔ حضرت طیفور علیہ الرحمہ بے حد خوبصورت اور بے انتہا ذہین بھی تھے۔ ہر سال اپنی جماعت میں اچھی کامیابی حاصل کرتے تھے۔ جب حضرتِ طیفور کی عمر پندرہ سال تھی تو قرآن شریف کی ایک آیت نے اُن کا دماغ ٹٹول کر رکھ دیا۔ جس کے اندر اللہ رب العزت کا یہ حکم تھا کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا۔ اُس روز آپ مدرسے سے گھر پہنچے تو والدہ کو اسی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں بہت کمزور ہوں کیونکہ دو ہستیوں کا شکر ایک ہی وقت کے اندر نہ ادا کر سکوں گا۔ مجھے اللہ ربّ العزت سے مانگ لیجئے۔ یا پھر اللہ عزوجل کے لئے وقف کر کے اپنے حق سے چھٹکارا دلا دیجئے۔ تاکہ میں ایک ہی توجہ سے اُس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ نیک ماں نے بنا کسی افسوس کے کہا میں اپنے حق سے تمہیں آزاد کرتی ہوں اور اللہ رب العزت کے حوالے کرتی ہوں۔ ماں کی اس قربانی کی عظمت کو محسوس کر کے آپ کے آنسو نکل پڑے۔ اور ماں کے قدموں میں گر کر قدم چوم لئے۔ آپ کا دل تو چاہتا تھا کہ یادِ الٰہی کے لئے دنیا کے سارے کام چھوڑ کر کسی ویرانے میں نکل جائے مگر ابھی آپ کی تعلیم پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے تعلیم حاصل کرنے میں لگے رہے۔

ایک رات کا واقعہ ہے آپ کی والدہ کی طبیعت خراب تھی انہوں نے بیٹے کو آواز دی اور کہا کہ بیٹے پانی لاؤ آپ ایک ہی آواز سے گہری نیند سے جاگ کر پانی لینے کے لئے چلے گئے مگر جب پانی لے کر لوٹے تب تک آپ کی والدہ واپس سو چکی تھی۔ آپ نے والدہ کو

جگانا مناسب نہ سمجھا اور پانی اپنے ہاتھوں میں لیے ماں کے سراہنے کھڑے رہے تاکہ وہ دوبارہ پانی طلب کرے تو فوراً پانی پیش کر دے۔ ماں کی آنکھ فجر کی اذان کے وقت کھلی تو دیکھا کہ بیٹا پانی لئے سراہنے کھڑا ہے۔ حیرت سے پوچھا کیا میں نے پانی مانگا تھا؟ تم کب سے پانی لئے کھڑے ہو۔ آپ نے والدہ کو پوری بات بتا دی تو آپ کی والدہ سجدے میں گر پڑی اور بیٹے کے لئے دعا کرنے لگی۔

آپ سترہ سال کی عمر میں قرآن حکیم کے حافظ ہو گئے تھے۔ اور علم حاصل کر کے آپ عالم دین بن گئے اور اپنی والدہ کی دعاؤں کے سایہ میں اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے بسطام سے روانہ ہو گئے، ملک شام پہنچے وہاں ایک اونچے پہاڑ پر چھوٹے سے غار کو اپنے عبادت خانہ کے لئے پسند کیا غار میں مسلسل تین روز تک عبادت میں رہنے کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔

نیند بھوک اور پیاس ستانے لگی، آپ نے سوچا اگر نفس کی جائز مانگ کو پورا نہ کیا گیا تو یہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے میں بھی میرا ساتھ نہ دے گا۔ جہاں آپ ٹھہرے تھے اُس کے قریب ہی شہر حلب واقع تھا۔ آپ اسی طرف روانہ ہو گئے اور دن بھر مزدوری کر کے ایک پانی کا مشکیزہ اور چنے خریدے اور واپس غار میں آ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اب آپ کا یہی طریقہ بن گیا۔ جب بھی غذا ختم ہو جاتی شہر میں جا کر مزدوری کرتے اور چنے لے کر واپس آ جاتے بارہ (12) سال کی لگاتار عبادت سے آپ کا باطن جگمگا اُٹھا۔ اس کے بعد پھر پانچ (5) سال اور یادِ الٰہی میں لگے رہے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی تو دیکھا سب مردہ ہیں۔ یعنی سب دنیاداری میں پڑے ہیں۔ تو آپ دنیاداری سے ہمیشہ کے لئے فارغ ہو گئے۔ آپ نے غار چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ میرے لئے بس تو ہی کافی ہے۔ پھر جب آپ حلب پہنچے تو جمعہ کا دن تھا نہا دھو کر مسجد پہنچے اب آپ کی ہستی دل کو کھینچنے والی ہو گئی۔ آپ کی روشن آنکھوں میں اتنی چمک بڑھ گئی تھی کہ کوئی دیکھنے والا آپ کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ نماز

کے بعد مسجد کے امام صاحب نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے مسافر معلوم ہوتے ہیں۔ کھانا
مسجد میں ہی کھا لیجئے گا۔ کچھ نیک لوگوں نے مسافر کے لئے مسجد کے احاطے میں لنگر خانہ
کھول رکھا ہے آپ نے امام صاحب سے کہا کہ میں یہاں پر ٹھہرنے کا ارادہ نہیں رکھتا
ہوں۔ اور کھانا بھی نہیں کھاؤں گا امام صاحب نے آپ کی بے پرواہی پوچھ کر دیکھا کہ آخر
آپ کا روزگار کا ذریعہ کیا ہے۔ یہ سوال سن کر آپ نے کہا کہ پہلے میں اپنی نماز دوہرالوں
پھر آپ سے بات کروں گا۔ آپ اُسی وقت نماز ظہر ادا کرنے لگے اور امام صاحب حیرت
سے کھڑے دیکھتے رہے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو امام نے بگڑ کر پوچھا جو نماز
آپ نے میرے پیچھے پڑھی اس کے اندر کیا خرابی تھی؟

آپ نے بڑے ہی صاف طور سے کہا کہ تم نے مجھے میری رزق کے بارے میں
پوچھ کر یہ ثابت کر دیا کہ تم رازق (رزق دینے والے) سے ناواقف ہو اور جو رزق سے
بے خبر ہو اُس کے پیچھے نماز کیسے صحیح و درست ہو سکتی ہے۔ امام صاحب نے یہ بات سن کر
آپ کے ہاتھ پر توبہ کی حلب سے روانہ ہو کر آپ دمشق پہنچے تو شہر کے دروازے پر کئی
بزرگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دیکھنے میں تو سب ایک دوسرے سے اجنبی تھے۔ مگر
روحانی طور پر ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے تھے۔ تمام بزرگوں کو غیب سے اطلاع دی
گئی تھی۔ کہ اللہ رب العزت کا ولی صبح دمشق پہنچ رہے ہیں ان کا استقبال کرو۔ آپ نے
سب سے مصافحہ فرمایا۔ اور گلے بھی ملے۔ ہر ایک بزرگ کی یہ خواہش تھی کہ آپ ہمارے
ساتھ قیام فرمائیں یعنی ٹھہریں۔ میزبانی کا یہ شوق دیکھ کر آپ نے فرمایا میں نے یہ فیصلہ
کر لیا ہے کہ میں اُسی کے ساتھ قیام کروں گا جس کا دل درویش ہو اور دیکھنے میں درویش
نہ معلوم ہوتا ہو، بزرگ میں صرف حضرت احمد عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ آپ کی شرط پر
پورے اترے تھے۔

ارشاداتِ عالیہ:

اب قارئین کی تشنگی علم کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے چند مفید
اور سبق آموز ارشاداتِ عالیہ قلم بند کرتا ہوں، تاکہ سالکین اور رشد و ہدایت کے طلب گاران
ارشادات کو اپنی زندگی میں عملی جامہ پہنا سکیں۔

(1) انسان کو چار (4) چیزیں بلند کرتی ہیں، علم، کرم، حلم اور خوش اخلاقی۔

(2) اللہ تعالیٰ کو راضی کر، وہ تجھے راضی کرے گا۔

(3) جب انسان نیک ہو جاتا ہے، تو اس کا ہر کام نیک ہو جاتا ہے۔

(4) جو لگن کر کام کرتا ہے، اس کا اجر بھی لگن کر ملتا ہے۔

(5) ایک عالم کی طاقت ایک لاکھ جاہلوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

(6) عارف صادق وہی ہے جو خواہشات کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی ملحوظ رکھے۔

(7) عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت (ربّ تعالیٰ کی محبت) میں جلتا رہے۔

وصال:

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا وصال 14 یا 15 شعبان المعظم 261 ہجری کی
شب میں ہوا تھا، اور آپ علیہ الرحمہ کو بسطام شہر میں ہی دفن کیا گیا ہے۔

(رسول اللہ کے سفیر، صفحہ 122 تا 127، مطبوعہ: مشتاق بک کارنر، لاہور))۔

(مصنف) اور مشائخ اعظم و اولیاء ہندوستان سے ہیں غریب احوال عجائب اطوار و
کرامات بلند و مقامات ارجمند رکھتے تھے۔ بزرگی آنحضرت کی زیادہ حد تحریر تھی چنانچہ
از روئے کتب صحیح اخبار الاخیار و معارج الولایت و تذکرہ العاشقین و مناقب الاصفیا وغیرہ
سے ثبوت ہے کہ حضرت بارہ برس تک مقام صمدیت میں رہے اور کچھ نہیں کھایا اور لباس کہ اس
وقت زیب بدن تھا اس عرصہ میں میلا نہ ہوا تھا اور نہ شکستہ ہوا۔ اور احوال روئے مبارک کا یہ تھا

کہ جس کی نظر روئے مبارک پر پڑتی تھی سجدہ کناں ہوتا تھا اس وجہ سے آپ نقاب رکھتے تھے۔
صاحب معارج الولایت اور کشف النوان سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار صاحب کو خرقہ خلافت شیخ عبداللہ مکی سے پہنچا تھا۔ اور ان کو شیخ الجاذب مقدسی سے اور ان کو شیخ طیفور شامی سے کہ مرید اور مصاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیخ طیفور شامی کو ارشاد کیا تھا کہ تم درمیان کوہستان کے ایک غار ہے۔ اس میں پنہاں رہو۔ جس وقت محمد رسول اللہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں۔ تم ان سے بیعت کرنا۔ صاحب تذکرہ الفقرا یونہی تحریر کرتے ہیں ایک سر مو فرق نہ آیا۔ حسب ہدایت انہوں نے ایسا ہی عمل میں لایا اور لکھا ہے کہ حضرت پیر زندہ شاہ مدار اویسی تھے۔ یعنی روحانی طور پر جناب سرورِ عالم سے تربیت پائی تھی اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہندوستان میں پیر زندہ تشریف لائے تو اول دیدار اور زیارت کو حضرت خواجہ خواجگان بزرگ کے اجمیر شریف میں آئے اور برائے امداد دعوت اسلام سکوت کو کلا پہاڑ پر اربعین بیٹھے۔ بعد حصول امداد و استفادہ حضرت پیر زندہ مقام کالپی تشریف لائے اور وہاں ایک کرامت کی شعاع قادر بادشاہ بے ادب اور بہ مرشد شیخ سراج الدین کو سوختہ یعنی آگ کی بددعا سے جلادی۔ اور شہر کالپی کے باون پورہ آپ کی نگاہِ جلال سے برباد ہو گئے۔ پیر زندہ وہاں سے برخاست کر کے مکنا دیوسدہ کے پاس آئے اور ایک جائے پر نشست کی۔ دیوراکش اور حضرت کی نگاہ دو چار ہوئی۔ پھر دیو نے بڑے غرور سے دیکھا۔ تو تکبری کا پتلا جان کر آپ نے اپنے گرد حصار شہادت کی انگلی سے زمین پر کھینچا۔ اور موکل چہار بندی کے اوپر چار چوکیاں قائم کر دیں۔ اور اندرونِ حصار آپ درمراقبہ عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ اور وہ کافر ذات آپ کو اکیلا جان کر بھگانے کی نیت سے دوڑا آیا۔ جیسا کہ گربہ برموش ہاتھ بڑھائے ہوئے حضرت کے قریب آ کر دست دراز کیا حتیٰ کہ آپ کے جسم پاک کو تو ہاتھ نہ لگا ہوگا اور حصار بندی کے حلقہ پر جو کہ ریگ کھینچی ہوئی تھی پاؤں اس بے ادب

کا گرتے ہی موکل چوکیدار اس حصار کے نے ایک تھپڑ ایسا مارا کہ وہ بدبخت حیرت سے کھو گیا اور تعجب کیا۔ کہ یہ بیٹھا ہوا شخص ہاتھ نہ ہلایا۔ اور نہ دھکا دیا لیکن بالکل چالیس قدم کے فاصلہ پر بطور سنگ ریزہ کے گرا اور دل میں خیال کیا کہ یہ کون آدمی ہے گا کہ جس کے ہاتھ حرکت نہ کرتے ہوئے زور آزمائی کے مطابق حملہ آور ہوا۔ بدیں وجہ خوف سے تھرایا اور کہا کہ یہ کوئی بلا کا سامنا دیا۔ فقیر خدا کا نظر آتا ہے میرا حملہ اس پر کارگر نہ ہوگا۔ پست ہمت اور ناعلاج ہو کر بیرون حصار عاجز ہو کر زمین پر گر کر بے ادبی کا قصور معاف کیا چاہتا تھا۔ پھر آنحضرت نے اس دیو بدذات کا کفر غارت ہونے پر اس کی عجز و نیاز قبول فرمائی اور کہا کہ اے نالائق اگر حق خدمت گزاری یعنی جاروب کشی کا اقرار کرے گا تو تیری جان بخشی ہوگی۔ ورنہ تیری جان کو عجلت میں ڈال کر پریشانی میں مبتلا کروں گا۔ فی الحقیقت ایسی جرأت کی گفتگو سنتے ہی اقرار باللسان قبول کیا اور وہ ہمیشہ حاضری یعنی پاسبانی کا خواستگار ہو گیا۔ اور بار دیگر کسی مخلوق خدا کو آزاد نہ کرنے کے واسطے حضرت نے اس کو مقید کیا۔ علیٰ ہذا القیاس اور مکان واسطے عبادت کے تیار کروایا۔ جواب روضۂ شریف مشہور ہے۔ بعد ازاں ان چند روز کے پھر آپ ملک بگار میں بطریق سیر پہنچے۔ ہزاروں آدمی برکت سے آپ کی مشرف باسلام ہوئے پھر کوہستان نیپال وبدری ناتھ میں بڑے بڑے نامور گوسائیں اہل ہنود سے مباحثہ ہوا۔ اور بہت سے لوگ دعوت اسلام قبول فرما کر بیعت سے مشرف ہوئے اور جب آنحضرت بطریق سیر ملک کاٹھیاواڑ میں تشریف لے گئے وہاں گرنار پہاڑ کے فقرائے اہل ہنود اس کو متبرک جاننے میں اس پر بھی آپ کا گزر ہوا۔ مگر ایسا کچھ معاملہ درپیش ہوا کہ بہ سبب آپ کی کرامات اور جلال کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مثل جوگی کے بعد میں جو کہ اس جگہ مہنت اسماعیل جوگی سب گروہ کا سردار آپ کے مباحثہ میں تاب نہ لا کر دعوت اسلام قبول فرما کر بیعت سے مشرف ہوا۔ جب اس کی جان بخشی ہوئی۔ بلکہ اس کی اولاد سے مسلمان جوگی اس نواح میں موجود ہیں

اس جماعت سے بہت لوگ دائرہ اسلام قبول فرما کر بیعت میں آئے۔ اس واسطے حضرت سید شاہ جمال الدین عرف جمن جتی رضی تعالیٰ عنہ کو فقرائے سرخ پوش پیشوا شمار کرتے ہیں۔ صاحب مخبر امواصلین سال پیدائش حضرت کا 390 ہجری 27 ماہ جمادی الاول روز جمعہ اس میں بہت سے اختلاف ہیں۔ بہت سے کتب تواریخ زیر نظر ہوئے۔ لیکن کوئی طریق سے اتفاق نہیں ہے۔ ہر ایک مؤلفین کے نزدیک عمر شریف آنحضرت کی پانسو برس اور کوئی مکتوبات سے دو صد باون برس ہوتے ہیں۔ لیکن ان صدیات سے حضرت خواجہ طیفور شامی المعروف حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ کے منصوبیت میں فرق عائد ہوتا ہے لیکن کسی مولف کو حوصلہ مروجی دویم خوانوادہ کے شریک ہو رہنا داخلہ وہی نہیں کرتے ہیں۔ اور خوانوادہ دویم سے سہ خرقہ اور پانچ خلفا کا مظہر ہے یعنی شطاریہ، دویم نقشبند، سوم سید احمد زندہ صوف اظہر من الشمس ہے۔ لیکن پھر مؤلفین نے چھان کر کے اصول مروجی کیوں ہیں تفسیر کرتے ہیں۔ یہی لازم امر ہے جو کہ سنہ ہجری حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی جو صدی ہے۔ وہی لائق مروجی اور منصوبیت کے ہیں اور باتفاق اخبارات وفات آنحضرت کی 845 ہجری میں ہوئی۔ مزار درگاہ، درود رحمت ملک عرب میں شمار کرتے ہیں۔ اور مؤلفین مکن پور شریف کا حوالہ ازروئے کتب دیتے ہیں بسبب آپ کی کرامات بردو بھی افضل ہیں۔ چونکہ ملک عرب اور عجم وخراسان فارس وہند میں منجملہ ایک سو چوالیس خلیفے آپ کے کئی کتب سے ثابت ہیں ان میں خلیفہ سید شاہ جمال الدین جمن جتی قدس سرہ الملقب قلندر وملنگ درندہر 3 ایک معیت ان کے پیرو دیوانگاں مدار کہلاتے ہیں اور بہتر نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ مثلاً دیوانگان حسینی سلطانی، رشیدی ودریائی وسرموری، ودیوانگان کاملی وجمشیدی، وقدوسی ومداحی ودیوانگان زندہ دل وضیائی ودیوانگان آتشی ودیوانگان شریفی حضرت محمد شریف سے وابوالعلائی ومائی پوست ودیوانگان کریمی ودیوانگان قادری ودیوانگان بولنگر لنکھا پتی وسدہ شاہی ومقبول

شاہی ودیوانگان خاک ونوری، ودیوانگان جام ونوری وغیرہ اجمعین دے بہتر دیوانگان کی پٹیاں یعنی ماسلسلہ سید شاہ جمن جتی کو پہنچتے ہیں۔ خلیفہ اعظم حضرت پیر زندہ شاہ مدار میں خلیفہ اعظم حضرت قاضی مطہر قدس سرہ ان کی فقیری کا حال کتاب سیر الفقرا و کتاب گفتار رحمت میں اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ قاضی صاحب از حوصلہ شرع شریف محکمہ دار القضاۃ سے بہتر اونٹ کتاب ودیگر اسباب ضروری لے کر واسطے مباحثہ شرعی کے مکن پور میں تشریف لائے۔

((محشی))

تعارف خاندانِ سید بدیع الدین علیہ الرحمہ:

آپ ساداتِ نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چشم وچراغ ہیں۔

(مدار اعظم، صفحہ 28، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

آپ کے والد محترم کا نام سید علی جلی ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ ثانی بنت عبداللہ سومعی جنگی ہے جن کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت قطب مدار:

آپ کی ولادت شہر حلب میں یکم شوال المکرم 442 ہجری کو صبح صادق کے وقت ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی حضرت سید بدیع الدین ہے اور آپ قطب المدار العالمین کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئے۔ (مدار اعظم، صفحہ 29 تا 34، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ کی عمر جب پانچ سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی بسم اللہ خوانی کے بعد آپ کو اس وقت کے متبحر ومحقق فاضل حضرت حذیفہ شامی کے سپرد کر دیا تا کہ اس گوہر نایاب کی صحیح معنوں میں نش ونما ہو سکے آپ نے وقت کی

قدر کرتے ہوئے جلد سے جلد قرآن شریف کو ختم کیا اور صرف بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی کامیابی حاصل کر لی اُس کے بعد آپ نے علوم دینیہ کے سمندر میں غوطہ زنی کی اور تفسیر وفقہ واصول فقہ میں کمال حاصل کیا اور پھر اُسی دولت علم کی وجہ سے آپ اپنے زمانے کے محدث مشہور ہوئے اور صرف چودہ سال کی عمر میں آپ کا شمار اس وقت کے ممتاز علماء ومحدثین میں ہونے لگا اور پھر آپ نے اُسی دینی علم پہ اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ سائنسی علم وعلم سیماں وعلم قیا سیمو وعلم رومیہ سے بھی اپنی شخصیات کو مزین کیا۔

بیعت وخلافت:

جناب حضرت سید بدیع الدین علیہ الرحمہ نے زہری علم سے اپنی ظاہری شخصیت کو مزین کرلیا تو اب آپ کے دل میں یہ تمنا جاگ اٹھی کہ اب باطنی علم میں بھی کمال حاصل کروں گا تا کہ اپنے باطن کی بھی اصلاح ہو سکے۔اس لئے آپ تحصیل علم کے جذبہ سے سرشار ہو کر علم باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔اور اپنے وقت کے صوفی باصفا سراج الاتقیاء حضرت طیفور شامی المعروف حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور پھر سلوک کی منزلیں طے کرنا شروع کیا۔ جب آپ کے مرشد کامل شیخ الاتقیاء حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے آپ کی محنت شاقہ کو دیکھتے ہوئے سمجھ گئے کہ یہ نوجوان آنے والے وقت میں آسمانِ حقیقت ومعرفت پر ایک آفتاب کی حیثیت رکھے گا اس لئے انہوں نے آپ کو خرقہ وخلافت سے نوازدیا۔اور پھر آپ کے مرشد کامل نے اسی وقت آپ کو جس دم جو ایک خاص ذکر الٰہی ہے۔آپ کو اس عمل کی اجازت فرمائی پھر آپ نے اس قدر اُس ذکر کو کیا کہ آپ سے دنیا کی خواہش جاتی رہی۔ (مدار اعظم، صفحہ 30، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

یہ سلسلہ جاری رہا اور ایک روز آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور مکہ معظمہ جانے کے لئے سفر کیا۔مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے حج کا فریضہ ادا کیا کچھ روز وہاں قیام کرنے کے بعد مدینہ

منورہ حاضر ہوئے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں باطنی نعمتوں سے مستفیض ہوئے۔آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربارِ رسالت میں حاضر تھا تو میں نے مراقبہ کیا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی خصوصی حاضری سے شرف یاب ہوا تو فخر کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بدیع الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرے۔ (مدار اعظم، صفحہ 32، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

ہندوستان تشریف آوری:

جب سیدی قطب المدار پہلی بار ہندوستان تشریف لائے تو گجرات میں کچھ عرصہ تک قیام فرمایا پھر گجرات سے روانہ ہو کر اور شہروں کو زینت بخشی پھر کچھ عرصہ ہندوستان میں ہی رہ کر اور مختلف ملکوں میں تبلیغ واشاعت کا کام کیا۔(مدار اعظم، صفحہ 35، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)

وصیت قطبِ مدار:

جب سیدی قطب المدار علیہ الرحمہ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ اب میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہونے والا ہوں تو آپ نے اپنی جانشینی کے لئے اُن نفوس قدسیہ کو منتخب فرمایا، حضرت ابو محمد ارغون سید ابو تراب قصور اور سید ابوالحسن جیکور اور اپنے تمام مریدین اور معتقدین سے فرمایا کہ ان تینوں کو میرے بعد میرا اہم مقام تصور کیا جائے۔اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو انہیں کی طرف متوجہ ہونا۔

آپ کی دوسری وصیت یہ تھی کہ آپ نے اپنے تمام مریدین ومعتقدین سے فرمایا کہ میرے بعد میری جنازے کی نماز کی اقامت شیخ حسام الدین سلامتی کریں گے۔

وصال:

17 جمادی الاول 838 ہجری کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔مکن پور شریف میں

آپ مدفون ہوئے۔ (مدار اعظم، صفحہ 88، مطبوعہ: مکن پور، ضلع کانپور، انڈیا)۔))

(مصنف) راہ میں ایک ندی ایسن نامی ملی۔ کہ متصل آپ کی نشست کو گھیرے ہوئے رواں تھی۔ جب شتر بار برادری کے ندی مذکور میں اتر گئے۔ قدرت خداوندی سے رود نے ایسا جوش مارا کہ کل اسباب وکتب وغیرہ بھیگ گئے۔ بلکہ جانیں بھی مشکل سے بچیں۔ بعد ازاں مقام فرما کر روبرو آنحضرت شیخ المشائخ کے آئے اور حجت پیش کیا۔ آپ صاحب روشن ضمیر تھے۔ فرمایا بابا اپنی کتاب فقہ شرعی کی دیکھو تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ زبانی گفتگو سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ فرمایا آپ کی مونچھ بہت دراز ہے۔ ان کو از روئے شرع شریف کترنے کے بعد ازاں کتاب دیکھنا ہوگا۔ قاضی جی مقراض در دست گرفت پھر آنحضرت نے فرمایا۔ شرعی بال کا کاٹنا روا ہوگا۔ اور طریقت کے بال کا کٹنا وبال ہوگا۔ قاضی جی نے غرور سے قینچی چلائی کچھ بال کٹتے ہی چند بالوں سے خون کے فوارے اور کئی بالوں سے دودھ کے شرارے جاری ہوگئے۔ بلکہ جائے نشینی کے بستر پر خون ودودھ جمع ہو رہا۔ قاضی جی دیکھ کر خوف سے تھرایا۔ اور کتابیں شرعی فقہ کی ملاحظہ کرنے دوڑا۔ اور ایک کتاب نکال کر ملاحظہ کرنا شروع کر دیا۔ اور جو کتاب دیکھی جاتی تھی ہر کتاب کا صفحہ صفحہ تحریرات سے خالی پایا جاتا تھا۔ جس جگہ اللہ محمد لکھا تھا وہی باقی تھا۔ دانشی کا امتحان غار ہوا۔ عجائبات سے حیف ہو کر زبان گویائی بند ہوئی۔ شرمندہ ہو کر روبرو آنحضرت کے آیا۔ اور کہا کہ یا حضرت خدا کی خدائی کے رازوں کا کیا کہوں۔ کچھ کہا نہیں جاتا۔ جملہ کتابوں کا ملاحظہ کیا ہر ہر کتاب کا ورق ورق صاف ہے اب شرعی شریف کی بنا پر احکام قضاۃ روبرو آپ کے درطاق ہے۔ جس پر اللہ محمد لکھا ہے اتنا ہی باقی ہے۔ اور آگے پیچھے کا کل مضمون ندارد ہے یہ آنحضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ فرمائے۔ اے قاضی مطہر تو نے قدرت الٰہی سے آگاہ نہیں۔ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی بشر کو شرمندہ کرے یا کسی کا احکام جاری کرے سب غیب السمٰوات کے کار ہیں۔ یہ ماجرا سن کر قاضی جی نے تعجب سے نادم ہو کر کہا۔ پھر احکام شریعت

برخلاف طریقت کے تھے۔ نوا ماٗمین فقہ شناس یا محدثین اور یا راویان روایت کی دانش ماضی کو مستقبل مخالفت میں کیوں بیان فرمائے ہوں گے شریعت ہر طریقت رہبری کرتی ہے۔ یعنی حقیقت حق تعالیٰ کی عبودیت کا راہ بنانا مرنے کے آگے مارنا اور معرفت میں مردہ زندہ کرنا شیوۂ طریقت ہے۔ تو مجھ کم ترین کو معاف فرمائیے۔ چونکہ میری لاعلمیت کا ثبوت میرے ہی دل پر پہنچ کر شرمندہ ہوں دل وجاں نثار کر کے قدم چوم کر عرض کرنے لگا۔ بادشاہ مدار العالمین اب طریقت راز کا سبق دے کر زمرہ اپنے میں داخل فرمائیے پھر آنحضرت نے کمال شفقت سے سرفراز طریقت میں منصب کردی اور بہتر اونٹ کتاب داخل حجرہ کردی۔

نہ (نو 9) شعبہ عاشقان آپ ہی سے ملتے ہیں سوم گروہ خلیفہ اجل حضرت سید شاہ بدیع الدین پیر زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے حضرت سید شاہ ابو محمد ارغوں قدس سرہ آپ سے تین گروہ خادمان مدار جاری ہیں دوم حضرت سید شاہ ابوتراب فنصور سویم سید شاہ ابوالحسن طیفور خلیفہ اجل حضرت سید شاہ بو محمد گرگ دانشمند تیغ برہنہ سلسلہ طالبان مدار قدس سرہ جاری ہے اور آنحضرت سے ملک فارس اور عرب اور عجم اور شام ونجار اشریف اور ہندوستان عظیم الشان میں کے کئی خلفاؤں سے بہت ایک گروہ کا جاری ہونا معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔ لیکن اس مجلس میں طوالت کا خوف ہونے سے اختصار کر کے تحریر میں لایا۔ اور ماضی و مستقبل کا احوال اور سیر کردہ اڑھائی جگ ملنگ فقیری کا عنوان اور صدہا کتاب قلمی ومطبوعہ زیر نظر کردہ کا عنوان دیدہ وشنیدہ بزرگان دین کے بالمشافہ تحقیق بیان کو بھی درجہ کتاب مجلس مقدہم کو پڑھنے سے آگاہ ہوں گے۔ اگر اس میں کچھ سہو ہو۔ تو انجان کو معاف فرما کر دعائے خیر سے یاد فرمادیں۔

((محشی))

خلفائے قطب مدار:

(۱) سید ابو محمد ارغون، (۲) سید ابوتراب قصور، (۳) سید ابوالحسن جیگور،

(۴) حضرت قاضی محمود، (۵) حضرت قاضی سید اجمل جون پوری،

(۶) حضرت قاضی مطاہر، (۷) حضرت سید شمس ثانی،

(۸) حضرت قاضی سہاب الدین، (۹) حضرت سید صدر الدین،

(۱۰) حضرت شیخ حسین بلخی، (۱۱) حضرت سید صدر جہاں،

(۱۲) حضرت سید جمال الدین، (۱۳) حضرت شیخ آدم صوفی،

(۱۴) حضرت سلطان شاہ باز، (۱۵) حضرت سلطان حسن عربی،

(۱۶) حضرت میاں سیف اللہ، (۱۷) حضرت شیخ فخر الدین،

(۱۸) حضرت عادل شاہ، (۱۹) حضرت شیخ حسام الدین سلامتی،

(۲۰) حضرت حاجی ملنگ مداری، (۲۱) حضرت میاں میٹھے مدار علیہم الرحمہ

سلاسل قطب المدار:

میں نے ان سب بزرگوں کے نام اس لئے دیئے ہیں تا کہ اس سلسلے کی حقیقت ہر خاص وعام پر واضح روشن ہو جائے۔ پہلے یہ سارے سلسلے مکن پور ہی میں خاص تھے۔ لیکن پھر بعد میں دین کی تبلیغ و تعلیم کے لئے ان سب کو مختلف علاقوں میں جانا ورہنا پڑا۔ ان میں سبھی سلسلے اپنا مقام رکھتے ہیں لیکن ان میں پانچ سلسلے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

پہلے یہ سارے سلسلے مکن پور ہی میں خاص تھے، لیکن پھر بعد میں دین کی تبلیغ وتعلیم کے لیے ان سب کو مختلف علاقوں میں جانا اور رہنا پڑا، ان میں سبھی سلسلے اپنا مقام رکھتے ہیں، لیکن ان میں پانچ (5) سلسلے خاص اہمیت رکھتے ہیں، جن میں پہلا سلسلہ حضرت ابوار غون علیہ الرحمہ سے ہے، جو مکن پور شریف میں آباد ہیں۔

عاشقانِ مدار :

دوسرا سلسلہ حضرت قاضی مطاہر علیہ الرحمہ سے ہے، جو بھٹنڈا میں آباد ہوا، اسی کو عاشقانِ مدار کہا جاتا ہے۔

طالبانِ مدار :

تیسرا سلسلہ حضرت قاضی محمود علیہ الرحمہ سے ہے، جو طالبانِ مدار کہا جاتا ہے۔

دیوانگانِ مدار :

چوتھا سلسلہ حضرت جمال الدین المعروف جمن جتی سے چلا، جسے دیوانگانِ مدار کہا جاتا ہے۔

خادمانِ مدار:

پانچواں سلسلہ حضرت اجمل جونپوری علیہ الرحمہ سے چلا، جسے خادمانِ مدار کہا جاتا ہے))۔

(مصنف) ختم ہے مجلس دوئم اس کے پڑھنے اور سننے والے کو عشق اپنا عطا فرما۔ بحق محمد وآل محمد اصحاب پاک اجمعین تا کہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی رہے۔ بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ بزرگانِ دین کی توصیف بیان عطا فرما یارب العالمین دیا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین۔ الفاتحہ جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم بروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچادے۔

برحق لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ خیر خلق کل اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد واصحابہ وبارک وسلم .

((محشی))

صاحب کتاب نے اس مقام پر مجلس دوئم کا اختتام کیا اور ختم شریف کا اہتمام کیا۔

کتابیات

1- قرآن مجید

2- صحیح بخاری

3- صحیح مسلم

4- سنن ابن ماجه

5- شرح صحیح مسلم

6- مرقاۃ شرح مشکاۃ

7- مرأۃ المناصح شرح مشکاۃ

8- تفسیر روح البیان

9- کشف المحجوب

10- المع

11- مثنوی شریف

12- شرح خلیل

13- عین الفقر

14- محک الفقر

15- لطائف اشرفی

16- مدارِ اعظم

17- اسلامی انسائیکلو پیڈیا

18- رسول اللہ کا سفیر

سلسلہ مدار کی مستند کتابیں طبع شدہ

سترہویں شریف	مختصر سوانح حیات حضرت زندہ شاہ مدار
آئینہ تصوف سلسلہ مدار	اور دیگر کتابچے

آئندہ اشاعت

سترہویں شریف (حصہ وار)

مدارِ اعظم	مدارِ عالم
گل دستہ مدار	کراماتِ مدار العالمین ؒ
ذو الفقار بدیع	تذکرہ مداریہ
گلزارِ ابرار	سیرت قطب عالم المعروف حضرت زندہ شاہ مدار
سہراج الفقراء	تذکرہ فقراء

ناشر مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

مکان نمبر 3 شاہ مدار اسٹریٹ، نادرا آفس والی گلی، ملت نگر، راسوامی، کراچی۔

تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

(تخریج شدہ، جدید ایڈیشن)

افکار صوفیاء

المعروف

سترھویں شریف

(حصہ 3 تا 4)

مصنف

حضرت بابا حیدر علی ارغونی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395ہجری)

محشی: مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی

سلسلہ اشاعت نمبر 06

بیاد: قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی:838ہجری)

(جملہ حقوق بحق محشی محفوظ ہیں)

نام کتاب : افکار صوفیاء المعروف سترہویں شریف

مؤلف : حضرت بابا حیدر علی ارغونی علیہ الرحمہ

محشی : مفتی محمد ہاشم (ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

تقریظ جلیل : پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری مدظلہ العالی

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبہ علیمیہ کراچی)

کمپوزنگ : قاضی معین احمد (دی ریسرچ سینٹر، کراچی 0301-3815991)

طبع اوّل : محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق دسمبر 2012ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

ملنے کا پتہ : گلی نمبر ۳، راسوامی، ملت نگر، شاہ مدار اسٹریٹ،

نادرا آفس والی گلی، کراچی۔ موبائل 0334-3351709

برائے ایصال ثواب: سید یوسف حسین (مرحوم)

فہرست

☆☆☆☆☆

نوٹ:

تمام محبان صوفیائے مدار علیہم الرحمٰن سے اپیل کی جاتی ہے کہ مکتبہ تحقیقاتِ قطبِ مدار، کراچی کے ساتھ بھر پور تعاون فرمائیں، اور زیادہ سے زیادہ اس مکتبہ کے تحت شائع ہونے والی کتب کو اپنے دوست واحباب میں عام کریں، تاکہ عوام الناس اور ہماری آنے والی نوجوان نسل کو ہمارے سلسلہ "طریقت بدیعیہ ، مداریہ" کے متعلق معلومات ہو جائے۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

عرض ناشر

الحمدللہ! مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم نے سلسلہ بدیعیہ المعروف مداریہ (منسوب حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمٰن) سے متعلق کتاب "ستر ہویں شریف" بنام افکار صوفیاء کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بے رُخی کی وجہ سے کم وبیش 200 سال سے سلسلہ بدیعیہ کے صوفیاء کرام کا علمی ذخیرہ جو حقیقی معنوں میں حقدمین صوفیاء کرام کی تعلیمات کی تشریحات پر مبنی تھا، اُسے آج تک صحیح معنوں میں زیور طباعت سے آراستہ نہیں کیا گیا...!

عاجز سمجھتا ہے کہ ہم نے اس سلسلہ کے پیشواؤں (حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید بدیع الدین قطب مدار، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہم الرحمہ) کے ساتھ اجتماعی طور پر علمی وتحقیقی زیادتیاں کیں ہیں، جس کی وجہ سے دین اسلام اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو یہ نقصان پہنچا کہ اس سلسلہ طریقت سے جاہل و بے عمل حضرات نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اسے دنیاوی ونفسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ خرافات وبدعات اس سلسلہ کی پہنچان بن گئی....! راقم سمجھتا ہے کہ اب اس نقصان کی تلافی کا وقت آچکا ہے اور ہم اس سلسلہ طریقت کے پیشواؤں کے حضور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کریں اور اس سلسلہ روحانیہ سے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔

راقم یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اب تک مندرجہ ذیل کتب پاکستان میں زیور طباعت سے محروم رہی ہیں، انشاء اللہ اب مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے زیر اہتمام ان کتب کو جدید تحقیقی انداز سے اشاعت کیا جائے گا۔

(۱) مدار اعظم، (۲) تاریخ مدار عالم، (۳) تذکرہ بدیعیہ، (۴) گلزار مدار، (۵) ضرب یداللہ، (۶) فیضان قطب مدار اہل بیت۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

تقریظِ جلیل

حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد آصف خان علیمی قادری دامت برکاتہ العالیہ

(بانی: العلیم فاؤنڈیشن ٹرسٹ، مکتبۂ علیمیہ کراچی)

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

عزیزی ومحبی فاضلِ جلیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ نے فقیر حقیر بندہ بے توقیر سے ایک دفعہ پھر اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کتاب ''افکار صوفیاء، مجلس سوئم وچہارم'' کے لیے بھی حسبِ سابق کچھ تحریر کروں۔ یہ عزیزی ومحبی کی اعلیٰ ظرفی اور اس فقیر سے محبت کا واضح ثبوت ہے کہ ایک دفعہ پھر اپنی اس تحقیقی کاوش پر تقریظ کے لیے راقم الحروف کا انتخاب کیا۔ فقیر اس عنایت پر موصوف کا شکر گذار ہے۔

''افکار صوفیاء، مجلس اول ودوم'' کی تحقیق وتخریج کے لیے جہاں عزیزی ومحبی نے اپنی بھرپور صلاحیتوں کا استعمال کیا وہاں اس کتاب کی طباعت واشاعت کے لیے سر توڑ کوششیں کرنے والے اور اپنے سلسلے بدیعیہ، مداریہ کے سچے وپر خلوص معتقد محترم عبدالرشید مداروی بھی تعریف کے مستحق ہیں، اللہ رب العزت ان کے اس سچے جذبے میں مزید اضافہ فرمائے تاکہ اس کتاب ''سترہویں شریف'' کی مکمل سترہ مجالس اسی طرح تحقیق وتخریج سے مزین ہوکر زیور طبع سے آراستہ ہوجائے اور ان کے لیے توشۂ آخرت بن جائے۔

اس کتاب کا بھی راقم الحروف نے جستہ جستہ مطالعہ کیا۔ اس کتاب کے مصنف حضرت بابا حیدر علی شاہ ارغونی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۳۹۵ ہجری) ہیں۔ کتاب کا اصل نام

''سترہویں شریف'' ہے، جس میں سترہ مجالس کا بیان ہے۔ تعلیمات صوفیاء کرام پر مبنی یہ ایک نایاب کتاب ہے۔ اس پر عالم نبیل، علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی ''تحقیق و تخریج وتسہیل'' نے اسے چار چاند لگادیئے ہیں۔ یقیناً یہ ایک جاں گسل کام تھا جسے علامہ موصوف مدظلہ نے بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

اس کتاب کے مصنف نے دیباچہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کا مقصد نا صرف سلسلہ بدیعیہ، مداریہ کے معتقدین کو راہِ ہدایت دیکھنا ہے بلکہ عوام الناس کو بھی مستفیض کرنا ہے۔ مصنف نے کتاب ہذا کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ جن امور کے سبب راہِ سلوک کی منازل میں ارتقاء حاصل کیا اور روحانیت کی باریکیوں کو پہچانا، اُن سب کو اس میں مختصراً قلم بند کردیا۔

اللہ ﷻ فاضل جلیل علامہ مولانا محمد ہاشم حقانی نقشبندی زید مجدہٗ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور مستقبل میں بھی انہیں اس طرح کی علمی وتحقیقی کاوشیں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.

دعا برائے ایصالِ ثواب

جن حضرات نے اس کتاب میں درج آیاتِ کریمہ واحادیث مقدسہ کو پڑھا اور بالخصوص اس سترہویں شریف کے پڑھنے کا ثواب قاضی عبدالرزاق کھوکھر ''مرحوم'' (نوابشاہ) اور گزشتہ ایام میں انتقال پانے والی مرحومہ ومغفورہ الحمدو بیگم (نوابشاہ) کو ایصال کرتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے واولیاء عظام علیہم الرحمہ کے طفیل ان کی بخشش ومغفرت فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ ہذا

تقریظ

تعلیمات صوفیاء کرام پرمبنی یہ ایک نایاب تحریر "سترھویں شریف یعنی افکار صوفیاء، مجلس سوئم وچہارم" پرمحترم المقام فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم حقانی نقشبندی زیدمجدہ کا مختصر حاشیہ اور فاضل موصوف نے اس کتاب میں درج آیات مقدسہ واحادیث کریمہ و اقوال کی تخریج بھی قلم بند کر کے آنے والے مؤلفین ومصنفین کے لیے آسانیاں پیدا فرما دیں ہیں۔

فی زمانہ جو دہشت گردی او رافراتفری کا ماحول بنا ہوا ہے ،اس کا واحد حل ہمارے پاس صوفیاء کرام کی تعلیمات کی صورت میں موجود ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم صوفی ازم کوفروغ دیں اور اسی کے تحت اپنی زندگی گزاریں۔خالق کائنات نے بھی اپنے کلام پاک میں سچوں کے ساتھ رہنے کاحکم دیا ہےاور ساتھ ہی اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ اللہ کے دوستوں کو نہ تو کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم۔لہذا آج تعلیمات صوفیاء وافکار صوفیاء سے آگاہ شخص شیطان کے چنگل میں آسانی سے نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ ،فاضل محقق مفتی محمد ہاشم حقانی نقشبندی زیدمجدہ کے علم وعمل میں مزید اضافہ عطافرمائے اور موصوف کو دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی سعادت عطا فرمائے ۔آمین

مفتی محمد عدنان نقشبندی

(اُستادالحدیث:جامعہ مقصودیہ،کراچی)

محشی کے قلم سے......!

موجودہ حالات میں ہر شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر سرگرداں ہے،جس کی بدولت ہر شخص روحانی کیفیات سے دور ہوتا جارہا ہے۔اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجز نے یہ محسوس کیا کہ اس کمی کو دور کیا جائے اور اس انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے،جس کے لئے تعلیمات صوفیاء وافکار صوفیاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ،یہی وہ افکار ہیں جس کی بدولت ہمیں تاریخ اسلام میں کوئی ابن عربی،امام غزالی،حضرت سلطان باھو علیہم الرحمہ جیسی مقتداء شخصیات جابجا ملتی ہیں،اسی کمی کو دور کرنے کے لیے عاجز نے افکار صوفیاء پرمبنی شہرہ آفاق تصنیف "سترھویں شریف" کا مکمل اور آسان وسلیس ترجمہ اور تحقیق وتخریج کرنے کی کوشش کی تاکہ ہمارے وہ بھائی جو اس سلسلہ روحانیہ سے فیض کے طالب ہیں،اُن کے لیے اس فیض کو حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔

خصوصیات:

(1)۔ کتاب "سترھویں شریف" میں درج آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی مکمل تخریج (حوالہ جات"E-M") کا بھی اہتمام کیا،اور ساتھ ہی ساتھ اُن حوالہ جات میں عربی ہندسوں (۱-۲-۳) کی بجائے،معروف ہندسوں (1-2-3) کو استعمال کیا ہے۔

(2)۔ کتاب ہذا کی تسہیل کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ کا اہتمام ،تاکہ قارئین کو کتاب ہذا کا اصل متن سمجھنے میں آسانی ہوجائے ،اور اصل متن ذکر کرنے سے پہلے عاجز نے علامت کے طور پر (مصنف)،اور حاشیہ کی صورت میں ((محشی)) کی علامت استعمال کی ہے،تاکہ قاری مصنف اور محشی کی تحریرات میں فرق کرسکے۔

ان شاءاللہ یہ کتاب دور حاضر کے مطابق جدید ودل کش انداز میں سلسلہ مداریہ کے مریدین ومعتقدین ومحبین کے لئے ایک نایاب تحریر ہوگی۔

((محشی)) مفتی محمد ہاشم

ریسرچ اسکالر:دی ریسرچ سینٹر،کراچی

مجلس سوئم 3:

ابتداء ظہور کے بیان میں

الحمدالله رب العالمین والعاقبته للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول محمد وآله واصحابه وازواجه اجمعین.

مرحبا اے خاصۂ پروردگار　　　مرحبا اے قطب کل قطب المدار

(مصنف) اے طالب! روز ازل سے ذات پاک وحدہٗ لاشریک لہٗ اُسے کہتے ہیں۔ باآرام تمام مقام لامکان میں شراب استغنائی پی کر قیام رکھتی تھی یکا یک عشق نے مثل قطرۂ باراں کے اس ذات مستغنی الصفات پر اثر کیا کہ اس سے جوش ہوا چاہا۔ اس نے ہی اپنی ذات وصفات کو ظاہر کرے تب اپنی ذات پاک سے نور محمدی علیحدہ کر کے اپنی چاہت سے اور اس کی دید سے آپ عاشق اپنا ہوا۔ کہ جس سے صفت شاہد ومشہور ومحب ومحبوب طالب ومطلوب ظاہر ہوئی۔

((محشی))

عقیدہ نور و بشر:

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے اپنی عقیدت وایمان کا اظہار حضور اکرم ﷺ کے نور مجسم ہونے کا اقرار فرمایا۔ ہم نے ضروری سمجھا کہ اس مقام پر نبی کریم ﷺ سے متعلق عقیدہ نور بشر کی مکمل وضاحت کر دی جائے، کیونکہ یہ مسئلہ ہماری عوام میں بعض اوقات جھگڑے کا باعث بن جاتے ہے۔ جیسا کہ عظیم مبلغ اسلام ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے دنیاوی مقام کو قرآن یوں بیان کرتا ہے: ﴿قل انما انا بشر مثلکم﴾ ترجمہ: تم فرماؤ میں ظاہر صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں۔ (سورۃ کہف، آیت نمبر: 110)، اب اس مقام کی شرح کرتے ہوئے کئی لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں یاد رکھئے! اس آیت کا ترجمہ کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک کفر کا جبکہ

دوسرا ایمان کا۔ کچھ نے اس کا ترجمہ: "میں تمہاری طرح انسان ہوں" کیا ہے۔ جو کفر کی طرف لے جاتا ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ ہماری یا فلاں کی طرح کے انسان ہیں تو وہ کافر ہے، وہ قرآن وسنت پر ایک بہتان عظیم لگا رہا ہے، کیونکہ کوئی انسان بھی رسول کریم ﷺ جیسا نہیں ہو سکتا۔ نیز ان لوگوں کا کیا مطلب ہوتا ہے جب وہ اس آیت کا اس بُرے طریقے سے ترجمہ کرتے ہیں تو کس کی طرح؟ قاتل، زانی، ڈاکو یا مجسم شیطان کی طرح؟ (معاذ اللہ) کیونکہ انسانوں میں تمام قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ "کس کی طرح "ایسا ترجمہ کرنے کا یہ انتہائی احمقانہ طریقہ ہے، نیک ہونے میں وہ کونسا "معیاری شخص" ہے، جس کے ساتھ تم رسول کریم ﷺ کا موازنہ کرتے ہو، جب یہ کہتے ہو کہ "وہ ہماری طرح ہیں" یا یہ کہ "وہ صرف ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں" یہ روش یہودیوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کو ایک عظیم شخص سے زیادہ تصور نہیں کرتے۔

کیا تم رسول کریم ﷺ کو اپنی طرح یا اپنے سے ذرا بہتر تصور کرتے ہو؟ یقیناً نہیں!

اس آیت میں جو راز مضمر ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی "بشریت" پر زور دینا ہے، تا کہ آپ ﷺ کی معجزانہ قدرت کو دیکھ کر مسلمان کہیں حیرت میں نہ پڑ جائیں جیسا کہ دیگر لوگ (یہود ونصاریٰ) حیرت میں پڑ گئے تھے، اور مسلمان کسی بھی معنی میں کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ آپ ﷺ انسان نہیں بلکہ خدا ہیں، اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی "الوہیت" (خدا ہونے) کی نفی کی گئی ہے نہ یہ کہ وہ ہماری طرح ہیں، کون اُن کی طرح ہو سکتا ہے...؟ ہاں یقیناً وہ بھی بشر ہیں اور ہم بھی بشر ہیں، جن لوگوں نے طبعیات (Physics) اور طبعیاتی علوم (Physical Sciences) پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کوئلہ خالص کاربن ہے (کاربن ایک غیر دھاتی عنصر ہے، جو ہیرے، سرے اور کوئلے کی صورت میں ملتا ہے) اور ہیرا بھی خالص کاربن ہے، جدید سائنس کے مطابق یہ صرف مالیکیولز (ذراتِ سالمہ) کے ارتعاش کی کثرت وقوع ہے جو انہیں مختلف کر دیتی ہے ورنہ حقیقتاً بنیادی طور پر دونوں خالص کاربن ہی ہیں۔ میں یہاں کھڑا ہو کر کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ بشر ہیں اور میں بھی بشر ہوں، میں کوئلہ کی طرح ہوں اور رسول کریم ﷺ ہیرے کی طرح، اس طرح یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

مزید عظیم مبلغ اسلام ڈاکٹر پروفیسر علامہ محمد فضل الرحمٰن انصاری قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے آفاقی مرتبہ کی طرف چلتے ہیں، جسے میں نے قرآن کریم کی اس آیت سے بیان کیا تھا کہ ﴿وما ارسلنک الا رحمة للعلمین﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر: 107)

میں ایک اور آیت بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر: 15) یہاں آیت مبارکہ میں "واو" عطف (Conjunction) کے لیے ہے، لہٰذا یہاں "نور" ایک الگ چیز ہے اور "کتاب" ایک الگ چیز، یہ دو چیزیں ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کلام فرما رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مفسرین کرام کی اس سلسلے میں یقیناً مختلف آراء ہیں کچھ کہتے ہیں کہ "نور" سے مراد نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ اس "نور" سے مراد وہ ہدایت ہے جو نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں، یہاں پھر وہی مسئلہ پیش آتا ہے کہ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو یہ فریضہ نبوت دیا گیا کہ وہ قرآن کریم کی ہر پیچیدہ آیت کی وضاحت کریں، قرآن میں ہے: ﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم﴾ ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو اُن کی طرف اُترا۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر: 44)

ایک مستند حدیث میں اس کا معنی بھی آیا ہے تو پھر ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آیت مذکورہ میں لفظ "نور" کی کوئی تشریح کریں، بلکہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں رجوع کرتے ہوئے آپ سے عرض گزار ہوں کہ آقا! یہ ارشاد فرمایئے کہ ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ میں "نور" سے مراد کون ہے؟ کتب احادیث میں ایک صحیح روایت ملتی ہے، جسے اکابر دیوبند کے مشہور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب فی ذکر الحبیب" میں نقل کیا، جو رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی حضرت جابر

بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یا جابر انّ اللہ خلق قبل کلّ الاشیاء نور نبیّک من نورہ)) یعنی: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ یہ صحیح حدیث ہمیں اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ ہم اُن علماء و مفسرین کا ساتھ دیں جو کہتے ہیں کہ آیت ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ کا معنی یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے "نور" ہونے کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 21 تا 29، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی)

(مصنف) اور اس اپنے نور محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح بطرح کی نئی نئی مخلوقات کونین میں آئیں انس و جن وحش وطیور وغیرہ پیدا کئے جیسے کہ تخم بند پانی سے قطرہ باراں کے سب اجزا برگ وشاخ وگل بار اپنے نشو ونما کر لاتا ہے اور اس کے پھل سے روئی نکل کر پارچہ ہائے ہر قسم کے بنتے ہیں۔ لیکن اصل ظہور سب کا وہی تخم ہے ویسے ہی مظہر ہے خاص اس انسان کا وہی ذات پاک ہے۔ حدیث: "الانسان سری وانا سرہ" جس طرح بیج کے پیٹ میں مغز ہے کہ اسی مغز سے سب اشیاء کا ظہور ہے اگر اس بیج کے دو ٹکڑے کر ڈالو تو وہی مغز اصلی اس میں نظر آوے اس طرح ذات پاک انسان میں ہے۔ اگر انسان کوشش کرے تو وہی مغز اپنے میں اصلی کو مجرد پاوے۔ اے طالب غفلت سے ہشیار ہو اور خواب باخودی سے بیدار ہو۔ یہ مت سمجھ کہ میں بیداری میں کاروبار دنیا کا کرتا ہوں۔ اور جو کچھ کرتا ہوں اچھا ہی کرتا ہوں اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے۔ بیت۔

کار دنیا چیست بے کاری ہمہ — چیست بے کاری گرفتاری ہمہ
کام دنیا کیا ہے بے کاری تمام — کیا بے کاری گرفتاری تمام

((محشی))

حدیث 13: ((الانسان سری وانا سرہ))

ترجمہ: انسان میرا بھید ہے اور میں اس (انسان) کا بھید ہوں۔

(عین الفقر، باب دوم، صفحہ 59، مطبوعہ: شبیر احمد، لاہور)

(مصنف) اے بھائی دنیائے فانی مثل ایک خواب کے ہے۔ جیسا کہ آدمی سوتے ہیں رات کو اور جاگتے ہیں صبح کو بزرگ لوگ اس تمام عمر کو ایک خواب شمار کرتے ہیں بلکہ خواب بے خودی اس کا نام رکھتے ہیں ویسے سب لوگ کہ جو دنیا میں آئے ہیں کاربار (کاروبار) فاسدہ ولایعنی میں مشغول ہیں اور جس کام کو کرتے ہیں اس کے حاصل ہونے میں خوش وقتی انہیں ملتی ہے۔ یہ نہیں سمجھتے اور اپنا بھید نہیں کھولتے وہ نہیں جانتے ہیں کہ سوائے اس عالم کے کوئی عالم اور بھی ہے جہاں جانا ہے جس وقت کہ وہ رقیب آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جان نکالتا ہے تب جاگتے ہیں اور آنکھیں کھولتے ہیں اور یہ جتنے کام یہاں جیتے جی میں عیش وخوشی وغیرہ میں جو کئے ہیں اُس وقت مانند خیالات معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ آدمی رات کو سوتے ہیں اور ہر طرح کے خیالات دیکھتے ہیں اور اتنا ہی اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ خواب ہم نے دیکھا ہے خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ افسوس کہ کچھ کام نہ نکلا۔ لیکن وہ افسوس کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ فکر اسی وقت کرنا چاہیئے۔ تاکہ کچھ ہاتھ آئے۔

اے صاحب ہمت جو کچھ گزرا گزرا اس وقت خیال کر۔ کہ اس قدر تیری عمر گزری جو جو کام وفعل نیک وبد اور عیش تو نے کئے ہیں۔ دیکھ تو وہ تجھے مانند خیالات خواب معلوم ہوتے ہیں۔ پس اے طالب اب بھی جاگ۔ اور وہ کام کرتا کہ مرتے وقت تجھے حسرت نہ ہو۔ اور اب اپنے اوپر ماتم کرلے ورنہ اس وقت انگلیاں حیرت کے دانتوں سے نہ کاٹے۔ چونکہ فوت کا وقت زیادہ ترسخت ہے بوقت فوت تن سے روح جدا ہونا اس میں مفارقت خالق سے ہے اور اس میں مہاجرت خلق اللہ سے ہے لیکن راہ حاصل ہونے کی مراد اس طرح پر ہے۔ پہلے صورت اپنے مرشد کی ایسی نظر میں رکھے کہ جس وقت آنکھ بند کرے وہی صورت ظاہر میں دکھائی دے اور رفتہ رفتہ وہی صورت بول اٹھے اور جو مطلب چاہے اس سے پوچھے جواب باصواب حاصل ہوے بعدازاں باہم مشق کے ایسا ہو جائے کہ خود کی صورت مرشد بن جاوے اور دوئی بیچ کی چھوٹ بھاگ جاوے اسی کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ بعدازاں برکت وصحبت مرشد

کی سے اپنی رویت کا مناظر باہم مشق کرے اور شیخ کے تصور میں صورت حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کی خواب بیداری میں دیکھے گا وہ جمال مبارک نظر میں کھپ جاوے گا۔

رفتہ رفتہ وہ بھی باتیں کرے گا لیکن اس وقت کمال عاجزی ونامرادی ظاہر کرے کہ اس میں رضامندی خاص اُن کی ہے بعدازاں اُسی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بقا سمجھ کر اپنے تئیں فنا کرے اس ہی رمز کو فنافی الشیخ کہتے ہیں اور یہی رمز فنافی الرسول کے ہیں بعدہ اس کی صورت اسم اللہ کا تصور کر کے اُس سے حاصل کرے اس ہی کو فنافی اللہ کہتے ہیں بعد پھر مقام محمدی پر آوے طالبانِ حق بعض پہلے فنافی اللہ ہوتے ہیں بعد فنافی الرسول اُن کو سالک کہتے ہیں اور اگر طالب خود ہی شاغل ہے تو ان تینوں مرتبوں (مراتب) سے ایک مرتبہ حاصل کر سکتا ہے بلکہ مغز اس کا روشن ہو کر اُس ہی مقام پر رہتا ہے منزل آگے چل نہیں سکتا کیونکہ اپنے اختیارات سے گزر جاتا ہے اور بے اختیاری حاصل ہوتی ہے اس سے شکستہ پا ہو جاتا ہے اور اُسی میں آرام پاتا ہے لیکن یہ تینوں مراتب ایک ہیں اگر فنافی الرسول ہوا تو وہی اور اگر فنافی اللہ ہوا تو وہی ویا اگر فنافی الشیخ ہوا تو وہی منزل ہے مطلب اپنے میں علیحدہ کرنے سے ہے لیکن اگر مرشد مرید کو فنافی الرسول کر کے چھوڑ دے تو بہتر ہے اور طالب علم کو بھی لازم ہے بغیر منزل مقام کے بیچ میں ادھورا نہ چھوڑے۔ اور دوسرا طریقہ رہبری کا یہی ہے کہ اپنی صورت اچھی طرح دیکھ کر نظر میں مشق کر رکھے یہ بات اپنا عکس آئینہ میں ویا آفتاب میں دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے اور یہی طریقہ کسب خاندان عالیہ کا ہے۔ بیت

مرحبا اے خاصۂ پروردگار　　　مرحبا اے قطب کل قطب المدار

اور ارباب طریق سے بھی یہی بہتر وبرتر ہے بلکہ گانا سننا اور بجتا دیکھنا خلل واقع ہوتا ہے اور یہی عادت بیرون بخشہ ہے۔ بیت۔

اندروں از طعام خالی دار　　　تادرو نورِ معرفت بینی

چونکہ یہ مذہب صوفیائے کرام کا صادقی سے واعدی نہیں چونکہ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خرقہ وخلافت صادقی سے ملا تھا اور ان سے حضرت علمبردار کو اور ان سے حضرت عین الدین شامی رضی اللہ عنہم اور ان سے حضرت تاج

العلماء صاحب معراج اوصاف صوفیاں قاضی طیفور الدین شامی عرف حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ اُن سے سلسلہ پانچ خلفائے عظیم اور سہ (3) گروہ پر مقدم ہیں ایک نقشبندیہ اور دوسرا امداریہ اور تیسرا اشطاریہ جاری ہوا۔

((محشی)) حضرت بایذ یر بسطامی (متوفی: 261ہجری) علیہ الرحمہ کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے اس کتاب "سترھویں یعنی افکار صوفیاء" کے حصہ دوم، (مطبوعہ: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی) کا مطالعہ فرمائیں۔

(مصنف) پس سب مرید صاحب شریعت اور خرقہ پوش فقرا طالبان اس راہ کو لازم امر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق کو نگاہ دروں رکھے اور اُس میں بہبودی اپنی سمجھیں اور اشغال درونی و اسرار باطنی حضرت مظہر العجائب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئے ہیں۔ بارہ م اور چودہ معصوم چار پیر چاردہ خانوادہ کو واسطہ بواسطہ پہنچتے آئے ہیں بس حق اُن کا سب مریدوں اور طالبوں چودہ خانوادہ پر ثابت ہے۔ صحابان شریعت اور پیران طریقت اور ہیں بلکہ چار چاروں کو دوست برحق جان کر اپنے پیر کی جناب میں اعتقاد باندھنا و مراد مانگنا برائی نہیں ہے بلکہ عین بہتری ہے وباعث حصول مراد برائی نہیں ہے۔ برائی اس کے خلاف میں ہے کہ یہ توفیق اللہ کسی ایمان دار کو نہ دے۔ اے محتسب اس راہ میں پڑھنا بہت سعادت ہے۔ اگر منزل پر نہ پہنچے راہ میں مرجاوے تو شہید اکبر ہوجاوے بغیر رہبری کے نہیں کوئی جانتے ہیں منزل پر پہنچنا لیکن جان اپنی راہ میں دیتے ہیں۔ فرد

کشتگانِ خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جان دیگرست

آرزو دارم کہ خود را بر خدا قرباں کنم — تا مگر روزے بپرسد آنکہ قرباں شد کہ بود

کشتگانِ خنجر تسلیم کو — ہر گھڑی ہے جان تازہ غیب سے

دل میں یہی خواہش ہے کہ قربان خدا ہوں — شاید کہ کبھی پوچھے .وا مجھ پہ فدا کون

اے طالب اس راہ میں شوق محبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جیسا چاہئے اگر اس راہ میں مرجاوے بخت یاور پاوے اے عزیز آخر مرنا ہے غفلت کچھ کام نہیں آوے گی الا یہی عشق صدق محبت الٰہی اور اس راہ میں کچھ خبر طالبوں پر زیادہ فریفتہ نہیں ہے۔ سوائے اس عشق

صدق محبت کے۔ بیت

بے حُب ذات الٰہی کو سجدہ حرام ہے — زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

اے طالب جو شخص کہ وہ عشق میں بیمار کیا جاوے اجر جزیل اس کار کا مدار ہے یعنی اس درد سے جس نے لذّت پائی ہے سب لذّات فاسدہ کو اس نے چھوڑا ہے اور جو چکھتا ہے وہی معلوم کرتا ہے جس طرح کوئی دیوار قہقہہ پر سوار ہوتا ہے اسی کو اس کا حال معلوم ہوتا ہے اور بے ہمت کج خیال دیوار کے پاس جا کر لوٹ آنے میں سوار نہیں ہوتے ہیں انہیں کیا معلوم ہوتا ہے صاحب وہاں کا حال صادقی کا ہے۔ اہل ہمت و جوان مرد دیوار قہقہہ پر سوار ہوتے ہیں اور نہایت خوش وقتی سے عالم ناقص پر ہنس کر اپنی منزل طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ساقی سے پیالۂ شراباً طہورا پی کر مست رہا کرتے ہیں۔ اے طالب حقیقت اُس کی عشق سے عاشق مثل باز بلند پرواز کے ہے۔ بیت

خام را طاقتِ پروانۂ پر سوختہ نیست — نازکاں نرسد شیوۂ جاں افشانی

اے طالب تمام راحتوں کو دور کر کے اور تمام رنج و مصیبت کو نزدیک یعنی دوست کرلے اور آپ مرکب بن کر عشق کو اپنے اوپر سوار کر لے کر پیالہ شراب خالص نوش کرتا ہے۔ اور بے ہمت مثل مکھی بے پر کے ہے یعنی مکھی بے پر کی طرح ان کا جینا لا علاج معلوم کرے معدوم و مفہوم ہو رہنا ہوگا انجان ہو تو جان لے سیانا ہو تو پہچان لے یہی راہ مرد مذکر کی ہے اور وصال رہبری یہی ہے اور اسی مذہب کا نام صوفیاء کرام حضرت سید شاہ بدیع الدین پیر زندہ شاہ مدار پر ہی موقف ہے۔ پہچان درویش کا مرتبہ خدا کے راستہ میں بہت بڑا ہے اور درویشوں کو اس میں بڑا قطر ہے جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے۔ "للفقراءِ الذِّین احصر وافی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربافی الارض یحسبھم الحاھل اغنیاء من التعفف" ترجمہ: خیرات ان کے لئے ہے جو خدا کے راستہ میں بند کئے گئے زمین میں سفر نہیں کر سکتے طمع نہ کرتے جاہل انہیں تونگر جانتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے "ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علی شئ ومن الرزقنامنہ رزقاً حسناً" بیان کی خدا نے بندہ کی داستان مملوک ہے کسی چیز پر طاقت نہیں رکھتا اور وہ کہ دیا ہم نے اس کو اچھا رزق، اور یہ بھی

قول ہے تتجافا جنو بھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً" ان کا پہلو اپنی خواب گاہ سے دور رہتا ہے خوف اور امید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فقر کو اختیار کیا اور کہا: اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشر نی فی زمرة المساکین۔ ترجمہ خداوند زندہ رکھ مجھے مسکین، اور امتی کے لئے مسکین اور مرنے کے بعد قیامت میں اٹھا مجھے مسکین، اور یہ بھی کہا ہے کہ دن قیامت کے خدا فرمائے گا۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْباً فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ... الخ﴾

(پارہ:3، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:273)

قولہ تعالیٰ: ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً عَبْداً مَّمْلُوكاً لَّا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَن رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقاً حَسَناً... الخ﴾ (پارہ:14، سورۃ النحل، آیت نمبر:75)

قولہ تعالیٰ: ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفاً وَطَمَعاً... الخ﴾

(پارہ:21، سورۃ السجدہ، آیت نمبر:16)

حدیث 14: ((اللھم احینی مسکیناً وامتنی مسکیناً واحشر نی فی زمرة المساکین)) (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء اَن الفقر... الخ، حدیث نمبر:2352، صفحہ 562)

ترجمہ: یا اللہ! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مجھے مسکینی میں موت دے اور قیامت کے دن مجھے مساکین کے گروہ سے اٹھا۔

(مصنف) ادنومنی احبائی فیقول الملئکته من احبائك فیقول اللہ فقراء المسلمین والمساکین میرے کو دوست میرے نزدیک کرو پس فرشتے کہیں گے کہ تیرے دوست کون ہیں پس خدائے تعالیٰ کہے گا فقرائے مسلمین اور مساکین اور ایسی ہی اور بہت سی آیتیں اور خبریں ہیں جو اپنی مشہوری کے سبب بیان اور دلیلوں کی صحت کے محتاج نہیں اور جناب رسول مقبول ﷺ کے وقت میں مہاجرین فقیر ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کی بندگی ادا کرنے کے اور پیغمبر ﷺ کی متابعت کی صحبت میں ان کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے

اور تمام دنیاوی شغلوں سے کنارہ کیا ہوا تھا اور معاوضہ کو ترک اور اپنی روزی دینے پر خداوند تعالیٰ پر یقین۔ اور اس پر توکل اس لئے جناب ﷺ ان کی صحبت اور ان کے حق ادا کرنے پر امر کئے گئے تھے جیسا کہ خدائے بزرگ و بلند نے کہا ہے وَلَا تَطْرُدَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاوَةِ وَلْعَشِي يُرِيدُونَ وَجهه ان لوگوں کو دور مت کر جو اپنے پروردگار کو مدد اور دیدار کے لئے صبح اور شام پکارتے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ وَلَا تعد عَيناكَ عَنهُم تُرِيد زِينته الحيوة الدُّنيا اور مت پھیر آنکھیں ان سے اس لئے کہ تو حیات دنیا کی زینت چاہتا ہے اس لئے جناب رسول ﷺ جہاں ان میں سے کسی کو دیکھتے تھے کہتے تھے میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں جن کے سبب سے خداوند تعالیٰ نے فقر کو بھاری مرتبہ دیا ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ... الخ﴾

(پارہ:7، سورۃ الانعام، آیت نمبر:52)

قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا... الخ﴾

(پارہ:7، سورۃ الانعام، آیت نمبر:52)۔))

(مصنف) اور فقیروں کو اس مرتبہ سے مخصوص کیا ہے یہی وجہ ہے کہ درویشوں کو ظاہری اور باطنی اسباب کو ترک کر دیا ہے اور بالکل اسباب کے پیدا کرنے والے کے طرف رجوع کیا ہے اور ان کا فقر باعث فخر ہوا ہے جس کے جاتے رہنے سے نالاں اور آنے سے خوش ہوئے اور اسے بغل میں لے لیا ہے اور فقر کے لوازموں اور فقیروں کے سوا باقی حقیر اور خوار سمجھا ہے لیکن فقر کی ایک تعریف ہے اور اس کی حقیقی رسم افلاس ہیں اور بیچارگی ہے اور اس کی حقیقت مقبول اور برگزیدہ ہونا ہے جس نے صرف رسم کو دیکھا وہ رسم پر ہی رہ گیا اور جب مراد نہ پائی تو حقیقت سے دور چلا گیا اور جس نے حقیقت کو پالیا اس نے موجودات سے منہ پھیر لیا اور کل رویئت فناء کل سے بقائے کل میں بھاگ گیا مَن لَم یعرف سوٰی رَسمه لَم یَسمع سوٰی اسمه جس نے اُس کی رسم کے سوا کچھ نا پہچانا اس نے اس کے نام کے سوا

کچھ نہ سنا پس فقیر وہ ہوتا ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور کسی چیز میں اس کو خلل نہ آئے ظاہری اسباب کے ہونے سے غنی نہ ہو اور نہ ہونے سے محتاج نہ ہو اسباب کا ہونا یا نہ ہونا اس کے نزدیک یکساں ہو اور اگر نہ ہونے میں زیادہ خوش رہے تو روا ہے کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ درویش جتنا تنگ دست اتنا ہی مناسب ہے کیونکہ حال اس پر زیادہ کھلتا ہے اس لئے کہ اسباب کا وجود درویش کے لئے برا ہے یہاں تک کہ کسی چیز کو اپنے پاس نہ رکھے مگر اس قدر کہ ضروری ہے۔ پس دوستان خدا کی زندگی اس کے ذوق وشوق میں پوشیدہ لطیفوں (لطائف) اور نیک بھیدوں کے ساتھ بہتر ہے نہ کہ بے وفا دنیا اور بدکاروں کے مقام کے اسباب کے ساتھ پس دنیاوی اسباب رضا کے راستہ سے منع کرنے والا ہے۔

مؤلف داتا گنج بخش (علیہ الرحمہ) کشف المحجوب صفحہ 23 میں ایک حکایت بیان کرتے ہیں: ایک درویش کی ایک بادشاہ سے ملاقات ہوئی بادشاہ نے درویش کو کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ درویش نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے بندوں سے کچھ نہیں مانگتا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر ہے درویش نے کہا کہ میرے دو بندے ہیں وہ دونوں تیرے صاحب ہیں۔ ایک حرص دوسرا بندہ طول امید اور جناب رسول مقبول ﷺ نے کہا ہے لِلْفقر عزاً لا هلـه فقر اہل فقر کے واسطے عزت ہے پس جو چیز اہل کے لئے عزیز ہوتی ہے وہ نا اہل کے لئے خواری ہوتی ہے اور فقیر کی عزت یہ ہے کہ اس کے اعضا لغزش سے بچے ہوئے ہوں اور اس کا حال خلل سے محفوظ نہ اس کے تن پر معصیت اور ذلت آئے نہ اس کی جان پر خلل وآفت اس کے لئے کہ فقیر کا ظاہر۔ ظاہری نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور باطن باطنی نعمتوں کا منبع۔

((محشی))

مَن لَم یعرف سوی رَسمه لَم یَسمع سرّی اسمه

(کشف المحجوب، صفحہ 56، مطبوعہ: ایضاً)

حدیث 15: ((لفقر عزاً لاهله))

ترجمہ: فقر اس کے اہل کے لیے موجب عزت ہے۔

(کشف المحجوب، صفحہ 56، مطبوعہ: الحمد پبلی کیشنز، لاہور)

(مصنف) جب اس کا تن روحانی اور دل ربانی ہوا اور عام لوگوں کو اس سے کچھ لگاؤ اور آدم کو کچھ نسبت نہ رہے یعنی ملکی صفات ہو جاوے خلقت کی رجوعات اور عام لوگوں کے دکھاوے کو فقیر نہ ہوا ہو، اور دنیاوی ملک سے بے پروا ہو تو یہ عالم دنیاوی بلکہ دونوں جہان اس کے فقر کے ترازو کے پلے میں مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوں گے اور اس کا ایک سانس دونوں جہاں میں بھی نہ سمائے گا۔

((محشی))

راہ فقر اور فقر کی مکمل تفصیل کے لیے اس کتاب "ستر ہویں یعنی افکار صوفیاء" کے حصہ دوم، (مطبوعہ: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی) کا مطالعہ فرمائیں۔

(مصنف) خدائے بزرگ وبلند نے کہا ہے وَعِبَادُ الرحمن الذین یمشونَ عَلَى الارض هونا واذِ خاطبهم الجاهلون قالوا اسلاماً خدا کے بندے وہ ہیں کہ جو زمین پر تواضع کرتے ہوئے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے خطاب پایا تو انہیں اسلام کا قول بتلاں اور جناب رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے: من سمع صوب اهل التصوف فلا یومن على دعائهم كتب عندالله من الغافلين جس شخص نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اس نے ان کی پکار کو نا مانا خدائے تعالیٰ کے یہاں غافلوں میں لکھا گیا۔ لوگوں نے صوفی کے معنوں کی تحقیق میں بہت سے قول بیان کئے ہیں اور کتابیں لکھی ہیں ایک گروہ نے کہا ہے کہ صوفی کو اس واسطے صوفی کہتے ہیں کہ اون کا کپڑا پہنتے ہیں کہ وہ رنگین نہیں ہوتا۔ اور ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ انہیں اس لئے صوفی کہتے ہیں کہ پہلی صف میں ہوں گے قیامت کے دن۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ انہیں اس واسطے صوفی کہتے ہیں کہ انہوں نے اصحاب صفا سے محبت اور دوستی کی ہے اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ اسم صفا سے مشتق ہے طریقت کی تحقیق کے موافق گو ان کے معنوں میں ہر ایک کے لئے بہت سے لطیفے ہیں لیکن لغوی معنی اور ہیں پس

صفا کہ جس میں موجود ہو ستودہ صفت ہے اور کدورت صفا کی ضد ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے ذھب صفو الدُنیا وبقی کد رھا دنیا کی صفائی جاتی رہی اور اس کی کدورت باقی رہے گی اور ہر چیز کی لطافت کا نام صفائی اور ان کی کثافت کا نام کدورت ہوا کرتا ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوا سَلَاماً﴾ (پارہ 19، سورۃ الفرقان، آیت نمبر: 63)

حدیث 16: ((من سمع صوب اهل التصوف فلا یومن علی دعائهم کتب عندالله من الغافلین))

ترجمہ: جو صوفیاء کرام کی آواز سنے اور ان کی دعا پر آمین نہ کہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غافلین میں شمار ہوگا۔ (کشف المحجوب، صفحہ 69، مطبوعہ: ایضاً)

حدیث 17: ((ذهب صفو الدُنیا وبقی کد رها))

ترجمہ:۔ دنیا کی پاکیزگی جاتی رہی اور اس کی کدوت باقی رہ گئی۔

(کشف المحجوب، صفحہ 70، مطبوعہ: ایضاً)

(مصنف) پس جب اہل تصوف نے اپنے معاملوں اور خلقوں کو مہذب بنایا ہے اور طبیعت کی آفتوں سے کنارہ کیا ہے اس لئے انہیں صوفی کہتے ہیں اور یہ اسم اس گروہ کے واسطے اسمائے اعلام میں سے ہے کیونکہ اہل تصوف کے خطرات یعنی امورات اہم سے بزرگ تر ہیں کہ لفظ صوفی سید شاہ احمد زندہ صوف ان کے معاملات پر محیط ہو سکے پس اُن کے نام کو کس طرح اشتقاق یعنی اسم صفت ہونا لازم آسکتا ہے اور اس زمانہ میں حق تعالیٰ نے بہت لوگوں کو تصوف اور اہل تصوف سے حجاب میں کر دیا ہے اور اس قصہ کی صفائی اور خوبی ان کے دلوں سے چھپادی ہے اس لئے کوئی گروہ تو یہ خیال کرتا ہے کہ یہ طریق باطن کے مشاہدہ کے سوا صرف ظاہری اصلاح کی ورزش ہے اور کوئی گروہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ایک بے

حقیقت اور بے اصل رسم ہے یہاں تک کہ ٹھٹھہ بازوں کی طرح ان علماؤں نے جو صرف ظاہر میں نگاہ کرنے والے ہیں تصوف کا انکار کیا ہے اور اس کے حجاب پر خوش ہوتے ہیں اس لئے عام لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے اور باطن کی صفائی کی خواہش کو دل سے دور کیا ہے اور گذشتہ بزرگوں اور اصحابوں کے طریقہ کو چھوڑ دیا۔ بیت ۔

ان الصفا صفتہ الصدیق   ان ارادت صوفیا علی التحقیق

((محشی))

بیت: ان الصفا صفته الصدیق   ان ارادت صوفیا علی التحقیق

(کشف المحجوب، صفحہ 70، مطبوعہ: الحمد پبلی کیشنز، لاہور)

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی: 1395 ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں تصوف و صوفیاء کرام سے متعلق لغوی و معنوی بحث فرمائی ہے، ہم قارئین کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس موضوع کو تفصیلاً قلم بند فرمادیا ہے، تاکہ قاری کو کسی قسم کا الجھاؤ محسوس نہ ہو، اور قاری اپنی علم تشنگی کی پیاس بجھاسکے۔

عصر حاضر میں "صوفی ازم" کی ضرورت:

ہمارے زمانے میں یہ جو مذہبی انتہاپسندی کا بازار گرم ہے اور تشدد پر مبنی تعلیمات عام ہے، اس کے منفی نتائج ہمارے سامنے ظہور پزیر ہیں جن سے کوئی بھی صاحب علم غافل نہیں ہے۔ میں نے یہ جو حالات حاضرہ کی عکاسی مذکورہ سطر میں کی ہے، اس کے اسباب کچھ اس طرح ترتیب پائے کہ میں اکثر و بیشتر اپنے اردگرد کے ماحول اور عالمی سطح کے معاملات پر نظر دوڑاتا ہوں، تو مجھے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسے عوامل ہیں کہ جن کے سبب عصر حاضر میں اسلامی تعلیمات کے فروغ میں رکاوٹیں حائل ہوتی نظر آرہی ہیں.....؟؟ تو کافی غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر ہم گذشتہ 200 سال قبل کے واقعات اوراق تاریخ میں پڑھیں، تو ہمیں باخوبی معلوم ہوگا کہ حکمرانانِ وقت کے دربار میں

ایک طبقہ ہوا کرتا تھا، جو اُن حکمراں حضرات کو امور حکومت میں بطور معاونت اپنی خدمات پیش کرتا تھا، اور تاریخ اس طبقے کو "درباری ملاں" (یعنی علمائے سو) کے نام سے یاد کرتی ہے کہ جنہوں نے حکمراں حضرات کو اُن کے نفس کے موافق دین اسلام بیان کیا۔

اس بات سے حکمراں حضرات بھی واقف تھے کہ درباری ملاں ہمیں ہمارے نفس کے موافق ہی دین کی تشریح کرتا ہے، اس لیے کسی بھی بادشاہ نے کبھی درباری ملاں کے ہاتھ پر بیعت یا ہدایت حاصل نہیں کی، کیوں وہ لوگ تو رات کی تاریکی میں خانقاہوں کی طرف رجوع کرتے، اور اولیاء کرام یعنی صوفیاء عظام کے سامنے تسکین قلب اور اپنی روحانی غذا کی خاطر باادب ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ درباری ملاؤں کی دین فروشی و فتوئ فروشی کی طرف مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اقبال اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

؎ علم حق را در فقا انداختی   بہر نانے نقد دیں در باختی (اسرار خودی)

ترجمہ: تو نے وہ علم پس پشت ڈال دیا، جو حق تک پہنچانے والا تھا، محض روٹی کی خاطر تو نے دین کی پونجی ہار دی۔

؎ واعظ ما چشم بر بت خانہ دوخت   مفتی دین مبیں فتوے فروخت (اسرار خودی)

ترجمہ: ہمارے واعظوں کی آنکھیں بت خانوں پر جمی ہوتی ہیں، ہمارے دین روشن کے مفتی فتوے بیچ رہے ہیں۔

کیوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی صوفی مسلم کے پاس کوئی آتا تھا، تو صوفی اُس سے کبھی اس طرح کے سوالات نہیں کرتے کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ تیرا مسلک کیا ہے؟ تیرا کس قوم وزبان سے تعلق ہے وغیرہ وغیرہ، بلکہ وہ تو اس حدیث مقدسہ کی عملی تفسیر ہوتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: "الخلق عیال اللہ" ترجمہ: مخلوق خدا رب تعالیٰ کا کنبہ (فیملی) ہے۔ اگر میں یوں کہوں کہ صوفی ازم کی بنیاد ہی مذکورہ حدیث شریف پر رکھی گئی ہے تو یہ بے جانہ ہوگا۔ کیونکہ صوفیاء کرام تو مخلوق کو خالق سے ملانے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ بلکہ اس کو اس مثلا سے سمجھیں کہ جب کسی گھر سے کوئی فیملی (خواتین و بچے) اپنے سرپرست کے ساتھ

باہر نکلتی ہے، تو انہیں کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا، مگر یہی فیملی بغیر سرپرست کے باہر نکلے، تو راستے میں کئی قسم کے بدمعاش اور راہزن اُن کی عزت و آبرو پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ کسی نہ کسی طرح اس پاکیزہ کنبہ (فیملی) سے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو پورا کرلیا جائے۔ فی زمانہ ایسا ہی ہوا کہ جب خدائے لم یزل کی مخلوق (کنبہ یا فیملی) اس دنیا فانی میں اپنے خالق کائنات سے جیسے ہی جُدا ہوئی، تو شیطان کئی قسم کے ملاؤں کے روپ میں ظاہر ہوا، جو مختلف طریقوں سے (مثلاً کبھی اُن کے عقائد پر وار کیئے، تو کبھی اُنکے معاملات زندگی پر وار کیئے) مخلوق کو خالق سے کوسوں دور کر دیتا ہے، یہی وہ فرق ہے جو کہ ایک صوفی مسلم اور ملاں میں ہوتا ہے۔

اب اگر میں صوفیاء کرام کی تعلیمات کی بات کروں تو صوفیاء کرام کی تعلیمات تو یہ ہے کہ خالق کائنات عزوجل اپنی مخلوقات سے بے حد پیار کرتا ہے، اور بالخصوص انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس سے تو بے حد محبت والفت کرتا ہے، تا کہ اس حضرت انسان کو اپنی قدر و منزلت سے آشنائی ہو جائے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ آج انسان اپنی شان عالی سے ناواقف ہوتا جا رہا ہے، اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوتا جا رہا ہے، اور عصر حاضر میں جو ہمارے وطن عزیز پاکستان کے حالات ہیں ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ کسی جنگل کے باشندے ہیں، جو کہ آدم خور ہو چکے ہیں (موجودہ حالات میں ٹارگٹ کلنگ، خودکش حملے وغیرہ عروج پر ہیں جو کہ کسی بھی طرح سے انسانی فعل کے زمرے میں نہیں ہیں)...... آخر ایسا کیوں ہے.....؟ میں پھر کہوں گا کہ اس کی بنیادی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم نے محبت مصطفیٰ ﷺ پر مبنی تعلیمات صوفیاء کو پس پشت ڈال دیا ہے، اور علمائے سو کے نفسانی دین کی تاویلات پر مبنی دین کو اپنا شعار بنا لیا ہے، جس کا نتیجہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے، اس لیے آج کے پُر آشوب دور میں، میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا اور بالخصوص وطن عزیز پاکستان کو پُر امن بنانے کے لیے سب سے زیادہ "صوفی ازم" کی ضرورت ہے، کیوں کہ یہ ملک ہے تو ہم ہیں، اور اگر یہ ملک نہیں تو کچھ نہیں...! اگر ہمارا ملک سلامت ہے تو سب کے سب سلامت ہیں، اور یہ جو

موجودہ حالات میں ہمارے ملک عزیز میں جو خانہ جنگی پیدا کی جارہی ہے، ہر طرف لوگوں کے اذہان میں ایک عجیب قسم کا انتشار پایا جاتا ہے....!

ان سب مسائل کا حل صرف اور صرف ''صوفی ازم'' میں پوشیدہ ہے، اس لیے میں اربابِ اختیار کو اس طرف متوجہ کرنا چاہوں گا کہ وطن عزیز پاکستان میں آئینی طور پر ''صوفی ازم'' کو عام کریں، مسجد و محراب سے صوفی ازم کی تعلیمات کا پرچار کروایا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ضرور بالضرور ملک پاکستان میں ہر طرف اخوت و بھائی چارے کی فضاء عام ہو جائے گی۔

تصوف کا تاریخی پس منظر:

تصوف مسلم فکر کا ایک اہم کتب ہے، لغوی طور پر یہ لفظ بعض کے نزدیک صفہ سے مشتق ہے، کیونکہ اصحاب صفہ نے اپنی زندگیاں خدمت دین کیلئے وقف کر رکھی تھیں۔ بعض اسے صفا (پاک) سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ اور بعض کے خیال میں یہ یونانی لفظ سوف سے نکلا ہے، جس کے معنی حکمت کے ہیں۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا، جلد 1، ص 549، مطبوعہ: الفیصل، لاہور)

اسلام میں تصوف کی اصطلاح غالباً تیسری صدی ہجری میں اہل بغداد نے رائج کی تھی، امام قشیری علیہ الرحمہ کے بقول یہ لفظ دوسری صدی ہجری میں مستعمل ہوا، اس کا سرچشمہ آنحضور ﷺ کی ذات مبارک ہے، اور آپ ہی سے یہ علم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کو ملا، ان سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم نے استفادہ کیا، اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے شخص جسے صوفی کے لقب سے نوازا گیا، کون تھا، بقول صاحب کشف الظنون سب سے پہلا صوفی ابو ہاشم تھا، جنہوں نے 150 ہجری میں وفات پائی۔

صحابہ کرام نے اپنی زندگی کی بنیاد خوف خدا اور رسول ﷺ کی محبت پر رکھی تھی، سادگی میں تمام صحابہ اعلیٰ رتبے کے مالک تھے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت اور طریقت یعنی دین اور تصوف دو جداگانہ چیزیں نہ تھیں۔ (ایضاً)

سلطان باہو اور تفسیر صوفیانہ:

اب ہم ایک نظر گلستانِ صوفیاء عظام پر دوڑائیں تو جہاں کئی قسم کے پھول کھلتے ہوئے دیکھنے کو ملیں گے، تو ایک نادر و نایاب پھول کھلتا دمہکتا ہوا نظر آئے گا کہ جس نے ہر سمت کو اپنی خوشبو سے معطر کیا، وہ پھول جیسے سلطان الفقر (پنجم) ہونے کا منصب ملا، آج ہر سو اُس کے نام کے چرچے ہو رہے ہیں، جیسے دنیا سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے نام سے جانتی ہے، اگر آپ کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں، ایک طرف مفسر قرآن و شارح حدیث ہیں، تو دوسری طرف ایک فقیہی اور صوفی ازم کے سرخیل نظر آتے ہیں۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیے، سلطان العارفین صرف ایک صوفی ہی نہ تھے، بلکہ عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے کہ آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید فرقان حمید کی جو تشریح و توضیح فرمائی، وہ ہمیں اکثر مفسرین کرام کی کتب میں نہیں ملتی، مگر آپ علیہ الرحمہ تو کشف و حضور اور خصوصاً فنا فی اللہ کے اُس مقام پر فائز تھے کہ مصنفِ قرآن مجید (یعنی ربّ تعالیٰ) سے قرآن فہمی حاصل فرمائی، کیونکہ آپ کسی مفسر و محدث کے محتاج نہیں تھے، کیونکہ جنہیں بیعت اُویسی کا شرف حاصل ہو اُن کے مقام کا تو کیا ہی کہنا.....!

راقم الحروف نے منتخب آیات قرآنیہ کی تفسیری پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے، سلطان العارفین علیہ الرحمہ کی کتب سے اُن آیات مقدسہ کی تفسیر نقل کی ہے، تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ سلطان العارفین علیہ الرحمہ نے صرف آیات قرآنیہ کے ظاہری پہلو کی تفسیر بیان نہیں کی بلکہ قرآن مجید فرقان حمید کی صوفیانہ انداز فکر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، اس طرح تشریح و توضیح فرمائی ہے جس سے علوم پوشیدہ یعنی مخفی حجابات کی نقاب کشائی ہوگئی، جن مقامات پر اکثر مفسرین و شارحین کرام کی توجہ بھی نہیں گئی، آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید کے مشکل ترین مقامات کی تشریح اتنے سہل انداز میں فرمائی کہ دقیق سے دقیق آیات نے بھی اپنے مخفی راز کو آپ علیہ الرحمہ کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور اس کے برعکس اگر ہم متقدمین کی

طرف ایک نظر دوڑائیں تو اُن کی بیان کردہ تفاسیر اس طرح کی محاسن سے خالی نظر آتی ہیں ....! آپ علیہ الرحمہ نے قرآن مجید میں بیان پیغامِ الٰہی عزوجل کو بغیر کسی بحث ومباحثہ اور اختلافات کو قطع نظر کرتے ہوئے، صرف اور صرف اس مقصد کو پیش نظر رکھا کہ اس پیغام خالق عزوجل کو اُس کی مخلوق تک پہنچادیا جائے مزید اس اُمت مسلمہ کو اختلاف کی جنگ میں نہ جھونکا جائے، کیونکہ صوفی کی سوچ تو مخلوق کو خالق سے واصل کرنے کی ہوتی ہے....!

شریعت مطہرہ اور معراج انسانیت:

(1):۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ﴿وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُم مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (پارہ 9، سورۃ الاعراف، آیت نمبر: 182)

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم اُنہیں اُس طرف سے پکڑتے ہیں، جدھر سے اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

سلطان العارفین امام العاشقین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ اپنے صوفیانہ نقطہ نظر سے اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے : جس راہ کو شریعت رد کردے وہ زندقہ کی راہ ہے، جس راہ کو شریعت ٹھکرادے وہ کفر کی راہ ہے، شیطان وہوائے نفس اور دنیائے ذلیل کی راہ ہے، لوگوں کو چاہیے کہ اس سے خبردار رہیں، حضور ﷺ کا فرمان ہے: جس نے کسی چیز کو چاہا وہ خیر سے محروم رہا اور جس نے اللہ کی جستجو کی اُسے ہر چیز میسر آگئی۔ یہ چند کلمات ظاہری وباطنی طیر سیر کے اُس سلک سلوک کے بارے میں ہیں، جس کا مقصود ومطلوب فقر: "ففروا الی اللہ" ہے طالب دنیا کا سلک سلوک فقر "ففروا من اللہ" ہے جو مردود ہے۔

ابیات:

میرا وجود توحید حق تعالیٰ میں غرق ہو کر عین توحید ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے مجھے توحید مطلق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔

راہ شریعت پر گامزن ہو کر میں عرش وکرسی سے بالاتر مقامات پر جا پہنچا اور سرِّ وحدت کے ہر مقام کا خوب مشاہدہ کیا۔

اے طالب! ہر حرف اور سطر میں توحید کا مطالعہ کر اور ہمیشہ اس مطالعہ کو جاری رکھ حتیٰ کہ تجھے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

حدیث: برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے، جو اُس کے اندر موجود ہوتی ہے، جان لے! فقیر باہو کہتا ہے کہ راہ حق کے طالبوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نہ تو مشرق مغرب میں ملتا ہے ، نہ شمال وجنوب میں ملتا ہے، نہ اوپر و نیچے ملتا ہے، نہ چاند وسورج میں ملتا ہے، نہ آگ ومٹی اور ہوا و پانی میں ملتا ہے، نہ شب وروز میں ملتا ہے، نہ گفتگو وقیل وقال میں ملتا ہے ، نہ تحصیل علم اور جہالت میں ملتا ہے، نہ وقت حال وخط وخال وصورت وجمال میں ملتا ہے، نہ ورد ووظائف میں ملتا ہے، نہ تسبیح وحروف میں ملتا ہے، نہ زہد وتقویٰ اور پارسائی میں ملتا ہے۔

خفیہ راز:

دانا بن اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کا بھید صرف صاحب راز (مرشد کامل) کے سینے میں پنہاں (موجود) ہے، اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

(عین الفقر، باب مقدمہ، صفحہ 59، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

معرفت کیسے حاصل ہوگی:

(2):۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (پارہ 15، سورۃ الکھف، آیت نمبر: 28)

ترجمہ: اور اُس شخص کی پیروی مت کرو کہ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا، اور وہ ہوائے نفس کی پیروی میں حد سے گزر گیا۔

حدیث قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: جو مجھے تلاش کرتا ہے بے شک وہ مجھے پالیتا ہے، جو مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے اُسے مجھ سے محبت ہو جاتی ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے قتل کر دیتا ہوں، جسے میں قتل کرتا ہوں اُس کی دیت مجھ پر لازم ہو جاتی ہے اور اُس کی دیت میں ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ جو شخص کسی چیز کی جستجو میں جدوجہد کرتا ہے وہ اُسے پالیتا ہے۔

منازلِ صوفی:

حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جو فواد میں ہے، فواد قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سِرّ میں ہے، سِرّ خفی میں ہے اور خفی اَنا میں ہے۔

جب کوئی فقیر فناء فی اللہ ہو کر مقامِ اَنا میں پہنچ جاتا ہے تو اُس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوگر ہوتے ہیں، اُس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتی ہے، اُس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منوّر ہو جاتی ہیں اور اُس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔ اگر وہ اِن تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے، تو صاحبِ معرفت رہتا ہے، ورنہ سلب ہو جاتا ہے اِس لئے اُس کی پیشانی سجدہ سجود میں مصروف رہتی ہے، اُس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے اور اُس کا دل اِتباعِ رسول اللہ ﷺ میں تصدیق سے پُر رہتا ہے۔ (عین الفقر، باب اوّل، صفحہ 81، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

راقم الحروف اس مقام پر صرف اتنا لکھے گا کہ یہی وہ کیفیات ہیں، جن کی بدولت ایک فقیر منازل روحانیہ کو طے کرتا ہے، اور پھر اُس مقام فنا فی اللہ پر فائز ہو جاتا ہے، جس سے پھر نورانی و رحمانی خرق عادات کا ظہور ہوتا ہے۔

ہمارا معاشرہ اور صوفی ازم:

جناب ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ معاشرتی ترقی کے لیے سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت معاشرہ میں ہم آہنگی کا ہونا ہے، کسی معاشرے کی ترقی سے مراد صرف مادی وسائل کا وافر مقدار میں ہونا نہیں بلکہ اصلی معاشرتی ترقی مادی ضرورتوں کے پورا ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مختلف گروہوں میں، ہم آہنگی کا ہونا بھی ہے، معاشرہ کے افراد ذہنی تناؤ کا شکار نہ ہوں بلکہ ذہنی سکون اور قلبی طمانیت سے بہرہ ور ہوں، اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ معاشرہ کے افراد اعلیٰ اخلاقی اقدار سے موصوف ہوں، اگر ہم اپنے اردگرد کے ماحول میں ذہنی و قلبی سکون کا فروغ چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم صوفیاء کرام کی تعلیمات پر ہر وقت کاربند رہیں اور صوفیاء کی تعلیمات کو مختصراً حضرت جنید علیہ الرحمہ کچھ یوں بیان فرماتے

ہیں کہ تصوف آٹھ (8) خصلتوں پر مبنی ہے، یعنی سخاوت، رضا، اشارہ، غربت، صوف پہنا، سیر، فقر، سخاوت حضرت ابراہیم کی اقتداء ہے، رضا حضرت اسماعیل کی اقتداء ہے، صبر حضرت ایوب کی اتباع ہے۔ اشارہ حضرت زکریا کی اتباع، غربت حضرت یحییٰ کی پیروی، سیاحت حضرت عیسیٰ کی، صوف پہنا حضرت موسیٰ علیہم السلام کی پیروی اور فقر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ موجودہ حالات میں جو ہر سمت نفس نفسی کا عالم ہے، ہر کوئی خون کا پیاسا نظر آتا ہے، ان حالات میں اگر ہم صوفیاء کرام کی تعلیمات کو فروغ دیں، اور اُن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارے سارے رنج و علم دور ہو جائیں، اور ہمارا معاشرہ ایک پر امن معاشرہ کا منظر پیش کرنے لگ جائے گا۔

(مصنف) اے طالب اگر تو کسی صوفی کا طالب ہے تو یاد رکھ کہ صفا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہی صفت ہے کیونکہ صفائی کی جڑ ایک اور شاخ ہے۔ جس کی جڑ تو خدا کے سوا سب سے دل کا ہٹا لینا ہے اور شاخ بیوفا دنیا سے علیحدگی ہے یہ دونوں صفتیں صدیق اکبر ابوبکر بن عبداللہ بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی ہیں کیونکہ وہ اہل طریقت کے امام تھے اس امر کے سوا اوروں سے ان کا منقطع تھا پس اسی سے اس کو اسم علم قرار دیا ہے۔ اے طالب علم دو ہیں ایک تو خداوند تعالیٰ کا علم اور دوسرا الخلوق کا علم اور بندہ کا علم۔ خداوند تعالیٰ کے علم کی محبت کی جستجو کرنے والا ہے کیونکہ خدا کا علم خدا کی صفت ہے جو خدا کے ساتھ قائم ہے اور اس کی صفتوں کی کوئی نہایت نہیں اور ہمارا علم ہماری صفت ہے جو کہ ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہماری صفتیں انجام کو پہنچنے والی ہیں یعنی محدود ہیں اور خداوند تعالیٰ نے کہا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا اور مختصر یہ ہے کہ علم مدح کی صفتوں سے ہے اور اس کی تعریف معلوم چیز کا احاطہ کرنا ہے اور معلوم چیز کا بیان اور تعریفوں میں بہت اچھی تعریف یہ ہے کہ العلم صفته یصیر الجاهل بها علما علم وہ صفت ہے جس سے زندہ عالم ہوتا ہے اور خداوتعالیٰ نے کہا ہے واللہ محیط بالکافرین اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے کافروں پر اور یہ بھی کہا ہے واللہ بکل شی علیم اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے اور خدا کا علم ایک علم ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (پارہ:15،سورۃ بنی اسرائیل،آیت نمبر:85)

حدیث:((العلم صفته یصیر الجاهل بها علما))

ترجمہ:علم ایسی صفت ہے،جس کے ذریعہ جاہل،عالم بن جاتا ہے۔

(کشف المحجوب،صفحہ43،مطبوعہ:ایضا)

قولہ تعالیٰ ﴿وَاللّٰہُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (پارہ:1،سورۃ البقرہ،آیت نمبر:19)

قولہ تعالیٰ ﴿وَاللّٰہُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (پارہ:3،سورۃ البقرہ،آیت نمبر:282)

(مصنف) جس سے تمام موجودات اور معدوم چیزوں کو جانتا ہے اور لوگوں کو اس علم میں خدا کے ساتھ مشارکت نہیں اور خدا کے علم کے جزئیں نہیں ہوتیں اور نہ اس سے جدا ہوتا ہے۔اور اس کے علم پر دلیل اس کے فعل کی ترتیب ہے کیونکہ محکم علم کا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔پس اس کا علم بھیدوں پر لاحق اور اظہار پر احاطہ کرنے والا ہے۔طالب کو ضروری ہے کہ عمل کرتے وقت یہ سمجھ لے کہ وہ حاکم حقیقی کے مشاہدہ یہ عمل کررہا ہے جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے فعلوں کو دیکھ رہا ہے۔یہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ بصرے کا ایک رئیس اپنے باغ میں گیا تو اس کی آنکھ اپنے کاشتکار کی عورت کے حسن پر جاپڑی اس نے مرد کو کسی کام کے لئے بھیج دیا اور عورت کو کہا کہ دروازہ بند کردے عورت نے جواب دیا کہ میں نے سب دروازہ بند کردیا ہے مگر ایک دروازہ ایسا ہے کہ میں اس کو بند نہیں کرسکتی،رئیس نے پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے کہنے لگی وہ دروازہ ہے کہ میرے اور خدا کے درمیان ہے رئیس پشیمان ہوا اور توبہ کی۔حاتم بن اصم (علیہ الرحمہ) نے کہا ہے کہ میں نے چار علم اختیار کئے ہیں اور دنیا کے تمام عملوں سے چھوٹ گیا ہوں لوگوں نے پوچھا وہ کون سے ہیں کہا وہ یہ ہیں۔پہلا تو یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرے لئے رزق مقسوم ہے اور جو زیادہ اور کم نہیں ہوتا اس لئے زیادہ کے طلب کرنے سے آسودہ ہوگیا ہوں۔دوسرا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ مجھ پر خدا کا ایسا حق ہے جو میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا اس کے ادا کرنے کے لئے مشغول ہوا ہوں تیسرا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا ایک طالب ہے یعنی موت جس سے میں کہیں بھاگ نہیں سکتا اس لئے میں نے اس کا سامان تیار کیا ہے۔

چوتھا یہ ہے کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا ایک آقا ہے یعنی صاحب میرا ہے جو میرے سب حال پر واقف ہے اس سے میں نے شرم کی ہے اور نہ کرنے والے کاموں سے ہاتھ ہٹالیا ہے اور جب انسان جانتا ہو کہ خداوند تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے تو کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے قیامت میں خدا سے شرم کرے۔لیکن بندہ کا علم خداوند تعالیٰ کے کاموں اور اس کی معرفت میں ہونا چاہئے اور انسان پر وقت کا علم فرض ہے اور جو وقت کے موافق ظاہر و باطن میں کام آوے اس کے دو قسم ہیں ایک اصول ہے دوسرا فروع ظاہری باطن میں کام آوے۔اصول کلمہ شہادت ہے،یعنی خدا کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر گواہی دینی اور باطنی اصول معرفت کی تحقیق ظاہری فروع آپس میں معاملہ کی ورزش ہے اور باطنی راستی درستی ان میں سے ہر ایک کا قائم رہنا دوسرے کے سوا محال ہے ظاہر باطن کے بغیر نفاق ہے اور باطن ظاہر کے سوا بیدینی اور ظاہر شریعت باطن کے سوا نقص ہے اور باطنی بغیر ظاہر کی ہوس ہے پس علم حقیقت کے تین رکن ہیں۔پہلا خداوند تعالیٰ عز اسمہٗ کی ذات اور اس کی وحدانیت کا علم اور اس سے مشابہت کی نفی جان لے۔دوسرا خدا تعالیٰ کی صفتوں اور حکموں کا علم۔تیسرا خدا کی حکمت اور اس کے فعلوں کا علم۔شریعت کے علم کے بھی تین رکن ہیں: پہلا کتاب یعنی کلام الٰہی دوسرا سنت تیسرا امت کا اجماع خدا کی صفتوں (صفات) فعلوں (افعال) اور اس کی ذات کے ثبوت پر جاننا چاہئے یہی لازم امر ہے۔بیت۔

اے طالب کتاب کی تالیف بسبب طوالت کی مختصر تحریر کیا۔

ختم ہے مجلس سوم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد وآل محمد واصحابہ وازروجہ اجمعین تاکہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین الفاتحہ حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم وبروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضر پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچاوے۔

بر حق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلق اجمعین

برحمتک یا ارحم الرحمین

مجلس چھارم 4:

تلاوۃ الوجود وتلاوۃ القران

الحمدﷲ رب العالمین و العاقبته للمتقین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول محمد وٰاله واصحابه وازواجبه اجمعین۔

(مصنف) اے بھائی! مجلس کے سامعین کوالسلام علیکم واضح باد۔اے طالب یہ وہ قرآن ہے جس کی تلاوت اہل سلوک ویا بادشاہ لوگ کرتے ہیں اور جو کچھ قرآن میں ہے وہ بدن میں آدمی کے ہے اور جو بدن میں آدمی کے کہا جاتا ہے وہی قرآن میں ہے۔اول بیان وجود، جان تو کہ بدن میں آدمی کے سات (7) چیزیں ہیں، جو بدن میں آدمی کے کلی ہیں۔

اول خاک وباد (ہوا) وآب وآتش ودوزخ ونوروذات ہر پل گھڑی عین بدن میں ظاہر ہیں۔اول علامت خاک مقام اس کا سپرز یعنی تلّی ہے اس مقام کا سردار جبرئیل امین (علیہ السلام) ہے علامت اس کی گوشت پوست واستخواں وعروق وبال وجھلی وناخن ہے۔دویم علامت باد مقام اس کا شُشش یعنی پھیپھڑا ہے سردار اس کا اسرافیل (علیہ السلام) ہے، ہلنا اور کانپنا اور سانس پھولنا وقت موت وگرمی اور انگڑائی وڈکار وہوا وگوز۔سوم علامت آتش مقام اس کا زہرہ یعنی پتا ہے اس مقام کا سردار عزرائیل (علیہ السلام) ہے کھانا اور پینا، سونا وکاہلی وسستی وطولی اور ہاتھ پیر کا کھنچنا اس سے متعلق ہے چوتھی علامت آب ہے مقام اس کا جگر واستخواں ہے سردار میکائیل (علیہ السلام) ہے اس سے پیشاب اور جلاب وخون اور آب منی وآب دہن وآب چشم وچرک گوش یعنی کان کا میل متعلق ہے۔پانچویں علامت روح طبعی نام رکھتے ہیں مقام اس کا ناف سے علاقہ رکھتا ہے اس کا کام غذا معدے کی طرف سے تقسیم کر کے رگوں میں پہنچاتی ہے اور غذا کے پیٹ میں پہنچتے ہی قوت پکڑتی ہے اس سے درد بدنی اٹھنا اور لذت لینا وآرام لینا ویا پانا بیٹھنا واٹھنا اور چلنا ودیکھنا اور جستجو کرنا اسی سے ہے۔اے طالب مشق باہم پہنچانے سے حاصل ہوتے ہیں اسی ارواح کا سبب ہے کہ آدمی ذلیل اوخوار بھی ہوجاتا ہے اور اس ہی ارواح کے آدمی اور اولیاء بھی ہوتے ہیں اور نزدیکی خدا ملتی ہے۔

چھٹی علامت نور اس کو روح حیوانی بھی کہتے ہیں مقام اس کا دل میں ہے۔خواہش بڑھنے کی رکھتی ہے اور سب اعضا کو زندہ بنا رکھتی ہے اس کا کام خیال، فکر وتصور ووہم دوڑانا اور خوش ہونا اور غم میں مرجھائے جانا اس کا علاقہ ہے اس ارواح کے حاصل ہونے سے طالب واصل حق ہوتا ہے اور کوشش کامل کرنے سے عین حق ہوجاتا ہے جیسا کہ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔

بیت ترجمہ:

آنکھ دل کی جب کھلی رہبر نے اپنے میں لیا بلبلا جب جاگ اٹھا خود عین دریا ہوگیا

ساتویں علامت ذات کہ اسے روح نفسانی کہتے ہیں مقام اس کا مغز سر ہے یعنی بھیجا ہے اس سے کہنا اور سننا وسونگھنا اور دیکھنا، عقل وتمیز ولذت زبان وغیرہ علاقہ رکھتی ہے اس روح کے حاصل ہونے سے وے لوگ واصلان حق ہوتے ہیں لیکن جو اسرار مغز میں ہے وہی دل میں ہے جیسا کہ اللہ ومحمد علیہ السلام دونوں ایک ہیں ویسے ہی مغز دل ہے مغز مقام ذات ہے تمثیل کلام مجید کے ظاہر ہے۔قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیه من حبل الورید اور دل مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔قال علیہ السلام انا من نور اللّٰه و کل شی من نوری اور جو ارواحیں طبعی تحریر میں آئے ہیں وہ بندۂ خدا امت محمدی ہیں کہ اس کے حق میں کہا ہے قل الروح من امر ربی۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ ﴿ نَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ ﴾ (پارہ:26، سورۃ ق، آیت نمبر:16)

حدیث18: ((انا من نور اللّٰه و کل شی من نوری))

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور پھر ہر چیز میرے نور سے بنائی۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 29، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی)

قولہ تعالیٰ ﴿وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ أَمۡرِ رَبِّىۡ وَمَاۤ أُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ إِلَّا قَلِيۡلًا... الخ﴾ (پارہ:15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر:85)

(مصنف) سوائے ان کے چار نفس بدن میں ہیں جس کا بیان کتاب گفتار رحمت میں

خلاصہ طور پر مندرج ہیں۔ اور تن میں جس کا نام نفس امارہ ہے لیکن وہ جنسیت نہیں رکھتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر نے نفس امارہ اپنے بدن سے نکالا تھا یہ لفظ محض خلاف ہے۔ عوام کو چاہئے کہ ایسا نہ سمجھیں کیونکہ لوگ چوروں اور بدکار آدمیوں کو مار ڈالتے ہیں بلکہ قصاب لوگ گائے بیل وغیرہ ذبح کرتے ہیں اور گوشت وہڈی جدا کر کے قیمت پر بیچتے ہیں۔ اگر نفس مذکور جنسیت رکھتا تو البتہ نکل آتا لوگ ان میں سے اسے پاتے اس لئے اے طالب! جان لینا چاہئے کہ نفس مذکور جنسیت نہیں رکھتا بیان اس کا یہ ہے کہ اس تن میں جو آتش داخل اربعہ عناصر سے ہے اسی نے نفس امارہ نام پایا ہے بلکہ اس کو خداوندی تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدمی کے تن میں داخل کیا ہے اگر اسے داخل نہ کرتا تو خواہش بھوک و پیاس کی نہ ہوتی اور قوت و شہوت حرص الدنیا عزت اور محبت بھی نہ ہوتی۔

پس یہ پیدائش دنیا اٹھ جاتی اسی واسطے ضرور تھا کہ اسے تن میں داخل کر کے سب رنگ واملا رنگا رنگ کر دیا ہے اور جس فقیر نے نفس امارہ اپنے کو نکالا تھا اس نے ایک آہ کا شعلہ گرمی کا نکالا تھا جس میں بدن اس کا ٹھنڈا پڑ گیا تھا، تب اس پر عتاب باری تعالیٰ ہوا کہ اس کو لے ہم نے کمال قدرت اپنی سے اس میں داخل کیا ہے اسی بات پر کہا ہے کہ کسی مشائخ کو دفع کرنا نفس کا ممکن نہیں ہوا بلکہ کمال ہے چاروں نفس کو اپنے قابو میں کیا وہی مرد مذکر ہے کیونکہ اس کے پیدا کرنے میں حکمت حکیم ہے لیکن اس کے زہر دفع کرنے میں کوشش کرے، جس سے کہ اس کے زہر سے ضرر نہ پہنچے اور جنس مذکور یعنی نفس امارہ اور ارواحوں پر غالب نہ ہوں جس وقت کہ یہ نفس اور ارواحوں پر غالب ہوتا ہے ہر ایک روح سے اپنی خصلت ظاہر کرتا ہے یعنی ارواح طبعی سے کہ جس کا تعلق ناف سے ہے قوت شہوت اور روح حیوانی سے جو دل گھمنڈ اور کینہ وحسد اور بغض وغرور، اور ارواح نفسانی کہ مقام اس کا مغز میں ہے، بری باتیں کرنا اور اس کا سننا و بدنظر سے و بدزبان و خندہ قہقہہ ظاہر ہوتا ہے اور اگر ارواح اس نفس پر غالب ہوتی ہیں اور یہ مغلوب ہوتی ہے۔ ہر ایک روح اپنی خصلت ظاہر کرتی ہے جیسے کہ روح طبعی سے بندگی وغریبی و بردباری اور روح حیوانی سے عشق ومحبت الٰہی اور ہر ایک پر رحم اور روح نفسانی سے خوشبوئی اور خوش مقام وخوش آواز اور تماشائے خوش کی خواہش ہوتی ہے اور

قوت وشہوت گرمی تعلق رکھتی ہے۔ جس وقت کہ نفس امارہ عاجز اور ناچیز ہو جاتا ہے اور دل پر غالب یہ سب چیزیں گرمی دل سے تعلق رکھتے کہ جو ہر اصلی ہے پیدا ہوتے ہیں اور بھوک و پیاس و شہوت و عزت و دولت ومحبت اس حالت میں بزرگوں کے اختیار میں رہتی ہیں یہ تینوں روحیں اور چاروں نفس آپس میں سلوک سے ہیں اور کبھی ایک سے ایک کو ہجرت بھی ہے اور جو کام کرتی ہیں اپنے اپنے علاقہ سے جرأت پکڑ ایک ہمت ہو کر کرتی ہیں اس سے عوام کو پردہ ہے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تن میں تین روحیں اور چار نفس برقرار ہیں اس واسطے مختصر بیان تحریر کرنا ضرور ہوا کہ بیان اسکا اس وجہ سے لکھا جاتا ہے کہ یہ راز مخفی ہر ایک کو معلوم ہو جائے۔

((محشی))

حضرت زبدۃ العارفین بابا حیدر علی شاہ ارغوانی (متوفی:1395ہجری) علیہ الرحمہ نے مذکورہ سطور میں ذکر لسانی وذکر قلبی (یعنی دل کے ذریعے اللہ جلہ مجدہ کا ذکر کرنا) سے متعلق بحث کو مختصراً و بڑے ہی دلکش انداز میں قلم بند فرمایا ہے۔ مگر ہمارے زمانے میں بعض ایسے داعیان اسلام بھی ہیں جو کہ ایک اسلامی تنظیم کے بانی ومؤسس کے پیروکار ہیں، وہ حضرات اور اُن کے بانی ذکر قلب سے متعلق لاعلمی کی وجوہات کی بنا پر ذکر قلب سے متعلق کہتے ہیں کہ دل کوئی ذکر وغیرہ نہیں کرتا۔

تو عاجز سے بعض حضرات نے "ذکر قلب" سے متعلق سوال کیا کہ کیا واقعی زبان کے علاوہ دل کے ذریعے بھی ذکر ہوتا ہے....؟

اس لیے ہم نے قارئین کی علمی تشنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ (ذکر قلب) پر قرآن وحدیث اور اولیاء کرام وفقہاء عظام کی تشریحات کو بطور دلائل اس مسئلہ کی وضاحت کی خاطر قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے، تا کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو ذکر قلب سے متعلق علمی وتحقیقی دلائل مدنظر رہیں۔ اور ہمارے وہ مسلمان بھائی جو کسی شیطانی وسوسے کا شکار ہونے کی وجہ سے اس عظیم ذکر سے انکار کرتے ہیں، جس کی بدولت شیطان اُن سے بڑا ہی خوش ہوتا ہے وہ بھی اپنی اصلاح فرمالیں، کیوں کہ ہم نے تو اپنے مشائخ سے یہی تعلیم حاصل کی ہے کہ ذکر قلب کے نور ہی کی بدولت آپ روحانی منازل طے کر سکتے ہیں۔ اس

لیے میں اُن تمام بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ کا دل ذکر سے غافل ہے تو آپ کم از کم ذکر قلب کا انکار کر کے شیطان لعین کی خوشنودی کا باعث تو نہ بنیں۔

ذکر قلب کی حقیقت:

مشائخ طریقت صوفیائے کرام کے نزدیک ذکر دو قسم کا ہے، قلبی و لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بہت قوی اور زیادہ اور ذکر لسانی سے نہایت افضل ہے، بلکہ حقیقت میں ہے ہی ذکر قلبی اور ان کے نزدیک ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ خداعزوجل کے سوا سب کی نفی کی جائے۔ یعنی رب تعالیٰ کی توحید اور محبت کے سوا باقی سب اشیاء کی محبت دل سے دور ہو جائے اور یہی ذکر کا مقصود ہے۔

ذکر قلب اور آیات مقدسہ:

(1) ترجمہ: بے شک سچے مؤمن وہی ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں۔
(پارہ:9، سورۃ الانفال، آیت نمبر:2)

(2) ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان والے ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں۔
(پارہ:13، سورۃ الرعد، آیت نمبر:28)

(3) ترجمہ: ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن دل اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل ہیں۔
(پارہ:23، سورۃ الزمر، آیت نمبر:28)

(4) ترجمہ: اپنے رب عزوجل کے اسم (اللہ) کے ذکر کرو اور سب سے کٹ کر اس سے جڑ جاؤ۔
(پارہ:29، سورۃ المزمل، آیت نمبر:8)

(5) ترجمہ: جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔
(پارہ:5، سورۃ النساء، آیت نمبر:103)

(6) ترجمہ: اور وہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔
(پارہ:4، سورۃ ال عمران، آیت نمبر:191)

(7) ترجمہ: ان کو اللہ عزوجل کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔
(پارہ:18، سورۃ النور، آیت نمبر:37)

(8) ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ عزوجل کے ذکر سے متاثر ہوں۔
(پارہ:27، سورۃ الحدید، آیت نمبر:16)

(9) ترجمہ: اور اللہ عزوجل کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔
(پارہ:21، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر:45)

(10) ترجمہ: پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔
(پارہ:23، سورۃ الزمر، آیت نمبر:23)

(11) ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو تمہارا مال اولاد اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔
(پارہ:28، سورۃ المنافقون، آیت نمبر9)

ذکر قلب اور احادیث کریمہ:

(1) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شے کو چمکانے والی کوئی چیز ہوتی ہے، اور اللہ عزوجل کا ذکر دل کو چمکاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، صفحہ 414)

(2) شیخ الشیوخ ابو نصر سراج علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بنیادی طور پر ہمیشہ متفکر اور مغموم سے رہتے تھے اور آپ ﷺ کے مبارک سینے میں اس طرح جوش ہوتا تھا جیسے آگ پر رکھی ہانڈی میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 168)

(3) شیخ الشیوخ ابو نصر سراج علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سید المرسلین رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی ایسے شخص سے ملنا چاہے جس کے دل کو اللہ عزوجل نے نور ایمان سے منور فرما دیا ہو تو وہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 230)

(4) امام ابوبکر بن اسحاق البخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندے کے دل میں نور داخل ہو جاتا ہے، تو اس کا دل فراخ و کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! اس کی کیا علامت ہے...؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دھوکے کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس کے لیے آمادہ رہنا۔ (تعرف، صفحہ 40)

(5) حضرت سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے کائنات ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمہارے کون سے اعمال اللہ عزوجل کے نزدیک بہترین اور پاکیزہ اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والے ہیں اور سونا و چاندی خیرات کرنے

سے بھی اعلیٰ و افضل ہیں، نیز اس سے بھی افضل کہ تم دشمن سے جہاد میں ملو تم ان کی گردنیں
اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں.....؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ
کونسا عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر۔ (رسالہ قشیریہ، صفحہ 430)

ذکر قلب اور محدثین کرام کے نظریات:

(1) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں فرمایا ہے حق سبحانہ کا ذکر دو قسم پر ہیں۔
دل سے ذکر اور زبان سے ذکر۔

پھر ذکر قلبی کی دو قسمیں ہیں ان دونوں اقسام میں سے ایک قسم بہت بلند اور اعلیٰ ہے، اور وہ
ہے خدائے تعالیٰ کی عظمت و جلال میں اس کی بزرگی اور اس کی بادشاہت میں اور زمین و آسمان
میں اس کے پھیلے ہوئے نشانات قدرت میں غور و فکر کرنا اسے ذکر خفی (قلبی) کہتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 392)

مزید شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مشائخ
طریقت علیہم الرحمہ کے نزدیک ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر قلبی و ذکر لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بڑا
قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے، اس ذکر کی نسبت جو صرف زبان سے ہوتا ہے بلکہ
در حقیقت ذکر قلبی ہی ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 393)

(2) محدث کبیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے مخفی نہ
رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے۔

(مکتوبات، امام ربانی، جلد 1، صفحہ 187)

ذکر قلب اور مفسرین کے نظریات:

(1) مفسر کبیر، مفسر جلیل شیخ الشیوخ جلال الدین محلی علیہ الرحمہ نے سورۃ الناس کی تفسیر کرتے
ہوئے فرمایا۔ ﴿یوسوس فی صدور النّاس﴾ ترجمہ: جو انسان کے سینہ میں وسوسہ ڈالتا
ہے، ﴿قلوبھم اذا غفلوا عن ذکر اللہ﴾ ترجمہ: یعنی دلوں میں جب وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر

سے غافل ہوتے ہیں۔ تفسیر جلالین کے الفاظ "اذا غفلوا عن ذکر اللہ" کی مزید تشریح
کرتے ہوئے عارف باللہ شیخ احمد بن محمد صاوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یعنی جب ان کے دل
ذکر سے غافل ہوتے ہیں تو وسوسہ ڈالتا ہے اگرچہ زبان سے ذکر کر رہے ہوں کیونکہ وسوسہ
دل میں ہی تو ڈالا جاتا ہے تو اسے ذکر ہی سے بھگا سکتا ہے جو دل میں موجود ہو۔ پس جو شخص
اہل ذکر میں سے ہوگا، شیطان کو اس پر قدرت نہیں ہوگی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو
میرے بندے ہیں، ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے (لیکن یاد رہے) اگر کسی کے دل میں غفلت
ہے، وسوسے پیدا ہوتے ہیں تو زبانی ذکر نہ چھوڑے بلکہ ذکر کثرت سے کرتا رہے اور ہمیشہ
کرتا رہے شاید اس سے دل بیدار ہو، پھر سے اس میں نورانیت پیدا ہو جائے۔

(حاشیہ صاوی علی الجلالین، جلد 4، صفحہ 351)

(2) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ اسی آیت ﴿ولا یملکون
موتا ولا حیوۃ ولا نشورا﴾ ترجمہ: اور نہ وہ زندوں کو مارنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی
مردوں کو زندہ کرنے کی۔ (پارہ: 18، سورۃ الفرقان، آیت نمبر: 3) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آیت
سے ثابت ہوا کہ جھوٹے پیر اور مکار سجادہ نشین ہی در حقیقت اصنام باطلہ ہیں، کیونکہ کسی بھی
غافل دل کو بیدار کرنا نہیں آتا اور نہ ہی کسی نفس امارہ کو زیر کرنے کا طریقہ آتا ہے، جو لوگ ایسے
جھوٹے پیروں اور مکار سجادہ نشینوں کے مرید ہوتے ہیں یا ان کی اتباع کرتے ہیں، بُت پرست
دراصل یہی لوگ ہیں۔ (تفسیر روح البیان، جلد 18، صفحہ 320، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور)

(3) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے لکھا جس گھر کو اللہ تعالیٰ
نے اپنی طرف منسوب فرمایا وہ دراصل قلب (دل) مؤمن ہے، اس کی صفائی کا یہ مطلب ہے کہ
اسے غیر اللہ کی جانب متوجہ ہونے سے بچائے، کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی نظر عنایت کا مرکز ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است   از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ترجمہ: دل ہاتھ میں کرو کہ حج اکبر سے ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

کعبہ بنیاد خلیل آزرا است   دل نظر گاہ جلیل اکبر است

ترجمہ: کعبہ خلیل علیہ السلام کی بنا ہے اور دل جلیل عزوجل کی نظر گاہ ہے۔

بنا بریں اسے صاف رکھنا ضروری ہے، یہاں کہ اس پر انوار و تجلیات اور اسرار رحمانیہ کا نزول ہوگا اور ساتھ ہی اسے سکون و وقار نصیب ہو، جب بندہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو حقیقی سجدہ رکوع سے مشروف ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ س ہم کلامی سے اور خصوصی راز داری سے نوازا جاتا ہے۔ (روح البیان، جلد 1، صفحہ 507)

(4) مفتی محمد شفیع اس آیت مقدسہ ﴿فاذ کرونی اذکرکم﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اور معنی یہ ہیں جیسا ہم نے تم پر ایک نعمت قبلہ کی، دوسری نعمت رسول اللہ ﷺ کی بعثت فرمائی ہے، ایسی ہی نعمت ذکر اللہ بھی ہے، ان سب نعمتوں کا شکر ادا کرو تا کہ یہ نعمتیں اور زیادہ ہو جائیں ﴿فاذ کرونی اذکرکم﴾ ذکر کے اصلی معنی یاد کرنے کے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے، زبان سے ذکر کرنے کو بھی ذکر اس لیے کہا جاتا ہے کہ زبان ترجمان قلب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر زبانی وہی معتبر ہے، جس کے ساتھ دل میں بھی اللہ کی یاد ہو۔ حضرت امام السالکین مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ نے اس متعلق فرمایا ہے۔

؎ برزبان تسبیح و دل گاؤ خر　　　　این چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: زبان پر تو تسبیح ہے مگر دل میں گائے گدھے کے خیال ہیں تو تسبیح کیسے اثر کرے گی۔

(تفسیر معارف القرآن، جلد 1، صفحہ 391، مطبوعہ: ادارہ المعارف، کراچی)

ذکر قلب اور اولیاء عظام کے نظریات:

(1) حضرت سیدنا سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، لیکن اس کا دل غافل ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جھگڑا کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 10، صفحہ 248)

(2) حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء سہیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات و شہوات پر غالب ہو جاتا ہے، جب دل کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو شہوات کا غلبہ اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے انسان غلبہ شہوت کے بعد عموماً معاصی و جرائم میں منہمک اور حق (اللہ رب العزت) کا نافرمان رہتا ہے۔ (تفسیر روح البیان، پارہ: 17، صفحہ 307)

(3) حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑ و دو اس لیے سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 25، صفحہ 115)

(4) حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یاد الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا عزوجل کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سود مند نہیں ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 366)

(5) حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی علیہ الرحمہ قول خداوندی ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله﴾ (پارہ: 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر: 28) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے قلوب، بالترتیب معرفت جلال کبریاء سے نرم، معرفت رحمت رحم سے خوش، معرفت حفاظت و کفائت خداوندی سے پر سکون اور معرفت لطف و کرم کریم سے مانوس ہوتے ہیں، تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(6) حضرت سیدنا امام الطریقت سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ اللہ کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ جس قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرمادے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کر دینا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 189)

(7) حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمہ فرماتی ہیں کہ جب تک قلب (دل) بیدار نہیں ہوتا، اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا عزوجل کی راہ نہیں ملتی اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ختم ہو جاتی ہے، کیوں کہ قلب بیدار ہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنافی اللہ کی منزل ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 54)

(8) حضرت سیدنا امام العافین ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یاد الٰہی کے سوا اس میں کسی اور کو جگہ نہی دی حتیٰ کہ میرے قلب (دل) نے خدا عزوجل کے سوا ہر شے کو فراموش کر دیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 298)

(9) مقبول یزدانی حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غیرت دو طرح کی ہوتی ہے۔ (1) غیرت بشریہ، (2) غیرت الٰہیہ۔ مزید فرماتے ہیں کہ غیرت بشریہ وہ غیرت ہے جو

اشخاص پر کی جاتی ہے، اور غیرت الٰہیہ یہ ہے کہ بندہ دل کو ماسوا سے بالکل خالی کردے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 370)

(10) حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تیرا قلب (دل) ایک لمحے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے، یہی ورع ہے۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 82)

(11) حضرت امام المشائخ سہل بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب قلب مؤمن کو اللہ تعالیٰ دولتِ سکون سے نواز دیتا ہے اور وہ اس کے ساتھ قرار پکڑ لیتا ہے تو قلب مؤمن قوی ہوجاتا ہے اور جملہ اشیاء اس سے مانوس ہوجاتی ہیں۔ (کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(12) حضرت شیخ المشائخ سلیمان درانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب (دل) منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کرکے آخرت کی جانب متوجہ کردیتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 172)

(13) حضرت شیخ العارفین منصور عمار فرماتے ہیں کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیا والوں کا حرص وطمع کا مخزن۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 229)

(14) حضرت شیخ طریقت ابوالحسین بن حبان الجمال علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔ (طبقات امام شعرانی، صفحہ 244)

(15) حضرت امام السالکین خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے ہیں کہ زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہوگیا ہو اور خدا عزوجل کے ذکر سے گرم ہو اس کے دل کی حرارت اس کو نہیں چھوڑتی کہ دنیا کی محبت اس کے دل کے گرد پھر سکے۔ اس کا حال یہاں تک ہوجاتا ہے کہ اس کا اندیشہ وفکر رب تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (نفحات الانس، صفحہ 440)

(16) حضرت محی الدین ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وقت اور قلب کی حفاظت کرو، اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو، کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں، وقت اور قلب۔

اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل کی جمعیت کو برباد کردیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے، خوب سمجھ لو کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کردیتے ہیں، اس کو بیمار اور خراب کردیتے ہیں، تورات میں لکھا ہے کہ ہر مؤمن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ وفریاد کررہا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گانا بجاتا رہتا ہے۔ (البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 120، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات، لاہور)

(17) حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ میں ہے یعنی دنیاوی مشاغل کی کثرت سے دل مرجاتا ہے، پس اسے ذکر اللہ سے زندہ کرو..... الہٰذا ذکر حق (ذکر اللہ) حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے، کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہوجاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہوجاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(ہشت بہشت، صفحہ 214 تا 215)

(18) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے کرے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں، زبان دل کی غلام اور اس کی تابع ہے۔ (الفتح الربانی، صفحہ 251)

(19) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا کہ قلب کو توحید والا، ایمان والا، مخلص، متقی، پرہیزگار اور یقین والا فرمایا ہے، قلب بھی عارف کامل ہے، جسم کا امین ہے، باقی سب اس کے لشکر ہیں اور تابعدار ہیں، دل کی زمین کھودو تو حکمت کا پانی پھوٹ پڑتا ہے، اخلاص مجاہدہ اور نیک اعمال کی بنیاد ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا عرش اور خود رب تعالیٰ بندہ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہے، جب کہ عرش وفرش میں اس کا سمانا ممکن نہیں۔ (حضور قلب، صفحہ 24، مطبوعہ: جنگ پبلشرز، لاہور)

(20) حضرت شیخ الشیوخ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ معرفت حیات

دل کا نام ہے۔ (ذکر حقیقی، صفحہ 5)

(21) حضرت شیخ المحدثین امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب دل ذکر الٰہی کرتا ہے شفایاب ہو جاتا ہے، جب ذکر سے غافل ہو بیمار ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

(22) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ذکر قلبی بھی آقائے دو جہاں ﷺ سے مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ (مکتوبات معصومیہ، جلد 2، صفحہ 59)

(23) حضرت امام العارفین سلطان العارفین سلطان باھو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلب کرنے والے کو 72 ہزار ظاہری قرآن کا ثواب بھی ملے گا پھر فرماتے ہیں کہ کیسے ملے گا...؟ فرماتے ہیں کہ یہ تیرے مسام ہیں یہ 72 ہزار ہیں، دل ایک دفعہ اللہ کہے گا یہ 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی، دیک ایک گھنٹہ میں 6 ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسم اللہ کا ورد زبانی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ کا کنبہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 19)

(24) حضرت سید عبد الوہاب عالم شاہ بخاری اُچی قدس سرّہ کے حوالے سے نور احمد خوب نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بابا کے حضور عرض کیا کہ ہمارے ہندو بیان کرتے ہیں کہ پرانے شاستروں میں لکھا ہے کہ رام لکشمن جی اور سیتا ماتا نے (ہنگول) بلوچستان جاتے وقت دن کو گزری (Gizri) کی پہاڑیوں میں قیام کیا تھا اور رات کو اس میدان (بسرام) میں قیام کیا تھا۔ جب صبح ان کو پانی کی ضرورت ہوئی تو رام لکشمن جی نے اپنی شکتی سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا تھا اور یہاں سے (ہنگول) بلوچستان کو روانہ ہوئے، اس لیے ہم ہندو یاتری یہاں آتے اور پوجا کرتے ہیں اور اس چشمے کے پانی کو پوتر (پاک) مانتے ہیں۔

اس پر حضرت بابا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: یہ سب رام لکشمن جی کی شکتی (طاقت) نہیں تھی یہ شکتی حق تعالیٰ کی شکتی تھی وہی انسان کو کھانے، پینے، چلنے، پھرنے کی شکتی عطا کرتا ہے۔

میں نے حضرت بابا کے حضور عرض کی کہ اگر آپ کے رام (حق تعالیٰ) میں شکتی (طاقت)

ہے تو آپ بھی اپنے لیے پانی زمین سے جاری کر لیں، وگرنہ ہمارے ہندو لوگ آپ کو یہاں قیام کرنے نہیں دیں گے۔ اس پر آپ علیہ الرحمہ نے جلال میں آ کر فرمایا کہ: ﴿وهو علىٰ كل شئ قدير﴾ ترجمہ: اللہ ہر شے پر قادر ہے)۔ وہ ہی رزاق ہے، وہ اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ یہ فرما کے آپ علیہ الرحمہ نے اپنے علم (جھنڈے) کو بہت زور سے بہ آوازِ بلند یہ کلمۂ شریف (لا الٰہ الا انت یامغیث اغثنی یااللہ) تلاوت کرتے ہوئے زمین پر مارا کہ یک بہ یک چشم زدن میں پانی جاری ہو گیا۔ اس وقت آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا۔ بابا نے میری طرف دیکھ کر فرمایا (بسم اللہ الرحمن الرحیم حق سبحان الخالق قاضی الحاجات ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے، پاک ہے وہ ذات حق تعالیٰ کی، پیدا کرنے والا، حاجتوں کا پورا کرنے والا۔) فرمایا: یہ سب حق تعالیٰ کی عطا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کا حق ہے۔ حضرت بابا علیہ الرحمہ کی یہ فیاضی اور کرامت دیکھ کر مجھے اپنے دھرم (مذہب) سے بیزاری ہوئی اور میں بے خودی کے عالم میں بابا کے قدم بوس ہوا تو میری زبان سے بے ساختہ کلمۂ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) جاری ہو گیا۔ میں نے سچے دل سے دینِ اسلام قبول کر لیا۔ پھر بابا نے مجھے اس چشمے کے پانی سے اشنان (غسل) کروایا اور بیعتِ توبہ پڑھوا کر داخلِ اسلام کیا۔ میرا اسلامی نام "نور احمد" رکھا اور بابا اکثر پیار سے "خوب" کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

اس کے بعد حضرت بابا نے مجھے واپس رام بسرام باغ جانے کا حکم فرمایا۔ میں خوشی خوشی لکڑیاں لے کر اپنے والد کے پاس پہنچا۔ اُس وقت سے میرے دل میں کلمۂ شریف کا ذکر جاری تھا، سو میں نے اپنے والد کو اپنا اور بابا کا سارا حال بیان کیا۔ اِس پر میرے والد نے کسی غصے کا اظہار نہیں کیا۔ رات پھر میرے دل سے کلمۂ شریف کا ذکر جاری تھا۔ اِس ذکر کی آواز میرے والد نے بھی سنی تو حیران ہو گئے۔ بس صبح ہوتے ہی مجھے ساتھ لے کر فرمایا کہ مجھے بھی بابا کے پاس لے چلو۔ جب میرے والد اور میں چلے تو کچھ ہندو یاتریوں نے کہا کہ

پنڈت جی صبح ہی بغیر پوجا کے کس طرف چلے، خیر تو ہے؟ میرے والد نے جواب دیا کہ سب خیر ہے اور بابا کی طرف چل دیے۔ جس وقت ہم (باپ بیٹا) حضرت بابا کے حضور حاضر ہوئے تو اس وقت آپ علیہ الرحمہ قرآن پاک کی یہ آیات ﴿یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی﴾ تلاوت فرما رہے تھے کہ آپ علیہ الرحمہ کی چشم کرم ہماری جانب پڑی تو میں نے آپ علیہ الرحمہ کی قدم بوسی کی پھر آپ نے میرے والد سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ "پنڈت جی جس جستجو میں تم نے عمر بسر کی ہے، اس کا وقت آگیا ہے۔ لو غور سے میری صورت کو دیکھو، تم کو رام لکشمن جی کا درشن (دیدار) ہوگا۔ میرے والد نے آپ علیہ الرحمہ کے چہرۂ مبارک کو غور سے دیکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہو گئے، حضرت بابا نے اپنا دستِ مبارک والد کی پشت پر مارا تو وہ ہوش میں آئے اور آپ علیہ الرحمہ کے قدم بوس ہو کر بہ آوازِ بلند کلمۂ شریف پڑھ لیا اور اپنے جسم سے سب مالائیں اور تاگے وغیرہ توڑ ڈالے۔ حضرت بابا نے فرمایا کہ پنڈت جی تم اندھیرے میں تھے۔ ﴿سبحان اللّٰہ الخالق النور المصور﴾ ترجمہ: پاک ہے اللہ پیدا کرنے والا صورت نور کی بنانے والا۔ (حضرت عالم شاہ بخاری، صفحہ 16، مکتبہ علیمیہ، کراچی)

(25) حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دل لوح محفوظ ہے تو جو چاہے گا اس سے ملے گا اور جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(26) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قلب (دل) سے اللہ اللہ کرے گا، تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا تیرے جسم کے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں، دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی، ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آگئیں۔ (کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(29) حضرت صوفی باصفاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک ذکر لسانی (زبان) جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں، اور یہ بات تو اعتبار سے ساقط اور اقسام غفلت میں داخل ہے۔ دوسرے ذکر قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے، اصطلاح صوفیہ میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں۔ (مکتوب، نمبر 11، صفحہ 85)

(30) حضرت عالی قدوۃ الاولیاء مزار مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں، کیونکہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے، اور یہ بھی چاہیے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں، اور شریعت کا التزام کریں، مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں، نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علماء واہل دین شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔ (مکتوب، نمبر 37، صفحہ 145)

(31) حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر عیسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ آیات واحادیث جن میں ذکر کی رغبت دی گئی ہے وہ عام ہیں، ان میں کسی معین ذکر کی تخصیص نہیں کی گئی، اس لیے ان کی تعمیم میں اسم ذات (اللہ) کا ذکر بھی داخل ہوگا۔ بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف "لفظ اللہ عزوجل" کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں، ان کے پاس اپنی اس رائے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں، جبکہ قرآن وحدیث میں اسم ذات "اللہ" کے ذکر کا جواز موجود ہے..... جمہور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ اسم ذات "اللہ عزوجل" کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(تصوف کے حقائق، صفحہ 120)

(32) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمہ کے حالات میں ہے کہ ایک وقت بھی اللہ عزوجل کا لفظ زبان سے نکلا تو زبان کا ذکر ہوا، دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ زبان کے برابر ہوگا یہ دل کا ذکر ہے سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں، دل سے یہ ساری لگی ہوئی ہیں، ایک دفعہ دل سے اللہ عزوجل کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہیں۔ (تاریخ مشائخ نقشبند، صفحہ 518)

(33) حضرت شیخ المشائخ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی فرماتے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کرو، پاؤں سے چلو، اور آنکھوں سے دیکھو، مگر دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو۔ (صوفیائے نقشبند، صفحہ 300)

ذکر قلب اور فقہاء کرام کے نظریات:

(1) محدث کبیر حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے مخفی نہ

رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے، اور "در مختار" میں ہے کہ نیت کے لیے معتبر عمل قلب ہے جو ارادہ کے لیے لازم ہے ذکر بالسان کا کوئی اعتبار نہیں اگر چہ وہ قلب کے خلاف ہو۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر:187، جلد1، حاشیہ)

(2) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اس آیت مقدسہ ﴿الا لہ الخلق و الامر﴾ (سورۃ الاعراف، آیت نمبر:54) کے تحت لکھا کہ عالم دو ہیں، عالم امر اور عالم خلق، عالم خلق وہ چیزیں ہیں جو مادہ سے پیدا ہوتیں ہیں، جیسے انسان، حیوان، نباتات، جمادات، زمین و آسمان وغیرہ کہ نطفہ و تخم عناصر سے بنے اور عالم امر وہ جو صرف امر کن سے بنا نیز لکھتے ہیں اور سر و خفی و روح و قلب لطائف، حضرات نقشبندیہ (علیھم الرحمہ) سے ہیں، جن میں تجلیات حق کے رنگا رنگ ذوق کا ادراک کا کار عیاں ہے نہ کار بیان۔

ذوق ایں مے نشاسی بخدا تا نچشی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم تو اس شراب کا مزہ نہیں پہچان سکتا جب تک اسے چکھ نہ لے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد26، صفحہ 600)

ذکر قلب سے متعلق اکثر حوالہ جات راقم الحروف نے علم روحانیت پر مشتمل کتاب تجلیات صوفیاء سے ماٴخوذ کیے ہیں۔

(مصنف) اے طالب خوف سمجھ کہ وقت راہ چلنے کے ہر ایک کام اپنا علیحدہ کرتے ہیں یعنی چلتے وقت قدم کا پہلے پڑنا کام روح طبعی کا ہے۔ اور روح حیوانی کہ مقام اس کا دل ہے فکر خانہ داری و کاروباری خواہ دینی و دنیاوی رکھتی ہے وہ راہ میں نہیں رہتی، بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو نکل جاتی ہے۔ اور روح نفسانی کہ مقام اس کا مغز سر ہے پاؤں میں کانٹے گڑنے لکڑی و پتھر و آگ و پانی وغیرہ ہر طرح کے آسیب نگاہ رکھتی ہے اسی طرح بطرح جس کام میں کہ ہاتھ پاؤں ہلنے میں وہی کام روح طبعی کا ہے، جان اور تجویز و فکر اس کام کی جو دل میں آتی ہے وہ کام روح حیوانی کا ہے، سمجھ لے اور آنکھ کے دیکھنے سے جو کام ہووے وہ فعل روح نفسانی کا ہے یہ سیر بیان تلادہ الوجود ہے جس وقت کہ رہبر یعنی کہ مرشد حال پر طالب کے مہربان ہوتا ہے اس وقت ان مقامات سے طالب کو آگاہ کرتا ہے، بلکہ مہر

کی نظر سے یا دل کی آنکھ سے طالب کو یہ سب دکھلاتی دیتا ہے بعد ازاں طالب محض کو اس میں محو ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے جیسے کہ لوگ قرآن مجید کو مطالعہ کرتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انتہا تک ختم کر ڈالتے ہیں ویسے ہی طالب صادق منزل بمنزل پہنچ جاتا ہے لاکن (لیکن) مرشد کامل چاہئے تب ان مقامات سے طالب کو آگاہ کرے اور پتہ دے تا کہ اس مرتبہ اور مراد کو پہنچ جاوے جیسے کہ لکھا ہے یہ سب باتیں نظر دل و بد سے دکھلائی دیتے ہیں والا نہ سب مشائخ و بزرگ ان میں سے صرف ایک ہی مقام حاصل کرتے ہیں۔ کوئی روح طبعی اور کوئی روح حیوانی اور کوئی روح نفسانی وغیرہ اور انفاس چار یعنی نفس امارہ اور نفس لوامہ اور نفس مطمنہ اور نفس ملحمہ وغیرہ کا اگر کوئی اُن سے سوال کرتا ہے، موافق اپنی سمجھ کے نشان دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے حاصل سے مختلف سوال ہو، تب اس کا کچھ نشان نہیں دے سکتے ہیں، بلکہ آگاہی کر دیتے ہیں۔ اس راہ میں طالب صادق کو چاہئے کہ رہبر کی تلاش کرے اسی واسطے حدیث قدسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وجعلنا شیخ الکامل نافع الانسان کما جعلنا النبی یعنی طلب کرنا استاد و مرشد یعنی رہبر کا فرض عین ہے، البتہ جستجو ہے تو مرشد کامل ملے، تا کہ نفع انسانیت کا بخشے یہی لازم امر ہے۔ بیت

آدمی را آدمیت لازم است   عودرا گر بونہ باشد ہیزم است

جان لے، پہچان لے، کیونکہ کوئی شہر یا قصبہ و دیہات بغیر مردان خدا کے نہیں رہتا ہے، اور نہ رہے گا جو کوئی صاحب صادق تلاش کرے وہی اس رمز کا مزہ پاوے۔ بیت

جو ہیچے گم شدہ کے کوئی جاوے   کرے گم آپ کو پھر اس کو پاوے

اے طالب البتہ ملے گا برکت سے ان کی اور فیض صحبت سے مراد حاصل ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ سب ذکروں سے ایک ذکر خفی ہے کہ رہبر کامل فرماتا ہے اور حدیث اس پر ہے کہ افضل العبادۃ من ذکر الخفی۔ اس ذکر کی برکت سے روح طبعی کہ جگر اور ناف سے تعلق رکھتی ہے صادق اپنے نفسوں پر قابض رہنے پر بندہ خدا و امت محمدی ﷺ اس ہی مقام پر خلاصی پاتے ہیں، پھر جہاں جائے، وہاں پہنچ جائے، علامت اس کی یہ ہے کہ سب عضو عضو سے لفظ اللہ اللہ سنائی دیتا ہے۔ سر سے لے کر پاؤں کے انگوٹھے تک ورو ئیں

روئیں وبال بال ذکر اللہ میں رہتے ہیں۔اس بات پر کسی سائل کا سوال ہے۔

رباعی ترجمہ:

کہے کون کہ عاشق بے نماز ہے — وجود عاشقاں خود سب نماز ہے
نماز زاہداں سجدہ بجود ہے — نماز عاشقاں ترک وجود ہے

....

((محشی))

حدیث19: ((وجعلنا شیخ الکامل نافع الانسان کما جعلنا النبی))

((محشی))راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان الفاظ ((اَلشَّیۡخُ فِیۡ اَھۡلِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِہٖ))(الفردوس، حدیث نمبر:3666، جلد2، صفحہ373) کے ساتھ مل گئی۔

حدیث20: ((افضل العبادۃ من ذکر الخفی))

((محشی))راقم الحروف نے مذکورہ حدیث کی تخریج کے حوالے سے کافی جستجو کی، لیکن حتیٰ المقدور جستجو کے باوجود عاجز کو مذکورہ حدیث شریف ان الفاظ ((افضل ذکر الخفی)) کے ساتھ مل گئی۔ترجمہ: خفی طور پر ذکر کرنا سب سے بہتر ذکر ہوتا۔

(اللمع فی تاریخ التصوف، باب20، صفحہ108)

لطائف اور صوفیاء کرام کے نظریات:

(1) حضرت شیخ المشائخ سید محمد راشد المقلب بہ پیر سائیں روزدھنی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حضرت خلیفہ محمود نظامانی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ جب میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر تلقین سے مشرف ہوا تو میں ذکر کرتے ہوئے ”ذکر سلطانی“ میں مشغول ہو گیا اور یہ ذکر سارے جسم میں جاری ہو گیا، پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ”دل تصور سے زیادہ مشغول ہو“۔آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے دل سے توجہ رکھی تو اس سے بڑی جمعیت حاصل ہوئی اور ذکر بھی تمام جسم پر غالب آگیا۔پھر آپ نے ”ذکر لطائف ستہ“ بتایا اور فرمایا کہ نفسی لطیفہ ناف سے دو انگل نیچے ہے اور لطیفہ قلبی کا مقام بائیں پستان سے نیچے ہے اور لطیفہ روحی

دائیں پستان سے نیچے، سرّ کا لطیفہ سینے کے درمیان میں ہے۔لطیفہ خفی پیشانی میں اور لطیفہ اخفیٰ دماغ میں ہے....میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کی: یا حضرت! اس فکر کے تصور میں بڑے ذوق کا حصہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا جو کچھ سامنے ہے وہ سب (نور علیٰ نور) ہے۔پھر تمام لطائف سے بڑے عجائب نظر آئے اور وہ سب اتنے کشادہ دکھائی دینے لگے کہ آسمان و زمین کی وسعت سے بھی زیادہ اور رنگ بھی (جس سے سالکانِ طریقت واقف ہیں) دیکھنے میں آگئے۔

(مخزن فیضان، صفحہ 71تا72، مطبوعہ: جمعیت علمائے سکندریہ، خیرپور، سندھ، ماخوذ ماہنامہ معارف رضا، صفحہ29، جولائی، 2007ء)

(2) امام السالکین سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے: بے شک آدمی کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے، جو فواد میں ہے، فواد قلب میں ہے، قلب روح میں ہے، روح سرّ میں ہے، سرّ خفی میں ہے اور خفی اَنا میں ہے۔جب کوئی فقیر فناء فی اللہ ہو کر مقامِ لَنَا میں پہنچ جاتا ہے تو اُس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اُس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوگر ہوتے ہیں، اُس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اُٹھتی ہے، اُس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہیں اور اُس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔اگر وہ اِن تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے، تو صاحبِ معرفت رہتا ہے، ورنہ سلب ہو جاتا ہے اِس لئے اُس کی پیشانی سجدہ سجود میں مصروف رہتی ہے، اُس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے اور اُس کا دل اِتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تصدیق سے پُر رہتا ہے۔

(عین الفقر، باب اوّل، صفحہ81، مطبوعہ: العارفین پبلی کیشنز، لاہور)

(2) حضرت محی الدین ابو العباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صوفیاء کرام علیہم الرحمہ کو کشف سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کے اندر چھ (6) لطائف زبردست ہیں، نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ۔ان میں سے بعض لطائف کی طاقت اتنی زبردست ہے کہ فرشتے بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور لطیفہ نفس جو سب سے گھٹیا ہے اس کی بھی

طاقت اتنی زبردست ہے کہ حیوانات اور جنات میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر انسان بے خبر ہے اور ان طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا۔ (البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 97)

(3) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا: حمد وصلوٰۃ کے بعد آپ جان لیں کہ آدمی میں دس (10) لطائف سے مرکب ہے۔ پانچ لطائف عالم خالق (نفس، آگ، ہوا، پانی، مٹی) سے اور پانچ عالم امر سے ہیں (قلب، روح، سرّ، خفی، اخفی) ان لطائف میں سے ایک نفس ہے اور نفس عالم خلق سے شمار کیا گیا ہے اور لطیفہ روح عالم امر سے پس یہ دونوں لطائف مختلف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمام لطائف کی طرح جدا معاملہ ہے۔

حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں عارف باللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عارف باللہ کی جامعیت کو سمجھنا چاہیے کہ تمام افراد عالم اس کے مقابلہ میں حقیر جز کا حکم بھی نہیں رکھتے، قطرہ کو دریا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے اور ان افراد عالم کو اس عارف خدا کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں، کیونکہ اوصاف کو ذات کے ساتھ لاشی اور مستھلک ہونے کی نسبت ہے۔ ذکر کرنے کے وقت گویا وہ کئی ہزار زبانوں کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ (عارف قلب، روح، سرّ، خفی، اخفی، نفسی، بدن کا بال بال زبان کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے اور ذکر کرتا ہے) ہر ایک اسم اپنی زبان کے ساتھ ذاکر ہے، اور عارف ان سب کے کل کی جگہ ہے اور تحریمہ یعنی نیت نماز باندھنے کے وقت گویا کئی ہزار اشخاص تحریمہ باندھتے ہیں، اس کے بعد یہ سب اشخاص قرأت کرتے اور رکوع وسجود میں جاتے ہیں اور اس عالم امکان کے حقائق میں سے اکثر بھی عارف مذکور کے ساتھ ان امور میں شریک ہو جاتے ہیں۔

دوسرے لوگ ایک زبان کے ساتھ ذاکر ہیں اور وہ بھی چونکہ نفس امارکی انانیت سے پاک نہیں ہے اس لیے وہ ذکر انہی لوگوں کی طرف لوٹنے والا ہے اور بارگاہ قدس کے لائق نہیں اور یہ عارف چونکہ انانیت سے رہائی حاصل کر چکا ہے اس لیے ہزاروں زبان کے ساتھ ذاکر ہے اور کسی میں بھی خود درمیان میں نہیں ہے۔ ظاہر بین عوام ان دونوں کو ذاکر وعابد جانتے ہیں اور فرق کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں بلکہ عارف کو کامل حضور (یکسوئی)

مل گیا ہے، پس عارف مذکور غفلت میں بھی حضور (یکسوئی) کے ساتھ ہے اور دوسرے لوگ عین حضور میں بھی غافل اور دور ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ، مکتوب نمبر:203، صفحہ 290)

(4) مفتی فیض اللہ آزاد (دیوبندی) لکھتے ہیں کہ صفائی باطن کا دوسرا طریقہ ہے دل کو وساوس وخطرات سے خالی کر کے فیض ربانی اور رحمت الٰہی کا انتظار کرنا مراقبہ کہلاتا ہے... بلکہ طالب حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مجاز سلسلہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ اخذ کرے اور جس طرح اس کا شیخ اس کو سلسلہ عالیہ کے اسباق کی تعلیم دیتا ہے اس کے مطابق عمل کرتا ہے اور اپنے احوال اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا رہے تا کہ شر نفس اور شر شیطان سے محفوظ رہے۔

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ وہ اسباق یہ ہیں: لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سرّ، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی۔ (ماہنامہ الفیض، صفحہ 6 تا 9، مارچ 2008ء)

لطائف سے متعلق اکثر حوالہ جات راقم الحروف نے علم روحانیت پر مشتمل کتاب تجلیات صوفیاء سے ماخوذ کیے ہیں۔

(مصنف) اے طالب ابتدا روح مذکور مقام ہوا میں ورزش سے آتی ہے اس وقت بندہ اپنے کو نیند میں ایسا دیکھتا ہے کہ ہوا پر سوار ہو کر اُڑا جاتا ہے اور پاؤں زمین پر نہیں ٹھہرتا وہاں سے روح مقام آتش میں آتی ہے وہاں اندھیرا دکھلائی دیتا ہے خفا ہو کر فی الفور وہاں سے نکلتی ہے کہ وہاں ایک لمحہ رہ نہیں سکتی وہاں سے پانی کے مقام پر آتی ہے اور وہاں پر صورت اصلی اپنی دکھلائی دیتی ہے کہ وجود خاکی وہی ہے کہ اس مقام پر ہمیشہ رہتا ہے بعدہ اس کے دل کے نزدیک پہنچتی ہے اور پھر مغز میں اس وقت نزدیکی خدا حاصل ہوتی ہے اس کو نزدیکی خدا یعنی وصال کہتے ہیں اُس ہی جگہ پر کہا ہے۔ فرد

مردانِ خدا خدا نباشند — لیکن زخدا جدا نباشند

مردانِ خدا خدا نہیں ہیں — ولیکن حق سے جدا نہیں ہیں

اے طالب! جو شخص اس شغل میں کامل ہوا وہی اولیائے عظیم ہوا۔ اس واسطے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اپنے ملفوظات میں جو شخص اس مقام پر نہ پہنچا

ہوے وہ بے مراد ہے اس کو صدق نہیں۔ مرید ویا فقیر یا طالب نہیں بنانا چاہئے صرف رسم ادائی کرنا بیکار ہے۔ بیت ۔

درمیان عاشق و معشوق جو ایک رمز ہے ہیں کراما کاتبیں بھی اُس سے بالکل بے خبر

اے طالب صادق برکت سے اس ذکر کے جو فرمائے ہوئے ہادی رہبر سے پردہ کھل جاتا ہے اس وقت اسم اللہ نظر آتا ہے اور دل روشن ہوجاتا ہے تب طالب واصل حق ہوجاتا ہے۔ جب ساتوں زمین اور آسمان سے یہ آواز آتی ہے۔ وصل الحبیب الی الحبیب۔ بیت ۔

جو قطرہ کہ دریا میں ملکر کھوجائے ۔۔۔ کب اُس کو جدا دیکھ سکیں دریائے

اے طالب اس شغل سے آدمی صاحب کمال معلوم ہوتا ہے اور خود بھی محو و صاحب مقام ہوجاتا ہے اور درجہ صاحب کمال کا صاحب حال سے دوسرا ہے اور یہ کسب کہ صرف خواجگان چشت وہم نام اہل قادریہ طریق شامل ہے اس گروہ میں گانا سننا ہوسکے تو بہتر و برتر ہے چونکہ تصوف تعریف یعنی ثنا دوست کی کرنا ہے اور نہ ہو بھی تو خوشتر کے دوست سے شامل ہے اور گروہ صوفیائے کرام میں راگ کا سننا منع ہے اور وہ کامل سب پر قدرت رکھتا ہے۔ اور بحکم خدائے بے نیاز و کریم کارساز حاکم سب شغلوں پر ہے اور علامت اس کی یہ ہے کہ جس کی نظر اس پر پڑے وہ اس کا تابع دار ہو۔ گرمی شغل سے پردۂ مغز کھل جاتا ہے۔ بعدہ قطرۂ ترش مغز سے ٹپکتا ہے دل پر۔ واللہ بعدہ قطرۂ تلخ دل سے ٹپک گرتا ہے، پھر دل روشن ہوجاتا ہے، جب عین ہوجاتا ہے، جب مغز سے آواز ھو ھو کی نکلتی ہے اور یہی فضل ربّ ہے۔ اسی کو حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دیوان میں فرمایا ہے۔ شعر حافظ

کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست ۔۔۔ ایں ہست کہ بانگ جرسے می آید

ترجمہ: کسی نے بھی نہ جانا یار کا گھر کس جگہ اور کہاں پر ہے۔ بجز اس کے کہ آواز جرس آتی ہے کانوں میں۔ جس وقت کہ آدمی کمال کو پہنچے اس وقت سردی و گرمی، مارنا، مرنا و جینا اور بھوک پیاس کچھ ہی نہیں رہتی، یہ تینوں روحیں مغز میں داخل ہوتی ہیں اور اس تن کو ایک طرفہ چھوڑ دیتی ہیں، وہ مغز میں سرایت کر جاتی ہیں اس سے کچھ بھی تصدیع نہیں ہوتی ہے قولہ تعالٰی موتوا قبل انت موتو یعنی مرتو مرنے سے پہلے، اور سب عرش، کرسی، لوح و قلم اور جو

کچھ قدرت آفریدگار میں ہے سب کو اپنے میں دیکھتا ہوں اور آنکھیں سرخ بنی رہتی ہیں اور جو کچھ چاہتا ہے حکم خدا سے کرتا ہے جس وقت چاہے مرجاوے اور جس وقت چاہے جی اٹھے، یہ صفتیں صاحب مقام کو حاصل ہوتی ہیں اور یہ عاشق آواز کا ہے اس سے گانا و یا راگ کا ان کے لئے نفع اور فرض ہے یہ کسب چشت کا ہے، اس کو جس گیر کہتے ہیں اور خاندان مداریہ یعنی صوفیائے کرام میں گانا و یا راگ سننے سے خلل واقع ہوتا ہے اور یہی مقام حبس دم کہتے ہیں کہ یہ کسب سید احمد زندہ صوف سے ایجاد ہے۔ بیت ۔

آنکھ بند کر کان موند اور منہ کوس ۔۔۔ گر نہ دیکھے سر حق تب تو مجھ پہ ہنس

((محشی))

حدیث 21: ((موتوا قبل انت موتو))

ترجمہ: تم مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

(مرقاۃ الفاتح، کتاب الرقاق، جلد 15، صفحہ 100، مطبوعہ: مکتبہ الشاملہ، مصر)

(مصنف) اے طالب اوپر حال مروجی اشخاصوں کے۔ قطعہ ترجمہ:

اے دل تو کبھی مطیع سبحاں نہ ہوا ۔۔۔ اور کر کے برے کام پشیماں نہ ہوا

زاہد بھی ہوا شیخ بھی اور عاقل بھی ۔۔۔ یہ سب بھی ہوا دے مسلماں نہ ہوا

اے طالب! سن اور یاد رکھ دنیا جائے آزمائش ہے نہ کہ جائے آسائش، آدمی اُس دن کو یاد میں نہیں لاتا ہے کہ خدا سے جان و تن بطریق قرض حسنہ مانگ کر کے "الست بربکم" ندا کا جواب "قالو ابلیٰ" کا وعدہ کیا ہے کہ اس مدت میں تیرا فرض ہم ادا کرتے رہیں گے اور دنیا میں آلودہ نہ ہونگے وے لوگ اب یہاں دنیا میں آئے اور اس دنیا کے کاموں میں اور مال تماشہ میں فریفتہ ہوکر خدا کو اور اس کے وعدہ یعنی قرض حسنہ کو بھول گئے، اس راہ میں کوئی قرض دار خدا کا فرزندان آدم پر نہیں ہے۔ بغیر جان کے پہلے وعدہ سے قرض خواہ کو ادا کرنا چاہئے تھا اب اگر کوتہ اندیشی سے کوئی کام کروگے تو بزرگی نہ رہے گی اور وعدہ خلافی پر ایسا رقیب خدا بھیجے گا کہ چھاتی پر بیٹھ کے جان لیویگا۔ اس وقت ہر چند واویلا دعا جزی وزاری کروگے، کچھ حیلہ وعذر کام نہ آئے گا۔ بدعہدی اور بیوفائی کا گناہ عاید (عائد) ہوجائے گا۔

رقیب مذکور ایک لحہ توقف نہ کرے گا۔اس وقت عزت و آبرو نہ رہے گی۔اے طالب مولا جاگ اٹھو پس تمہیں چاہئے کہ اب اطاعت اس کے حکم کی کرو اور اس طرح سے جان دو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔فرد ترجمہ: ہر گز نہیں مرتا ہے وہ جو زندہ دل ہے عشق سے، دنیا کے دفتر میں لکھی ہوئی ہے اس کے لئے دائمی۔اور جگہ پر کہا ہے۔بیت ترجمہ:

تیری گلی میں عاشق جان دیتے ہیں اس ڈھب　　　خود موت کا فرشتہ پاوے وہاں گزر کب

اے طالب! اگر اس طور پر جان دے گا ہر گز نہیں مرے گا قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللّٰہ لا یموتون بل ینقلبون منہا ر والی ھاد سمجھا اے بھائی جو چیز کہ بدن میں نہیں وہ بتفصیل کہنے میں آئیں اور یہ بیان تلاوت القرآن اگرچہ ضرور نہ تھا لیکن واسطے عام آدمی کے لئے مثال دی جاتی ہے اور یہ سب بھی قرآن شریف میں کہا جاتا ہے۔علامت خاک غلاف جلد چمڑا و کاغذ رسی یعنی دھاگا وغیرہ علامت یاد قرآن سے رواں ہوتا ہے۔اور زیر و زبر و پیش و مدو جزم تشدید و نقطہ و یرملون۔علامت آتش مثل خواب و سستی، آیت و مطلق و رکوع و ربع و نصف و ثالث و تمام تیس (30) پارہ و علامت آب روشنائی و شنگرف و سفید و زنگار و آبِ طلا۔آبِ نقرہ اور تین (3) چیزیں جو بدن میں ہیں روح، نور، ذات اس میں بھی جان اور ہر ساتوں کی سات سات علامت یہاں لکھی جاتی ہیں۔سمجھ کہ روح طبعی قرآن میں حرف ہیں اور علامت اُس کی یہ ہے، اوّل سننا، دوسرا پڑھنا، اور تیسرا سکھانا، چوتھا دیکھنا، او پر حرف حرف کے پانچواں اُس کا آداب بجالانا، چھٹا اس کو عزیز رکھنا، ساتواں اس کو اپنے پاس رکھنا، اور مثل روح حیوانی اس کے معنی میں سات علامت یہ ہیں۔یاد رکھنا اور صحیح کرنا معنی کا۔اور یقین لانا اور ظاہر کرنا۔آدمیوں میں وعظ کرنا اور صدق دل پر باندھنا یعنی خدا کا ایک جاننا اور محمد ﷺ کو برحق سمجھنا، اور مثال روح نفسانی کے عمل کرنا اور شوق پیدا کرنا اور مرشد کامل ڈھونڈھنا اور حکم شریعت بجالانا اور راز طریقت پڑھنا اور حقیقت پر پہنچنا اور معرفت کا حاصل کرنا اور ڈوب جانا وحدت میں، اس طرح سے مرتبہ بمرتبہ منزل بمنزل طالب اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے۔عاقل ہو تو جان لے، نادان اگر ہے صدق کامل نہیں رکھتا ہے۔پانی میں ڈوب مر جا تیری انتہا یہی ہے۔بیت

جس دل میں عشق کی بنیاد نہ ہو　　　گر خانۂ خدا ہو تو آباد نہ ہو

تیری انتہا کا کھوج کرلے　　　موت نے آن گھیرا بوج کرلے

اے طالب! تلاوۃ الوجود کے مجمل کو چاہئے کہ صدق دل سے پڑھے تا کہ کچھ بزرگی و نفع [illegible]ں کا جانے۔یہ خاک آب ہوا آتش اربعہ عناصر میں سے ہے اور روح طبعی کہ سوائے باطنی [illegible]ہے یہ سب دل سے تعلق رکھتی ہیں۔اور آگ کا تعلق روح حیوانی سے ہے یعنی نور محمدی ﷺ [illegible]ے کہ دل میں گرمی رکھتا ہے وابستہ ملا ہو روح حیوانی سے ہے اور باقی روح نفسانی سے علاقہ [illegible]شتہ رکھتا ہے کہ مقام مغز سر میں ہے اور وہ بھی سرد ہے۔مٹی یعنی خاک باطنی نہیں ہے مگر ایک [illegible]ل خدا کے پہچاننے والوں کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور اگرچہ سب آدمیوں کے واہم میں [illegible]ر ہے اور خاک ظاہری اس ہی صورت کی شکل رکھتی ہے تینوں روحیں دل میں ایک ہی ہوتی [illegible]ں۔معلوم کرنا چاہئے ارواح طبعی ساتھ تمام تن کے واعضا محکوم دل کی ہے یعنی دل جس جگہ [illegible]ے لے جاوے (جائے) اور جہاں چاہے بٹھلا دے اور جو کام ہاتھ اور پاؤں سے تعلق [illegible]ہ وہ ان سے لے لیتا ہے اور رنج و راحت آپڑے تو اس کا علاج دفع چاہتا ہے اور ارواح [illegible]ی بھی اس کے شامل ہیں جیسے کہ پیشانی و آنکھ۔اور دل جو ایک جائے ہو جاتا ہے اگر دل [illegible]ں اور جا ہو تو پیشانی اور آنکھ سے کچھ ہی نہیں سوجھتا ہے اسی طرح کہنے اور سننے وغیرہ [illegible]ے کاموں میں سمجھنا چاہئے جیسا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ سے جامع جمیع مراتب و قادر [illegible]ں موجودات پر ہیں ویسے ہی تن اور یہ دل ہے کیونکہ مقام محمدی ﷺ ہے اور مغز و دل ایک [illegible]ں کل تن میں اثر رکھتے ہیں کہ جس طرح اللہ محمد کل موجودات میں ہیں اور کلام مجید میں یہ [illegible]ت خبر دیتی ہے "اِنَّ اللہ علیٰ کُلِّ شئی قدیر" اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس [illegible]ہے انا من نور اللّٰہ و کل شی من نوری اسی پر ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (پارہ:1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:20)

حدیث22: ((انا من نور اللہ و کل شی من نوری))

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا اور پھر ہر چیز میرے نور سے بنائی۔

(رسول کریم کا مقام عظیم، صفحہ 29، مطبوعہ: مکتبہ علیمیہ، کراچی)

(مصنف) اے طالب! اس مقدمہ سے ثابت ہوا لاکن روحوں کے بیان کرنے میں بہت سے اختلافات ہیں۔ کوئی کامل بزرگوں نے اپنی تصنیفات میں دو (2) روح علوی اور سفلی ثابت کردیا ہے۔ اور کسی مؤلف نے تین (3) روحیں ثابت کیا ہے اور کوئی مشائخ نے چار (4) روحیں اور چار نفس اور چار وجود کا شمار بتلایا ہے اور ہر ایک صاحب کی تحریرات قلمی ویا مطبوعی سے جداگانہ ہی ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے مؤلف کتاب مجلس ہفد ہم یعنی سترہویں شریف بسبب طوالت کے کے خوف سے اختصار کر کے تحریر کیا کیونکہ ہر ایک صاحب نے اپنی اپنی تحریرات کو صاف ہی بتایا ہے اگر ایک کتاب کے حوالے کو تحریر میں لاؤں تو کتاب ہجوم کی ہجوم ہو جاوے گی علیٰ ہذا القیاس پس سب راز وہی ہے اس میں شک نہیں ہے یعنی ہمہ اوست یہ معما لکھا گیا۔ سب سامعین پر واضح ہوگا۔ اگرچہ ایسا کسی نے دریافت نہیں کیا کہ یہی عین وصل ہے، حدیث قدسی "من عرف نفسه فقد عرف ربه"

ترجمہ جس نے پہچانا اپنے نفسوں کو تحقیق اس نے پہچانا خدائے تعالیٰ کو۔

.....

((محشی))

حدیث قدسی: ((من عرف نفسه فقد عرف ربه))

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے اپنے ربّ عزوجل کو پہچان لیا۔

(المقاصد الحسنہ، حرف میم، جلد1، صفحہ 220، مطبوعہ: بیروت)

(مصنف) اے طالب! اکثر لوگ پڑھنے اور سننے سے ایسی حدیث اور آیات کے بدول رہبری عمل اپنے کو واصلان حق سے کہتے ہیں وہ نادانستہ سمجھ ہے، بلکہ ناخواندہ مشائخ بے تربیت خود پسند اور فقرائے ناقص غیر عمل خلق کو گمراہ کرتے ہیں اور انصاف و بندگی نہ کرکے خدا سے باز رکھتے ہیں اور اپنی بزرگی و مصاحبت و خاندان جدّی حضرت غوث الاعظم ویا نسل

خواجگاں کی جد کا ثبوت دے کر خلاف عمل جتلاتے ہیں وے سب بے اصل ہیں بغیر عبادت و ریاضت کے اور بعض عالم اور فاضلاں بے زہد و ریاضت جاہل دہریہ مسرت ایسا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب ہماری قسمت ہے عبادت تو کیا کرتے ہیں مگر اسے خدائی تعالیٰ کو قبول کرنا و یا نہ کرنا دونوں برابر ہیں اور معما کہتے ہیں اس راہ میں کچھ خطرہ نہیں ہے اور کوئی ان جاہل فقیروں اور فاضلان جاہل سے تکرار نہیں کرتا۔ بیت ترجمہ:

جس کو خواہش ہے سہاگن بننے کی — اس ہی کو لگن لگی پیو کے ملنے کی

بیت:

ملازم رہ درود پاک کا ہر آن ہر ساعت — کہ نازل ہو سدا تجھ پر تیرے اللہ کی رحمت

مرحبا اے خاصۂ پروردگار — مرحبا اے قطب کل قطب المدار

ختم ہے مجلس چہارم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما "بحق محمد و آل محمد ﷺ و اصحابه و ازواجه اجمعین" تا کہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش، بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگانِ دین کی توصیف بیان عطا فرما: یارب العالمین ویاخیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین الفاتحہ حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن و الجسین رضی اللہ عنهم و بروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچاوے۔

لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علی خیر خلقه اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمن.

...... اپیل ......

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم صاحب اب تک اپنے تحقیقی ادارے "دی ریسرچ سینٹر، کراچی" کے تحت مندرجہ ذیل کتب اسلامی پر تحقیقی امور (ترجمہ و تسہیل اور تخریج) انجام دے چکے ہیں۔

1	افضل الصلوٰۃ (درودں کی سوغات)	امام محمد اسحاق علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
2	سیرت النبویہ	امام ابن کثیر علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
3	تلبیس ابلیس (شیطانی دھوکے)	امام ابن جوزی علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
4	محک الفقر (درویشوں کی پہنچان)	سلطان باہو علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
5	گلدستہ احادیث	مختصر احادیث کا مجموعہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
6	سترہویں شریف (افکار صوفیاء)	بابا حیدر شاہ علیہ الرحمہ	مترجم: مفتی محمد ہاشم
7	ذکر قلبی اور سائنسی تحقیق	ذکر قلب کی اہمیت	مترجم: مفتی محمد ہاشم

نوٹ : علم دوست احباب اپنے مرحومین کے ایصال ثواب اور صدقہ جاریہ کے لیے مذکورہ کتب کی اشاعت کے لیے تعاون فرمائیں۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

(رابطہ برائے اشاعت: 0301-3815991)

خوشخبری

خدمات

پاکستان میں سلسلہ" طریقت بدیعیہ، مداریہ"

سے متعلق فارسی و عربی کتب و رسائل کا ترجمہ و تخریج:

علم روحانیت (تصوف) پرمبنی قدیم اسلامی کتب کی تسہیل و تخریج اور حاشیہ:

کتب علم روحانیت (تصوف) کی دلکش و جدید انداز میں اشاعت (پہلی شنگ):

اسلامی کتب و رسائل اور جرائد کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ:

اس لیے تمام محبان صوفیائے مدار علیہم الرحمٰن کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اب وطن عزیز پاکستان میں بھی سلسلہ" طریقت بدیعیہ، مداریہ" سے متعلق کتب و رسائل اور وظائف پر مشتمل علمی و تحقیقی کتب پر (تسہیل و تخریج اور حاشیہ) اس کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت روحانیہ پر مبنی اسلامی کتب کی تحقیقی امور کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دی ریسرچ سینٹر، کراچی

رابطہ: 0301-3815991

کتابیات

☆...... قران مجید

☆...... جامع الترمذی

☆...... المقاصد الحسنه

☆...... مرقاۃ المفاتح

☆...... اللمع فی تاریخ التصوف

☆...... کشف المحجوب

☆...... عین الفقر

☆...... محک الفقر

☆...... عرفان

☆...... رسول کریم کا مقام عظیم

☆...... تجلیات صوفیاء

☆...... اسلامی انسائیکلوپیڈیا

☆...... ماهنامه الفیض (کراچی)

حالاتِ حاضرہ میں تعلیماتِ صوفیاءِ کرام پر مشتمل ایک مختصر و نادر تحریر

سیرتِ قطبِ مدار

قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ

(متوفی:838ہجری)

مؤلف: مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

باہتمام: عبدالرشید مداروی

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ قطبِ مدار، کراچی

سلسلہ مدار کی مستند کتابیں طبع شدہ

- ستر ہویں شریف
- مختصر سوانح حیات حضرت زندہ شاہ مدار
- آئینہ تصوف سلسلہ مدار
- اور دیگر کتابچے

آئندہ اشاعت

- ستر ہویں شریف (حصہ وار)
- مدارِ اعظم
- مدارِ عالم
- گل دستہ مدار
- کراماتِ مدار العالمینؒ
- ذوالفقار بدیع
- تذکرہ مداریہ
- گلزارِ ابرار
- سیرت قطب عالم المعروف حضرت زندہ شاہ مدار
- سہراج الفقراء
- تذکرہ فقراء

ناشر مکتبہ تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی۔

مکان نمبر 3 شاہ مدار اسٹریٹ، نادرا آفس والی گلی، ملت نگر، رامسوامی، کراچی۔

تعلیماتِ صوفیائے مدار پر مبنی ایک نایاب کتاب

افکار صوفیاء

المعروف

ستر ھویں شریف

جدید ایڈیشن

(حصہ 5 تا 8)

مصنف: حضرت حیدر علی ارغونی مداروی علیہ الرحمہ

(متوفی: 1395 ہجری)

تحقیق و تخریج:

مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

ناشر: مکتب تحقیقاتِ قطب مدار، کراچی

سلسلہ اشاعت نمبر 07

بیاد: قطب الاقطاب حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی:838ہجری)

نام کتاب : سترھویں شریف المعروف (افکار صوفیاء)

مؤلف : حضرت حیدر علی ارغونی مداروی علیہ الرحمہ

تحقیق وتخریج : مفتی محمد ہاشم

(ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی)

کمپوزنگ : صاحبزادہ سید زین شاہ مداروی

(دی ریسرچ سینٹر ، کراچی۔ 0301-3815991)

طبع الاوّل : جمادی الاوّل ۱۴۳۴ھ بمطابق اپریل 2013ء

تعداد : 1000

طباعت : نیو مجاز پریس، بوہرہ پیر، کراچی

ناشر : مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

ملنے کا پتہ : گلی نمبر ۳، رامسوامی، ملت نگر، شاہ مدار اسٹریٹ،

نادرا آفس والی گلی، کراچی۔ موبائل 0334-3351709

﴿برائے ایصال ثواب﴾

(☆)...... قاضی عبدالرزاق کھوکھر و بیگم (مرحوم ومرحومہ) نواب شاہ

(☆)...... قاضی اللہ دین کھوکھر و بیگم، قاضی عبدالعزیز کھوکھر و بیگم (مرحوم ومرحومہ) حیدر آباد

(☆)...... قاضی محمد قاسم پٹھان (مرحوم) نواب شاہ

(☆)...... سید محمد آصف حسین (مرحوم) کراچی

فہرست

☆☆☆☆☆

عرض ناشر

الحمدللہ! مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہم نے سلسلہ بدیعیہ المعروف مداریہ (منسوب حضرت سید بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمٰن) سے متعلق کتاب ''سترہویں شریف'' بنام افکارصوفیاء کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بے رُخی کی وجہ سے کم وبیش 200 سال سے سلسلہ بدیعیہ کے صوفیاء کرام کا علمی ذخیرہ جو حقیقی معنوں میں متقدمین صوفیاء کرام کی تعلیمات کی تشریحات پر مبنی تھا، اُسے آج تک صحیح معنوں میں زیور طباعت سے آراستہ نہیں کیا گیا...!

عاجز سمجھتا ہے کہ ہم نے اس سلسلہ کے پیشواؤں (حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید بدیع الدین قطب مدار، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہم الرحمہ) کے ساتھ اجتماعی طور پر علمی وتحقیقی زیادتیاں کیں ہیں، جس کی وجہ سے دین اسلام اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو یہ نقصان پہنچا کہ اس سلسلہ طریقت سے جاہل وبے عمل حضرات نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر اسے دنیاوی ونفسانی مقاصد کے لیے استعمال کیا اور پھر تاریخ گواہ ہے کہ خرافات وبدعات اس سلسلہ کی پہچان بن گئی....! راقم سمجھتا ہے کہ اب اس نقصان کی تلافی کا وقت آچکا ہے اور ہم اس سلسلہ طریقت کے پیشواؤں کے حضور اپنی کوتاہیوں کا ازالہ کریں اور اس سلسلہ روحانیہ سے متعلق کتب ورسائل کی اشاعت کو یقینی بنائیں۔

راقم یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اب تک مندرجہ ذیل کتب پاکستان میں زیورِ طباعت سے محروم رہی ہیں، انشاء اللہ اب مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی کے زیر اہتمام ان کتب کو جدید تحقیقی انداز سے اشاعت کیا جائے گا۔

(۱) مدار اعظم، (۲) تاریخ مدار عالم، (۳) تذکرہ بدیعیہ، (۴) گلزار مدار، (۵) ضرب یداللہ، (۶) فیضان قطب مدار اہل بیت، (۷) ظہیر الابرار فی السیر المدار۔

عبدالرشید مداروی

ناظم: مکتبہ تحقیقات قطب مدار، کراچی

تعارف

مفتی محمد ہاشم حقانی صاحب نواب شاہ کے متوسط گھرانے میں ۱۷ رجولائی ۱۹۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اجداد راجستھان (انڈیا) سے ہجرت کر کے پاکستان آئے۔ مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم نواب شاہ میں حاصل کی جب کہ میٹرک، انٹرمیڈیٹ، بی اے جامعہ رکن الاسلام (حیدر آباد) سے حاصل کیں۔ اسی جامعہ سے ۲۰۰۷ء میں ایم اے عربی و اسلامیات کی اسناد بھی حاصل کیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جامعہ رکن الاسلام کا الحاق سندھ یونی ورسٹی (جامشورو) اور جامعۃ الازہر (مصر) سے ہے۔

۲۰۰۸ء "الشہادۃ العالمیہ" (درسِ نظامی) کی سند دار العلوم نعیمیہ (کراچی) سے حاصل کی۔ کراچی بورڈ سے علوم شرقیہ کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کیے۔

۲۰۰۸ء میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی (اسلام آباد) میں داخلہ لیا۔ وہاں دو سال زیرِ تعلیم رہے اور عربک ایڈوانس (عربی ادب) کی سند حاصل کی۔

عملی زندگی کا المقصود انسٹی ٹیوٹ فار اسلامک اینڈ ماڈرن سائنسز میں بطور لیکچرار کی تقرری سے کیا۔ دو برس تک القائم اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن (راولپنڈی) سے بطور ریسرچ اسکالر منسلک رہے۔ بعد ازاں اپنا تحقیقی ادارہ "دی ریسرچ سینٹر" قائم کیا اور کتابوں کی پروف ریڈنگ اور تحقیقی و تخریج کا کام انجام دیتے رہے۔ اب آپ ملیر کے ایک سرکاری اسکول میں استاد ہیں نیز مکتبۂ علیمیہ کے شعبۂ تحقیق کے نگراں کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

ملازمت کے ساتھ ساتھ آپ کے علمی مشاغل بھی جاری رہے۔ روز نامہ "امت" اور روز نامہ "ایمان" (کراچی)، ماہ نامہ "مرآۃ العارفین" (لاہور) میں آپ

کے کالم اور مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ نیز آپ نے کتب کے تراجم (مع تحقیق و تخریج) کی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ کام کی تفصیل درج ذیل:

ترجمہ و تحقیق و تخریج:

۱۔ محک الفقر (درویشوں کی پہچان) سلطان باہو (مطبوعہ)
۲۔ افکارِ صوفیاء (ستر ھویں شریف) بابا حیدر شاہ (مطبوعہ)
۳۔ افضل الصلوٰۃ (درودوں کی سوغات) امام محمد اسحاق (غیر مطبوعہ)
۴۔ السیرۃ النبویہ (سیرتِ رسول) امام ابنِ کثیر (غیر مطبوعہ)
۵۔ تلبیسِ ابلیس (شیطانی دھوکے) امام ابنِ جوزی (غیر مطبوعہ)

تالیفات:

۱۔ گل دستۂ احادیث (مختصر مجموعۂ احادیث) (مطبوعہ)
۲۔ اربعینِ فاروقی (مختصر مجموعۂ احادیث) (مطبوعہ)
۳۔ حقیقتِ نماز (نماز کا طریقہ اور مسائل) (مطبوعہ)
۴۔ معرفتِ امام مہدی (غیر مطبوعہ)
۵۔ احادیثِ صوفیا (غیر مطبوعہ)
۶۔ فکری مقالات (غیر مطبوعہ)
۷۔ صوفی اسلام (غیر مطبوعہ)
۸۔ فہمِ دین کورس (غیر مطبوعہ)
۹۔ حقیقتِ ذکرِ قلب (غیر مطبوعہ)
۱۰۔ میلاد النبی کی شرعی حیثیت (غیر مطبوعہ)

(فیصل احمد، مکتبۂ علیمیہ، کراچی)

تقریظ جلیل

مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک مسلمانانِ اہلسنت علماء کرام، مشائخ عظام و دانشورانِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم شفیع معظم امام الانبیاء و المرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا اور آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی چاہے وہ ظلی وہ یا بروزی دنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ ہمارے اس دعویٰ پر قرآن عظیم اور احادیث رسول کریم ﷺ گواہ ہیں، تفصیل کے لیے بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، ہاں اس پیغام تبلیغ کو حضور انور ﷺ کی امت کے علماء کرام اور مشائخ عظام کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں تک پہنچائیں اور پھیلائیں۔

مولائے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے، وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون.

ترجمہ: ''اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (آل عمران: 104)''۔

محسن انسانیت رحمت عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا: فلیبلغ الشاھدا الغائبہ۔ یہ حکم ہے جو موجود ہیں اور ان لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ اسی لیے اہل بیت اطہار صحابہ کبار شہداء ذی وقار مجتہدین جانثار نے دنیا کے گوشے گوشے میں تحفظ ناموس رسالت کے ساتھ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا پیغام پہنچایا اور ان

پاک بازان امت میں مختلف سلاسل کے اکابر نے کہیں سلسلہ قادریہ، کہیں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، کہیں سلسلہ عالیہ شاذلیہ سنوسیہ، کہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ وسلسلہ عالیہ اشرفیہ، وارثیہ تاجیہ، سلسلہ عالیہ نوشاہیہ، منوریہ، معمریہ اور کہیں سلسلہ عالیہ قلندریہ اور مداریہ کے نام سے دینی خدمات سرانجام دیا اور دے رہے ہیں۔

عزیزم فاضل جلیل عالم نبیل مصنف ومحقق مولانا مفتی محمد ہاشم فاروقی نعیمی حقانی نے سلسلہ عالیہ مداریہ کے بزرگوں پر تصنیف وتالیف اور تخریج پر خاص طور پر ستر ہویں شریف کے عنوان سے جو رسائل ہیں اس پر بڑی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے کام کر رہے ہیں۔

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری غفرلہ دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب مکرم شفیع معظم محسن انسانیت ﷺ کے صدقے عزیزم موصوف اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمتوں وبرکتوں نیز صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم ودائم رکھتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ مذہب مہذب ومذہب اہلسنت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین ﷺ

13، جمادی الاولیٰ 1434ھ
موافق 26، مارچ 2013ء

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ
ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث: دار العلوم نعیمہ
بلاک 15 فیڈرل بی ایریا، کراچی

تقریظ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

صوفیائے کرام کے وجودِ مسعود اور خدمات جلیلہ سے انکار و اعراض کسی ذی شعور کے لیے ممکن نہیں، بلاشبہ یہ حضرات صوفیائے کرام ہی کا فیضان ہے کہ اسلام کا حقیقی تشخص پوری آب و تاب کے ساتھ آج ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے۔

حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار حلبی المتوفی ۸۳۸ھ کا شمار بھی انہی جلیل القدر حضرات کی فہرست میں ہوتا ہے، آپ کی حیرت انگیز شخصیت کے منفرد پہلوؤں سے تاریخ و تراجم کی کتب (مثلاً اخبار الاخیار شیخ عبد الحق محدث دہلوی، نزھۃ الخواطر عبد الحی لکھنوی وغیرہ) لبریز ہیں، ہر چند کے ان تصانیف مذکورہ میں حضرت موصوف کے بارے میں رطب و یابس سب مذکور ہے لیکن حقیقت میں اس کی صداقت دیگر ائمہ کرام کے شواہد سے متضاد نظر آتی ہے۔

اس لیے اشد ضرورت ہے کہ افراط و تفریط جو اس زمانہ کا وطیرہ بن چکی ہے اس سے بالاتر ہو کر حضرت کے حالات زندگی و تصانیف و متعلقین کے بارے میں ٹھوس حوالہ جات اور نا قابل تردید دلائل سے سوانح حیات وغیرہ کو مرتب کیا جائے تاکہ اہل انصاف ایک عظیم ہستی کے بارے میں کسی شش و پنج کا مزید شکار ہونے سے محفوظ رہیں اور حضرت کی حقیقی صوفیانہ تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اپنی زندگی میں اسلام کی چاشنی کا مزہ حاصل کریں۔

مقام مسرت ہے کہ برادر گرامی **محقق و مترجم مفتی محمد ہاشم** مدظلہ نے اس سلسلہ کے مختلف پہلوؤں پر قابل قدر کام کرنے کا عزم کر رکھا ہے جو اِن کی مختلف کتابی کاوشوں سے عیاں ہے اور کتاب ہذا بھی انہیں عرق ریزیوں کا ثمر جدید ہے، کتاب ہذا کے کچھ مقامات ایسے بھی ہیں جہاں قواعد عربیہ اور علوم موجودہ کے مطابق شدید تضاد نظر آتا ہے لیکن ایسے

اقوال کے بارے میں زبان طعن دراز کرنا ہرگز دانشمندی نہیں بلکہ حسن عقیدت سے کام لیتے ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہماری دانست سے یہ اقوال بالاتر ہے کیونکہ ایسے افرادِ ذیشان جو کہتے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں البتہ ہمیں ان کی معرفت تک رسائی نہیں۔

اللہ کرے کہ "سلسلہ مداریہ" کے بارے میں موجود پیدا کردہ اختلافات کو جلد ہی درستگی کی طرف پھیر دیا جائے تاکہ یہ خلفشار مزید عروج نہ پا سکے، اس سلسلہ میں جو بنیادی اعتراض سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فتاوی رضویہ کے مندرجات سے کیا جاتا ہے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو بذات خود "سلسلہ بدیعیہ" میں اجازت حاصل تھی اور دوسرا جواب جو میری نظر سے گذرا تھا وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے بھائی شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ نے "ذوق نعت" میں مکمل منقبت بنام **"شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف"** لکھی ہے جس کا بند درج ذیل ہے۔

مدار چشم عنایت زمن دریغ مدار
نگاہِ لطف و کرم از حسنؔ دریغ مدار

لہٰذا بلا تحقیق اعتراض کرنے والوں کو ان پہلوؤں پر بھی ذرا غور کرنا چاہیے، میں نے اس سے قبل بھی مفتی صاحب کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اس منقبت کو الگ مع تحقیق و تشریح کے شائع کر دیں تو ان شاء اللہ "سلسلہ بدیعیہ مداریہ" کے لیے بھی زیادہ نفع مند ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کے ناشر محترم عبد الرشید مداروی و دیگر معاونین حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

یک از گدائے سید التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اعجاز احمد قادری اویسی

۲۰۱۳/۰۳/۲۵ بمطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۴۳۴ھ

محشی کے قلم سے......!

موجودہ حالات میں ہر شخص اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کی خاطر سرگرداں ہے، جس کی بدولت ہر شخص روحانی کیفیات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اس کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے عاجز نے یہ محسوس کیا کہ اس کمی کو دور کیا جائے اور اس انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جائے، جس کے لئے تعلیماتِ صوفیاء و افکارِ صوفیاء سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، یہی وہ افکار ہیں جس کی بدولت ہمیں تاریخ اسلام میں کوئی ابن عربی، امام غزالی، حضرت سلطان باہو علیہم الرحمہ جیسی مقتداء شخصیات جابجا ملتی ہیں، اسی کمی کو دور کرنے کے لیے عاجز نے افکارِ صوفیاء پر مبنی شہرہ آفاق تصنیف "سترھویں شریف" کا مکمل اور آسان و سلیس ترجمہ اور تحقیق و تخریج کرنے کی کوشش کی تا کہ ہمارے وہ بھائی جو اس سلسلہ روحانیہ سے فیض کے طالب ہیں، اُن کے لیے اس فیض کو حاصل کرنے میں آسانی ہوجائے۔

خصوصیات:

(1)۔ کتاب "سترھویں شریف" میں درج آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی مکمل تخریج (حوالہ جات "E-M") کا بھی اہتمام کیا، اور ساتھ ہی ساتھ اُن حوالہ جات میں عربی ہندسوں (۳-۲-۱) کی بجائے، معروف ہندسوں (3-2-1) کو استعمال کیا ہے۔

(2)۔ کتاب ہٰذا کی تسہیل کو مدنظر رکھتے ہوئے حاشیہ کا اہتمام، تا کہ قارئین کو کتاب ہٰذا کا اصل متن سمجھنے میں آسانی ہوجائے، اور اصل متن ذکر کرنے سے پہلے عاجز نے علامت کے طور پر (مصنف)، اور حاشیہ کی صورت میں ((محشی)) کی علامت استعمال کی ہے، تا کہ قاری مصنف اور محشی کی تحریرات میں فرق کرسکے۔

ان شاء اللہ یہ کتاب دورِ حاضر کے مطابق جدید و دل کش انداز میں سلسلہ مداریہ کے مریدین و معتقدین و محبین کے لئے ایک نایاب تحریر ہوگی۔

مفتی محمد ہاشم (محشی)

(ایم۔اے اسلامک کلچر اینڈ عربک سندھ یونیورسٹی، (جامشورو)

فاضل علوم شرعیہ دارالعلوم نعیمیہ، کراچی، ڈائریکٹر دی ریسرچ سینٹر، کراچی

مجلس پنجم : 5

دربیان متعلقات مجاہدہ ومشاہدہ

(مصنف) اے طالب خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے: "ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات" اور البتہ تمہیں خوف بھوک اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے کسی چیز کے ساتھ آزمائیں گے اور پیغمبر ﷺ نے کہا ہے "بطن جائع احبّ الی اللہ تعالیٰ من سبعین غافلاً" بھوکے آدمی کا پیٹ خدا کے نزدیک ستر عابدوں سے جو غافل ہوں زیادہ دوست ہے۔ جاننا چاہئے کہ بھوک کو سب امتوں اور نیک ملتوں میں بڑی بزرگی ہے کیونکہ ظاہراً بھوکے آدمی کا دل کہ جس میں زیادہ شر نہ ہو اور ریاضت پر اپنے مہذب بنایا ہوا ہو زیادہ تیز ہوتا ہے اور طبیعت زیادہ مہذب اور تندرست ہوتی ہے۔ "لان الجوع لنفس خضوع وللقلب خشوع" کیونکہ بھوک نفس کے لئے افتادگی اور دل کے لئے عاجزی ہے بھوکے آدمی کا تن افتادہ اور تواضع کرنے والا ہوتا ہے اور دل عاجز کیونکہ بھوک سے نفسانی قوت ناچیز ہوجاتی ہے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بشی من الخوف والجوع ونقصٍ من ....الخ ﴾

(پارہ، سورۃ، آیت نمبر:)

حدیث 1 : ((بطن جائع احبّ الی اللہ تعالیٰ من سبعین غافلاً))

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے کا شکم، ستر غافل عابدوں سے زیادہ محبوب ہے۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 511)

حدیث 2 : ((لان الجوع لنفس خضوع وللقلب خشوع))

ترجمہ: بھوکے کا جسم متواضع اور دل خشوع والا ہوتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 511)

(مصنف) اور رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے" اجیعو بطونکم واظمئنو اکبادکم و اعروا اجسادکم لعلّ قلو بکم تری اللہ عیاناً فی الدّنیا" پیٹوں کو بھوکا رکھو اور جگروں و

کو پیاسا اور تنوں کو ننگا شاید دنیا میں تم دل میں خدا کو دیکھو۔ اگرچہ تن کو بھوک سے بلا حاصل ہے مگر دل کو اس سے روشنی ہوتی ہے اور جان کو صفائی اور بھید کو لقا۔ اور جب بھید بقا پاتا ہے اور جان صفائی اور دل روشنی تو اگر تن بلا میں ہو تو کیا زیاں ہے اور پیٹ بھر کھانے میں زیادہ بلا نہیں ہے کیونکہ اگر اس میں بلا ہوتی تو پردہ نشینوں کو پیٹ بھر نہ کھلاتے کیونکہ پیٹ بھر کھانا پردہ نشینوں کا کام ہے اور بھوک بیماروں کا علاج ہے اور بھوکا رہنا باطن کو آباد کرنا ہوتا ہے اور پیٹ بھر کر کھانا بطنوں کو بھوکا رہنے والا باطن کے آباد کرنے میں عمر صرف کرتا ہے تاکہ خدا کے واسطے تنہا ہو اور علاقوں سے الگ۔ پس یہ کیونکر اُس کے برابر ہوتا ہے ظاہر کے آباد کرنے میں عمر بسر کرتا ہے اور ہوا اور تن کی خدمت ایک جہاں کو کھانے کے لئے چاہئے اور ایک کو کھانا عبادت کرنے کے لئے اور ان دونوں میں بہت فرق ہوتا ہے" کان المتقدمون یاکلون لیعیشوا وانتم تعیشون لتا کلوا " اور اگلے اس واسطے کھاتے تھے کہ حیاتی رہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ حیاتی کھانے کے واسطے ہے" الجوع طعام الصدیقین ومسلك المریدین وقید الشیاطین" بھوک سچ کہنے والوں کا طعام ہے اور ان کا راستہ جو ارادت مند ہیں۔

....

((محشی))

حدیث3 : ((اجیعو بطونکم واظمئنو اکبادکم و اعرّوا ... الخ))

ترجمہ: تم اپنے شکموں کو بھوکا، اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو غیر آراستہ رکھو تاکہ تمہارے دل، اللہ تعالیٰ کو دنیا میں ظاہر طور پر دیکھ سکیں۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 512)

حدیث4 : ((کان المتقدمون یاکلون لیعیشوا وانتم تعیشون لتا کلوا))

ترجمہ: متقدمین کھاتے تھے تاکہ زندہ رہیں اور تم زندہ رہتے ہو تاکہ خوب کھاؤ۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 512)

حدیث5 : ((الجوع طعام الصدیقین ومسلک المریدین ..... الخ))

ترجمہ: بھوکا رہنا صدیقین کی غذا، مریدین کا مسلک اور شیاطین کی قید ہے۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 512)

(مصنف) خدا کا حکم اور اندازہ پہلے سے ہو چکا ہے، یعنی آدم کا بہشت سے باہر نکلنا اور

خدا کے قرب سے اُس کا دور ہونا لقمہ کے لئے تھا۔ اور حقیقت میں جو بھوک میں بے قرار ہو وہ بھوکا نہیں ہوتا کیونکہ کھانے کا طالب کھانے کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کو بھوک کا درجہ حاصل ہو کھانے کا تارک ہوتا ہے کھانے سے ممنوع نہیں اور جو عقل کے ہونے کی حالت میں اُس کو ترک کرے اور اُس کا بوجھ اور رنج اٹھائے تو وہ بھوکا ہوتا ہے اور شیطان اور نفس خواہش کی قید سوا بھوک کے نہیں ہے اور کتانی رضی اللہ عنہ کہا ہے" من حکم المرید ان یکون فیه ثلثة أشیاء نومهٔ غلبهٔ و کلامه ضرورة واکله فاقة" اور مرید کی شرط یہ ہیں کہ تین چیزیں اس میں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی خواب غلبہ کے سوا نہ ہو اور ضرورت کے سوا نہ بولے اور بھوک سوا نہ کھائے اور فاقہ بعضوں کے نزدیک دو رات دن ہیں یعنی دو آٹھ پہر اور بعض کے نزدیک ایک ہفتہ ہے اور بعض کے نزدیک چالیس روز کیونکہ تحقیق کرنے والے اس پر ہیں کہ سچی بھوک ہر چالیسویں دن ایک دفعہ ہوتی ہے اور یہ جان کو بچا رکھنے والی ہے اور جو کچھ درمیان میں ظاہر ہوتی ہے وہ حرص اور طمع کا غرور ہے" عافک اللہ" خدائے تعالیٰ تجھ پر بخشش کرے اس واسطے اہل معرفت کی رگیں سب خداوند تعالیٰ کے بھیدوں کی دلیل ہیں۔ اور اُن کے دل اُس کی بلند نظر کی جگہ اور دلوں کی طرف سے ان کے سینوں میں دروازہ کھلے ہوتے ہیں اور عقل اور ہوا اُن کی درگاہ پر بیٹھا ہوا ہے روح عقل کی مدد کرتا ہے اور نفس ہوا کی اور جس قدر طبیعتیں غذا سے زیادہ پرورش پاتی ہیں اسی قدر نفس زیادہ قوی ہوتا ہے اور ہوا زیادہ تربیب پاتی ہے اور اعضا میں اس کا دبدبہ زیادہ پراگندہ ہوتا ہے اور ہر رگ میں اس کے پراگندہ ہونے سے ایک اور طرح کا حجاب ظاہر ہوتا ہے اور جب طالب طعام کو اس سے ہٹا لیتا ہے ہوا زیادہ ضعیف ہوتی ہے اور عقل زیادہ قوی۔ اور نفس کی طاقت رگوں سے زیادہ ٹوٹ جاتی ہے اور بھید اور دلیلیں زیادہ ظاہر ہوتی ہیں اور جب نفس اپنی حرکتوں سے عاجز اور اپنے وجود سے فانی ہو جاتی ہے۔ باطل ارادہ حق کے اظہار میں محو ہوتا ہے اُس وقت مرید کی کل مراد حاصل ہوتی ہے۔

....

((محشی))

حدیث6 : ((من حکم المرید ان یکون فیه ثلثة أشیاء .... الخ))

ترجمہ: مرید کی شرط یہ ہے کہ اس میں تین چیزیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کا سونا، غلبہ کے بغیر نہ

ہو، دوسرے یہ کہ اس کا کلام، ضرورت کے بغیر نہ ہو، تیسرے یہ کہ اس کا کھانا فاقہ کے بغیر نہ ہو۔

(کشف المحجوب، باب 7، صفحہ 513)

اصطلاحاتِ صوفیاء:

حضرت شیخ ابونصر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فراض الٰہیہ کی ادائیگی اور حرام کاموں سے بچنے کے بعد صوفیاء کی خصوصیت اس بات میں ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور ہر ایسا تعلق توڑ لیتے ہیں جو ان کے اور ان کے اصل مقصد کے درمیان پردہ بن جائے کیونکہ ان کا مقصد اللہ کی ذات کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا پھر ان کے اپنے کچھ آداب اور احوال ہوتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

صوفیاء کے خاص طریقے اور خاص معاملات:

یہ صوفیاء کثیر مال و دولت کو چھوڑ کر گزارہ کرتے ہیں، خوراک صرف اتنی کھاتے ہیں جس سے ضرورت پوری ہو سکے اور سامان دنیا میں سے قلیل پر گزارہ چلاتے ہیں۔ مثلاً لباس ہلکا، اوڑھنا، بچھونا مختصر اور مختصر کھانا پینا وغیرہ، ان کا کام ہوتا ہے جان بوجھ کر امیری چھوڑ کر فقیر بننا پسند کرتے ہیں، مختصر چیزوں پر کام چلاتے ہیں، کثیر چیزوں کی طرف نہیں دیکھتے، سب کچھ پاس ہوتے ہوئے بھی بھوکا رہنا پسند کرتے ہیں، کثیر چیز ہوتے ہوئے بھی قلیل کو مقدم جانتے ہیں، شان و شوکت میں رہنا پسند نہیں کرتے مخلوق خدا پر شفقت کرتے ہیں اور اپنی عزت و وقار کو اولیت نہیں دیتے، ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ عاجزی سے پیش آتے ہیں، اپنی ضرورت پر مخلوق کی ضرورت کو ترجی دیتے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ کون کیا کھا رہا ہے؟ اللہ سے اچھا گمان رکھتے ہیں، خلوص دل کی بنا پر عبادتوں کی طرف بڑھتے نظر آتے ہیں، ہر نیک کام کی طرف سب سے پہلے جاتے ہیں، توجہ صرف اللہ کی طرف ہوتی ہے، اس کی خاطر سب کو چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں، اللہ کی آزمائش جھیلتے ہیں اور اللہ کی قضا پر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، ہر وقت اپنے نفس سے جہاد کرتے ہیں اور خواہشات نفسانی کو ترک کئے رہتے ہیں، نفسانی لذت سے گریز کرتے ہیں اور اس سے مخالفت کرنا پسند کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ خواہشات ہیں جن کی برائی اللہ بیان فرماتا ہے کہ یہ نفس انسان کو برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور پھر حدیث پاک میں بھی آتا ہے: ”تمہارا سب

سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے دو پہلوؤں کے درمیان ہے“۔

(اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، صفحہ 69 تا 70)

(مصنف) اور ابو العباس قصاب سے ذکر ہے کہ کہا ہے میری طاعت اور معصیت دو طریقوں میں ہے۔ جب کھاتا ہوں تو سب گناہوں کا مایہ اپنے میں پاتا ہوں اور جب ہاتھ اس سے ہٹا لیتا ہوں تو سب طاعتوں کا اصل اپنے میں دیکھتا ہوں لیکن بھوک کا پھل مشاہدہ ہے کیونکہ اس کا راستہ دکھلانے والا مجاہدہ ہے پس بھید جو مشاہدہ کے ساتھ ہو بہتر ہے اُس بھوک سے جو مجاہدہ کے ساتھ ہو کیونکہ مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل ہے: ”فا الشبع بشماهدة الحق خير من الجوع بشاهد الخلق“ پس سیری جو خدا کی قدرت کی بینائی کے ساتھ ہو بہتر اُس بھوک سے ہے جو مخلوق کی بینائی کے ساتھ ہو تاکہ اللہ تمہارے دلوں میں نگاہ کرے اور احسان کے بابت جبرئیل علیہ السلام کے سوال میں یہ بھی کہا ہے: ”ان تعبدالله كانك تراه فان لّم تكن تراه فانّه يراك“ خدا کی پرستش کر گویا کہ اس کو دیکھتا ہے۔ پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی اور فرمایا: ”يا داؤد اتدرى مامعرفتى قال لا قال هى حيات المحب فى مشاهدتى“ اے داؤد! کیا تو جانتا ہے کہ میری معرفت کیا چیز ہے؟ کہا نہیں اللہ نے فرمایا کہ میری معرفت میری قدرتوں کے مشاہدہ میں دل کی زندگی زندگانی اور مشاہدہ کی عبادت ہے اس گروہ کی مراد ولی کا دیدار ہے کیونکہ دل میں حق تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ میں دیکھتا ہے اور عطا کے بیٹے ابو العباس کہتے ہیں خداوند تعالیٰ کے اس قول میں ”ان الذين قالو اربنا الله با لمجاهده ثم استقاموا علىٰ بساط المشاهدة“ تحقیق وہ لوگ جنہوں نے کہا ہے ہمارا رب اللہ ہے مجاہدہ میں اور مشاہدہ میں کہ فرش پر کھڑے ہوئے اور مشاہدہ کی حقیت دو طرح پر ہوتی ہے ایک یقین کی صحت اور دوسری محبت کے غلبہ سے کیونکہ جب دوست کے لئے محبت کا غلبہ اس درجہ پر پہنچے کہ اس کی بکلیت سے سب دوست کی حدیث ہو جاوے تو وہ اُس کے سوا نہیں دیکھتا۔

....

((محشی))

حدیث 7 :((فا الشبع بشماهدة الحق خير من الجوع بشاهد الخلق))

ترجمہ: مشاہدہ حق کے ساتھ سیری، لوگوں کے مشاہدہ کے ساتھ بھوکے رہنے سے بہتر ہے۔
(کشف المحجوب، باب7، صفحہ514)

حدیث8 : ((ان تعبداللہ کانک تراہ فان لّم تکن تراہ فانّہ یراک))
ترجمہ: تم خدا کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کا مشاہدہ کر رہے ہو اگر ایسا نہ کرسکو تو یوں سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

حدیث9 : ((یا داؤد اتدری ما معرفتی قال لا قال ھی حیات ...الخ))
ترجمہ: اے داؤد! تم جانتے ہو کہ میری معرفت کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا: وہ دل کی زندگی ہے جو میرے مشاہدے سے پیدا ہوتی ہے۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

حدیث10 : ((ان الذین قالوا ربنا اللہ بالمجاھدہ ثم....الخ))
ترجمہ: جنہوں نے مجاہدے میں کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے تو وہ مشاہدے کے فرش پر استقامت رکھتے ہیں۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ521)

(مصنف) اور واسع کے بیٹے محمد نے کہا ہے: "مارأیت شیئا قطّ الا ورأیت اللہ فیہ أی: بصحۃ الیقین" میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ دیکھا مگر یہ اس میں میں نے اللہ کی قدرت کو دیکھا ہے اور شبلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے "ومارأیت شیئا قطّ الا اللہ یعنی بغلبات المحبۃ وغلیان المشاھدۃ" میں نے جس چیز کی طرف دیکھا ہے خدا کے لئے دیکھا ہے یعنی اُس کی محبت کے غلبہ اور اس کی قدرت کے مشاہدہ میں ایک گروہ تو فعل کو اور ایک گروہ فعل کے دیکھنے میں بھید کی آنکھ سے فاعلی کی قدرت کو۔ ایک گروہ کو محبت تو محبت دنیا کے سب تعلقات سے الگ کر دیتی ہے تا کہ وہ سب چیز میں فاعل کی قدرت دیکھے پس اس فعل کا طریق دلیل لائی ہے اور پہلا جذب ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ ایک دلیل لانے والا ہوتا ہے تا کہ خدا کی دلیلوں کا ثبوت اس پر ظاہر ہو۔ اور ایک جذب کیا گیا بو وہ ہوتا ہے یعنی خدا اُس کی حقیقتوں اور دلیلوں کے حجاب ہوتا ہے: "لان من عرف شیئا لا یطمئن غیرہٗ ومن احب شیئاً لا یطالع غیرہٗ فترک المنازعۃ مع اللہ والا اعتراض علیہ فی

احکامہ وافعالہ" کیونکہ جو پہچانتا ہے غیر کے ساتھ آرام نہیں کرتا اور جو دوست رکھتا ہے وہ غیر کو نہیں دیکھتا پس وہ اللہ سے خصومت کو ترک کر دیتا ہے۔

....

((محشی))

قال ابن واسع: ((مارأیت شیئا قطّ الا ورأیت اللہ فیہ أی: بصحۃ الیقین))
ترجمہ: میں کسی چیز کو نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ صحت یقین کے ساتھ ہوتا ہے۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ522)

قال شبلی: ((ومارأیت شیئا قطّ الا اللہ یعنی بغلبات المحبۃ...الخ))
ترجمہ: کوئی چیز اللہ کے سوا مجھے نظر آتی ہی نہیں یعنی یہ حالت غلبہ محبت اور مشاہدے کے جوش کی وجہ سے ہے۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ522)

حدیث11 : ((لان من عرف شیئا لایطمئن غیرہٗ ومن احب ...الخ))
ترجمہ: اس لیے کہ جو کچھ معرفت رکھتا ہے، وہ غیر سے چین نہیں پاتا اور جو محبت رکھتا ہے وہ غیر کو نہیں دیکھتا، لہٰذا وہ فعل پر جھگڑتا نہیں کہ وہ جھگڑالو بنے اور نہ اس کے فعل وحکم پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ متصرف بنے۔
(کشف المحجوب، باب8، صفحہ523)

(مصنف) اور اُس کے فعلوں اور حکموں میں اس پر اعتراض نہیں کرتا تا کہ جھگڑا کرنے والا اور تصرف کرنے والا نہ ہو۔ اور خداوند تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ معراج سے ہمیں خبر دی ہے اور فرمایا: "مازاغ البصر وماطغیٰ من شدّۃ شوقہ الیٰ اللہ تعالی" کی طرف شوق شدت سے آنکھ کو کسی چیز پر نہ کھولا تا کہ جو کچھ چاہے تھا دل سے دیکھا جب محبّ موجودات سے آنکھ کو بند کر دیوے تو ضرور دل میں موجد کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ وبلند نے فرمایا ہے: "لقد رایٰ من آیات ربہ الکبری" تحقیق دیکھا محمد ﷺ نے معراج کی رات میں خدا کی قدرت کی نشانیوں سے بہت بڑی نشانیاں اور یہ بھی فرمایا ہے: "قل للمومنین یغضوا من ابصارھم" کہہ مسلمان آدمیوں کو کہ اپنی آنکھیں ڈھانپ لیں "ای ابصار العیون من الشھوات وابصار القلوب عن المخلوقات" یعنی بینائی کی آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات سے۔

....

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿مازاغ البصر وماطغیٰ من شدّة شوقه الیٰ اللّٰه تعالی﴾

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے دیدار کے شوق کی شدت میں آنکھ کو کسی چیز کی طرف نہ پھیرا۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

قولہ تعالیٰ: ﴿ لقد رایٰ من آیات ربّه الکبریٰ ﴾

ترجمہ: بلاشبہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿قل للمومنین یغضوا من ابصارهم ﴾ **ای ابصار العیون من الشهوات وابصار القلوب عن المخلوقات**

ترجمہ: اے محبوب! تم مسلمانوں سے فرمادو کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں یعنی سر کی آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات کی طرف دیکھنے سے جو شخص چشم سر کو مجاہدے کے اندر شہوت سے بند رکھتا ہے، یقیناً وہ باطنی آنکھ سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

(مصنف) پس جو آدمی مجاہدہ میں بھید کی آنکھ کو شہوتوں سے بند کر لیتا ہے وہ ضرور خدا کو بھید کی آنکھ سے دیکھتا ہے: "فمن اکثر اخلص مجاهدة کان اصدق مشاهدة" پس باطن کا مشاہدہ ظاہری مشاہدہ کے نزدیک ہوتا ہے اور عبداللہ تستری کے بیٹے سہل نے کہا ہے: "ومن غضّ بصرهٗ عن اللّٰه طرف عین لا یهتد طول عمره" جو کوئی بینائی آنکھ کی جھپکنے کا مقدار خدا سے بند کر لیتا ہے وہ کبھی راستہ نہیں پاتا ہے کیونکہ غیر کی طرف توجہ کرنی غیر کی طرف لوٹنا ہے اور جس کو غیر پر چھوڑ دیا وہ ھلاک ہوا۔ پس اہل مشاہدہ کی عمر وہ ہوتی ہے جو مشاہدہ میں کہ عمر وہ ہوتی ہے جو مشاہدہ میں ہو اور معائنہ میں ہو یعنی دنیا میں اُس کو عمر میں شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کے نزدیک حقیقت میں موت ہوتی ہے جیسا کہ ابو یزید سے لوگوں نے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے جواب دیا کہ چار سال۔ لوگوں نے کہا یہ کیونکر ہوتا ہے کہا ستر سال ہوئے ہیں کہ میں دنیا کے حجاب میں ہوں۔ مگر چار سال ہوئے ہیں کہ میں اس کو دیکھتا ہوں اور حجاب کا زمانہ عمر میں نہیں ہوتا۔

....

((محشی))

حدیث 12 : ((**فمن اکثر اخلص مجاهدة کان اصدق مشاهدة**))

ترجمہ: جو کثرتِ اخلاص کے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے، وہ مشاہدے میں سب سے زیادہ صادق ہوتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 523)

حدیث 13 : ((**ومن غضّ بصرهٗ عن اللّٰه طرف عین .....الخ**))

ترجمہ: جو شخص ایک لمحہ کے لیے بھی حق تعالیٰ کی طرف سے آنکھیں بند رکھتا ہے تمام عمر وہ ہدایت نہیں پاتا۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 524)

(مصنف) اور دعا کے حال میں شیخ شبلی علیہ الرحمہ نے کہا ہے: "اللهم اخباء الجنة و النّارفی جنایا غیبك حتی نعبدك بغیر واسطةٍ" اے اللہ بہشت اور دوزخ کو اپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ کر اور ان کی یاد لوگوں کے دلوں سے بھلا دے تا کہ اُن کے لئے تیری پرستش نہ کریں۔ جب بہشت میں طبع کو نصیب نہ ہو آج کے دین یقین کے حکم کے موافق عابد اس غرض کے واسطے عبادت کرتا ہے اور جب دل کو محبت سے نصیب ہو تو غافل ضرور مشاہدہ سے محجوب ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی ہے کہ خدا کو میں نے نہیں دیکھا ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا ہے کہ خدا کو میں نے دیکھا ہے وے لوگ اس کے خلاف میں پڑ گئے اور جس نے اچھی طرح غور کیا اس نے مطلب کو سمجھ لیا جو یہ کہ میں نے اس کو دیکھا بھید کی آنکھ سے مراد دلی ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ہے ایک اہل باطن اور ایک اہل ظاہر سے ہر ایک سے اس کے زمانہ کے موافق سخن کہا پس جب بھید کی آنکھ سے دیکھا اگر ظاہری کی دانست نہ ہوتی تو نہ سہی کیا زبان ہے اور جنید نے کہا ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھے کہے کہ مجھ کو دیکھ تو میں کہوں گا کہ میں نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ آنکھ دوستی میں غیر اور بیگانہ ہوتی ہے اس لئے غیرت کی غیرت دیدار سے مجھے باز رکھے گی کیونکہ دنیا میں آنکھ کے واسطے کے سوا میں اس کو دیکھتا ہوں پس عاقبت میں کیا واسطہ کروں "والله الهادی" اور اللہ ہدایت کرنے والا ہے۔

....

((محشی))

قال شبلی : ((اللھم اخباء الجنة و النّار فی جنایا غیبک ....الخ))

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! جنت ودوزخ کو اپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ رکھ اوران کی یاد لوگوں کے دلوں سے فراموش کردے تا کہ ہم بغیر کسی واسطہ کے خالص تیری عبادت کرسکیں۔

(کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 524)

(مصنف) دوست کو اپنی آنکھوں سے دریغ کہتے ہیں کیونکہ آنکھ بیگانی ہوتی ہے لوگوں نے اُس پیر کو کہا کہ تو چاہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کو دیکھے، جواب دیا نہیں۔ پوچھا کس لئے۔ کہا جب موسیٰ علیہ السلام نے چاہا پر نہ دیکھا اور محمد ﷺ نے نہ چاہا اور دیکھا۔ پس ہمارا چاہنا خدائے تعالیٰ کے دیدار سے بہت بڑا حجاب ہے کیونکہ دوستی میں ارادہ کا وجود مخالفت ہے اور مخالفت حجاب ہوتا ہے اور جب ارادہ دنیا میں تمام ہوجائے تو مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور جب مشاہدہ نے قیام پایا تو دنیا عاقبت کی طرح ہوتی ہے اور عاقبت دنیا کی طرح، اور بایزید بسطامی نے کہا کہ "انّ اللہ عباد لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا والا خرة لا رتدّوا" خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر دنیا اور عاقبت میں آنکھ جھپکنے کے برابر اُس سے محجوب ہوں تو مرتد ہوجائیں خدائے تعالیٰ ہمیشہ ان کو مشاہدہ کی ہمیشگی سے پرورش کرتا ہے اور محبت کی حیاتی سے ان کو زندہ رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ جب مکاشفہ سے محجوب ہوتے ہیں تو ان کے رو کے جاتے ہیں۔

....

((محشی))

قال بسطامی: ((انّ اللہ عباد لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا ....الخ))

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر دنیا وآخرت میں وہ اللہ تعالیٰ سے ایک لمحہ کے لیے محجوب ہوجائیں تو وہ مرتد ہوجائیں۔ (کشف المحجوب، باب 8، صفحہ 526)

(مصنف) ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ ایک دن میں مصر میں جاتا تھا میں نے لڑکوں کو دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے پتھر پھینکتے تھے۔ میں نے کہا اس سے کیا چاہتے ہو۔ لڑکوں نے جواب دیا کہ یہ دیوانہ ہے میں نے پوچھا کون سی جنون کی علامت اس پر ظاہر ہے کہنے لگے یہ کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں۔ میں نے اس جوان سے پوچھا کہ اے جواں مرد یہ تو کہتا ہے یا لڑکے تجھے کہتے ہیں۔ جواب دیا کہ لڑکے یوں ہی نہیں کہتے بلکہ میں کہتا ہوں کیونکہ اگر

ایک لحظہ میں خدا کو نہ دیکھوں اور محجوب رہوں تو میں اس کی اطاعت نہیں رکھتا لیکن اس قصبہ کے لوگوں میں سے ایک قوم ہے کہ اس جگہ غلطی واقع ہوئی ہے گمان کرتے ہیں کہ دلوں کا دیکھنا اور اس کا مشاہدہ ایک صورت ہے جو ذکر یا فکر کی حالت میں وہم اس کو دل میں ثابت کرتا ہے اور یہ محض تشبیہ اور ظاہر گمراہی ہوتی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا اندازہ نہیں ہے تا کہ وہم سے دل میں اندازہ پکڑے۔ اور یا عقل اس کی کیفیت پر آگاہ ہو جو چیز موہوم ہوتی ہے وہ وہم کی جنس ہوتی ہے۔ اور جو چیز معقول ہوتی ہے وہ عقل کی جنس ہوتی ہے اور جو چیز خداوند تعالیٰ کے جنسوں کے مانند نہیں ہے اور لطیف اور کثیف چیزیں سب ایک دوسری کی جنسیں ہیں جو ایک دوسری کے لئے ان کی ضد کے مقام میں ہیں اس لیئے کہ توحید کی تحقیق میں جنس قدیم کے پہلو میں ضد ہے اور ضدیں محدث ہوتی ہیں اور حادثے ایک جنس میں "تعالی اللہ عن ذالك وعمّا یصفه الملاحدة علوّا کبیراً" بلند ہے خدائے تعالیٰ اس سے اور اس سے جو بے دینوں نے اس کی صفت کی ہے بہت ہی بلند، پس مشاہدہ دنیا میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسے عاقبت میں دیدار ہوتا ہے تو دنیا میں بھی مشاہدہ روا ہوتا ہے پس فرق ہوتا ہے اُس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے دیدار سے خبر دیتا ہے اور اس مخبر کے درمیان جو عاقبت کے مشاہدہ سے ہوں خبر دیتا ہے جو ان دونوں معنوں سے خبر دیتا ہے اور نہ دعوے سے یہ کہتا ہے کہ اس کا دیدار اور مشاہدہ روا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ مجھے دیدار ہوا ہے اور یا مشاہدہ ہے کیونکہ مشاہدہ بھید کی صفت ہوتی ہے اور خبر دیتی زبان کی عبارت۔ اور جب زبان کو بھید سے خبر ہوتا ہے عبارت کرے تو یہ مشاہدہ ہے نہیں ہوتا بلکہ دعویٰ ہوتا ہے کیونکہ اُس کی خبر ہو۔ تا کہ جس کی حقیقت عقلوں میں ثابت نہ ہو زبان اس سے کیونکر عبارت کرسکتی ہے جائز معنوں کے سوا "لانّ المشاھدة قصر اللّسان بحضور الجنان" کیونکہ مشاہدہ دل کا حاضر ہونا ہے مع عجز زبان کے پس ان معنوں میں نطق ہے اور سکوت کو بہت بڑا درجہ ہوتا ہے کیونکہ سکوت مشاہدہ کی علامت ہوتی ہے اور گویائی کسی چیز پر گواہی دینے کا نشان ہوتا ہے اور کسی چیز کے مشاہدہ اور کسی چیز پر نشان دینے میں بڑا فرق ہے اسی واسطے پیغمبر ﷺ نے قرب کے درجہ اور اعلیٰ محل میں جو حق تعالیٰ نے ان کو اس سے مخصوص کیا ہوا تھا فرمایا: "لا احصی ثناء علیك" میں تجھ پر تیری تعریف نہیں کرسکتا کیونکہ آپ مشاہدہ میں تھے اور مشاہدہ دوستی کے درجہ میں یگانگی ہوتی ہے اور یگانگی عبارت بیگانگی پھر کہا: "انت کما اثنیت علیٰ نفسك" تو وہ ہے کہ جس

نے اپنے پر ثنا کہی ہو۔ یعنی اس جگہ تیرا کہا ہوا اور میرا کہا ہوا ہوتا ہے اور تیری ثنا اور میری ثنا
زبان کو میں اس کے لائق نہیں رکھتا کیونکہ یہ میری حال سے عبارت کرتی ہے اور بیان کو میں
اس کا مستحق نہیں دیکھتا کہ وہ میرے حال کو ظاہر کرے ان معنوں میں ایک کہتا ہے۔

((محشی))

حدیث14: ((تعالی اللہ عن ذالک وعمّا یصفه الملاحدة ....الخ))

ترجمہ: دنیا میں مشاہدہ، آخرت میں دیدار کے مانند ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 526 تا 527)

حدیث15: ((لانّ المشاهدة قصر اللّسان بحضور الجنان .....الخ))

ترجمہ: مشاہدہ زبان کی عاجزی کے ساتھ قلوب کا حضور ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

حدیث16: ((لا احصی ثناء علیک))

ترجمہ: میں تیری ثناء کو محدود نہیں کر سکتا۔ (کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

حدیث17: ((انت کما اثنیت علیٰ نفسک))

ترجمہ: تو وہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے۔

(کشف المحجوب، باب8، صفحہ 527)

(مصنف) جسے میں دوست رکھتا تھا اس کی میں نے آرزو دگی کی۔ مگر جب میں نے اس کو
دیکھا تو میں مدہوش ہو گیا اور میں اپنی زبان یا کسی عضو پر مالک نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:
"والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا" اور جن لوگوں نے ہمارے راستہ میں محنت کی البتہ
ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دینگے اور نبی ﷺ نے کہا ہے: "المجاهد من جاهد نفسه فی اللّٰه"
کرنے والا وہ ہے جس نے خدا کے راستہ میں نفس سے جہاد کیا اور یہ بھی کہا ہے: "رجعنا من
الجهاده الاصغر الی الجهاد اه الاکبرا" یعنی لوٹے ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف،
لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا مجاہدۂ نفس۔ اور رسول اللہ ﷺ نے
نفس کے مجاہدہ کو جہاد پر بزرگ رکھا ہے کیونکہ اس کا رنج زیادہ ہوتا ہے وجہ یہ ہے نفس کا مجاہدہ

حرص اور ہوا کا دور کرنا ہے اور جہاد قہر کرنا۔ پس پہچان نفس کے مجاہدہ کا طریقہ واضح اور ظاہر
ہے، اور سب دینوں اور ملتوں کے لوگوں کے درمیان ستودہ ہے اور اس طریقت کے لوگوں
میں روایت سے مختص ہے اور ان کے خاص عام میں یہ عبارت مستعمل اور جاری ہے اور ان
معنوں میں مشائخوں کی بہت رمزیں اور بہت کلمے ہیں۔

((محشی))

حدیث18: ((والذین جاهد وانینا لنهد ینهم سبلنا))

ترجمہ: جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 321)

حدیث19: ((المجاهد من جاهد نفسه فی اللّٰه))

ترجمہ: مجاہد وہ ہے جس نے راہ خدا میں اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 321)

حدیث20: ((رجعنا من الجهاده الاصغر الی الجهاد الی الاکبرا))

ترجمہ: اب ہم چھوٹے جہاد یعنی غزوے سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 321)

(مصنف) سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ اس کے اصل میں زیادہ مبالغہ کرتے ہیں
اور مجاہدہ میں ان کی بہت دلیلیں ہیں اور ذکر کرتے ہیں کہ سہل نے اپنی یہ عادت کی تھی کہ
پندرہویں روز ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور تھوڑی غذا پر بڑی لمبی عمر پائی سب محقق مجاہدہ کو
ضروری سمجھتے ہیں اور مجاہدہ کو مشاہدہ کا سبب رکھتے ہیں ایسا ہی سہل نے مجاہدہ کو علت کہا ہے
اور طلب یعنی مجاہدہ یافت یعنی عرفان حق میں بہت ہو موثر بیان کیا ہے سہل دنیا کی زندگانی کو
جو طلب میں ہو عاقبت کی حیاتی پر جو مراد کے حصول میں ہو بزرگ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اس کا
پھل ہے جب تو دنیا میں خدمت کرے گا تو عاقبت میں قربت پائے گا بغیر خدمت وہ قربت
نہیں ہونی چاہئے کہ خدا سے پہنچنے کی علت بندہ کا مجاہدہ ہو جس کو خدا کی توفیق سے کرے: "
المشاهدة مواریث المجاهدات" یعنی مشاہدہ سے مجاہدہ کی میراث ہیں اور دوسرے

کہتے ہیں کہ خدا کے وصول کے واسطے علت نہیں ہوتی کیونکہ جو خدا کو پہنچتا ہے خدا کی بخشش سے
پہنچتا ہے اور بخشش کو فعل سے کیا کام ہے پس مجاہدہ نفس کی تہذیب کے لئے نہ قرب کی حقیقت
کے لئے کیونکہ مجاہدہ کا رجوع بندہ کی طرف ہوتا ہے اور مشاہدہ کا حوالہ خدا سے اور اس صورت
میں محال ہے کہ یہ اس کا سبب ہو یا اس آلہ اس قول میں سہل قرآن شریف کی آیت پیش کرتے
ہیں "والذین جاھدو فینا لنھد ینھم سبلنا" اور جن لوگوں نے ہمارے راستے میں محنت کی
البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلائیں گے اور جو مجاہدہ کرتا ہے وہ مشاہدہ پاتا ہے۔

((محشی))

حدیث 21: ((والذین جاھد وانینا لنھد ینھم سبلنا))

ترجمہ: جنھوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب 10، صفحہ 321)

(مصنف) اور تینوں کا وارد ہونا اور شریعت کا ثبوت اور کتابوں کا نازل ہونا اور تکلیف کے
احکام بھی سب مجاہدہ ہیں اگر مجاہدہ مشاہدہ کی علت نہ ہوتا تو ان سب کا حکم باطل ہو جاتا اور یہ
بھی ہے کہ دین اور عاقبت کے احوال کے سبب احکام۔ حکم وعلتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جو
حکم سے علتوں کی نفی کرتی ہے اس سے شرع ورسم سب اٹھ جاتے ہیں نہ اصل میں تکلیف کا
ثبوت درست ہوتا ہے نہ فرع میں۔ کھانا بھوک کے دفع کرنے کے واسطے اور کپڑے سردی
کے دور کرنے کے لئے علت ہوتا ہے اور علتوں کی نفی کل معنوں میں کی تعطیل ہوتی ہے۔ پس
فعلوں میں سببوں کا دیکھنا توحید ہے اور اس کا دور کرنا تعطیل اور اس کے لئے مشاہدہ میں
دلیلیں ہیں اور اس کا انکار مشاہدہ کا انکار ہوتا ہے اور ظاہر مکابرہ اپنی بزرگی جتانے کے لئے
بحث کرنا ہے اور نہیں دیکھتا کہ سرکش گھوڑے کو ریاضت کے ذریعہ چارپائے کی صفت سے آدمی
کی صفت میں لے آتے ہیں اور چارپائے کی صفتیں اس میں بدل دیتے ہیں کیونکہ کوڑا زمین
سے اٹھاتا ہے اور اپنے مالک کو دیتا ہے اور گیند ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے اور ایسا ہی اور بھی۔ اور
ایک بے عقلی عجمی لڑکے کو ریاضت سے عربی زبان سکھاتے ہیں اور اس کی طبعی گویائی کو بدل
دیتے ہیں اور پھر وحشی کو ریاضت سے اس درجہ پر پہنچا دیتے ہیں کہ جب اس کو چھوڑ دیں تو چلا

جاتا ہے اور جب اس کو بلائیں تو آجاتا ہے اور رنج اور قید آزادی اور چھوڑ دینے سے اس کو
زیادہ دوست ہوتا ہے اور پلید کتے کو مجاہدہ سے اس درجہ میں پہنچاتے ہیں کہ اس کا مارا ہوا
حلال ہوتا ہے اور بے مجاہدہ اور ریاضت نہ پائے ہوئے آدمی کا مارا ہوا حرام وغیرہ وغیرہ پس
شرع اور رسم کا مدار مجاہدہ پر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے باوجود حصول قرب اور مقصود پا لینے اور
عاقبت میں امن دئے جانے اور عصمت کی تحقیق ہو جانے کے پھر بھی دنوں کی عبادت اور
راتوں کی بیداری میں اس قدر سخت اور مجاہدہ کئے ہیں کہ یہ حکم آیا کہ اے محمد ﷺ "ما انزلنا
علیك القران لتشقی" نہیں بھیجا ہم نے قرآن تجھ پر اس لئے کہ تو اپنے کو ہلاک کرے۔

((محشی))

قولہ تعالیٰ: ﴿ طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی ﴾

ترجمہ: (پارہ: سورۃ، آیت نمبر:)

(مصنف) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ
نے مسجد کی عمارت کے وقت اینٹیں کھینچ رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس میں آپ کو تکلیف
پہنچتی ہے آپ سے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ اینٹیں مجھے دیجئے تا کہ آپ کی جگہ میں یہ
کام کروں آپ نے کہا اے ابوہریرہ "خذ غیر ھافانہ لا عیش الا عیش الا خرۃ" تو اور
اینٹیں اٹھا کیونکہ عیش کا مقام آخرت ہے اور یہ رنج اور مشقت کا مقام ہے اور حیان بن خارجہ
روایت کرتا ہے کہ میں نے عمر کے بیٹے عبداللہ سے پوچھا کہ آپ اعزہ کے بارہ میں کیا فرماتے
ہیں جواب دیا: "ابدأ بنفسك فجاھدھا وابدأ بنفسك فاغزھا فانّك ان قتلت مارّا بعثك
اللہ مرائیاً وان قتلت صابراً محتسباً بعثلك اللہ صابراً محتسباً" تو اپنے نفس سے جہاد
کر اور اپنے نفسوں سے جہاد کر پس اگر تو اسے قتل کرے گا یعنی مغلوب بنالے گا تو قیامت کے دن
اللہ تجھے صابر اور محتسب اٹھائے گا پس جس قدر عبادت کی ترکیب اور تالیف کو معنی بیان
کرنے کی حق میں اثر ہے اس قدر مجاہدہ کی ترکیب اور تالیف کو معنوں کے اصول میں اثر ہے
جیسا کہ بیان عبادت اور عبارت کی تالیف کے سوا درست نہیں ویسا ہی اصول مجاہدہ اور اس کی
ترکیب کے بغیر درست نہیں اور جو اس کے سوا دعویٰ کرتا ہے وہ خطا کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ جہاں
اور اس کے حدوث کا ثبوت اس کے پیدا کرنے والے کی معرفت کی دلیل ہے اور نفس کی

معرفت اس کا مجاہدہ معرفت خدا کے وصل کی اور ایک دوسرے گروہ کی یہ حجت ہے کہ یہ آیت تفسیر میں مقدم وموخر ہے جیسا کہ "والذین جاھد وا فینا النھد ینھم سبلنا: ای والذین ھدیناھم سبلنا جاھدوا فینا" اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں محنت کی البتہ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیں گے یا جن کو ہم نے اپنی راہ دکھلائی اس راہ میں انہوں نے کوشش کی۔

((محشی))

حدیث22 : ((خذ غیر ھافانہ لا عیش الا عیش الا خرۃ))

ترجمہ: تم اور کام کرو کیونکہ حقیقی عیش تو آخرت کا ہی عیش ہے۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 324)

حدیث23: ((ا...أنفسک فجاھدھا وابدأء بنفسک فاغزھا ...الخ))

ترجمہ: پہلے اپنے نفس سے جہاد کی ابتداء کرو اور اس کے ساتھ جنگ شروع کرو اب اگر تم بھاگتے ہوئے مارے گئے تو اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں میں تمہیں اٹھائے گا اور اگر تم ریا کاری میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ریا کاروں میں اٹھائے گا اور اگر حصول اجر وثواب کے لیے صبرو تحمل میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں صابرین اور شاکرین میں اٹھائے گا۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 325)

حدیث24: ((والذین جاھد وانینا لنھد ینھم سبلنا))

ترجمہ: جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا یقیناً ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 321)

(مصنف) اور رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے کوئی تم میں سے اپنے عمل سے نہیں چھوڑے گا لوگوں نے کہا اے رسول اللہ کے آپ بھی خلاصی نہیں پاسکتے ہیں فرمایا اس کے سوا میں بھی چھوٹوں گا کہ خدا تعالیٰ مجھ پر رحمت کرے پس مجاہدہ بندہ کا فعل ہوتا ہے اور محال ہے کہ بندہ بندے کی نجات کا سبب ہو۔ پس بندہ کی خلاصی اور نجات خدا کے ارادہ کے متعلق ہے اور نہ مجاہدہ کے کیونکہ خداوند بزرگ وبلند نے کہا ہے: "فمن یرد اللہ ان یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام ومن یرد ان یضلّہٗ یجعل صدرہٗ ضیقاً حرجاً " پس جس کے لئے اللہ یہ ادارہ کرتا ہے کہ اس کو ہدایت کرے اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیتا ہے اور جس کے لئے یہ ارادہ کرتا

ہے کہ اس کو گمراہ کرے اس کا سینہ تنگ اور بند کر دیتا ہے اور یہ بھی کہا ہے: "تو تی الملک من تشاء وتنزع الملک ممّن تشاء" جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے اپنے ارادہ کے ثبوت سب آدمیوں کے تکلف کی نفی کر دی اور اگر مجاہدہ وصول کی علت ہوتا تو شیطان مردود نہ ہوتا اور اگر مجاہدہ کی ترک خدا سے رو ہونے کی علت ہوتی تو آدم علیہ السلام کبھی مقبول اور مصفانہ ہوتے پس کام عنایت کی سبقت چاہتا ہے اور نہ مجاہدہ کی کثرت۔ ایسا نہیں ہے کہ جو زیادہ مجاہدہ ہو زیادہ امن میں ہو بلکہ جس پر زیادہ عنایت ہوتی ہے وہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے۔ ایک شخص حجرے میں طاقت کرنے والا خدا سے دور ہوتا ہے۔ اور ایک شخص شرانجام میں گنہگار خدا کے نزدیک ہوتا ہے اور سب معنوں زیادہ شریف معنی ایمان ہے جولڑکا مکلف نہیں ہے اس کا حکم ایمان کا ہوتا ہے اور مجنوں کا بھی ایسا ہی ہوتا ہے اے طالب ان مطلبوں کی معنی کو خوف طوالت سے مختصر کر کے آگاہ کیا ختم ہے۔

((محشی))

حدیث25: ((فمن یرد اللہ ان یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام و ...الخ))

ترجمہ: جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہدایت پائے تو اللہ تعالیٰ اسلام کے لیے اس کا سینہ کھول دیتا ہے، اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہو کہ وہ گمراہ رہے تو وہ اس کے سینہ کو بہت زیادہ تنگ کر دیتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 326)

حدیث26: ((تو تی الملک من تشاء وتنزع الملک ممّن تشاء))

ترجمہ: جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لیتا ہے۔

(کشف المحجوب، باب10، صفحہ 326)

عبادت اور مراقبہ میں فرق:

مراقبہ اور عبادت میں فرق پر بات کرنے سے پہلے یہ بات قابل توجہ ہے کہ عبادت سے مراد کس مذہب۔ سے ہے؟ اگر یہاں مراقبہ سے مراد تمام مذاہب سے ہے تو پھر اس موضوع پر الگ الگ ہر مذہب کی عبادت سے مراقبے کا موازنہ لازم آتا ہے۔ لیکن پھر ایسی صورت میں اسے عبادت اور مراقبہ میں فرق کے بجائے عبادت اور تعلق میں فرق کہنا زیادہ

موزوں ہوگا اور اس کی منطقی وجہ یہ ہے کہ مراقبہ اپنی اصل میں اسلامی پس منظر رکھتا ہے اور مراقبہ اور عبادت میں فرق کی عبارت استعمال کی جائے تو اس سے ذہن میں مراقبہ اور نماز کا فرق ہی آتا ہے جبکہ meditation چونکہ ہر مذہب میں استعمال ہونے والا ایک تصور ہے (گو اس کے ہر زبان میں الگ الگ نام ہیں) اور عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں اس کے لئے مراقبے کے ساتھ ساتھ تعمّق کا لفظ لغات میں آتا ہے، لغات میں مراقبے کو استبصار بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ اپنے معنوں میں سے زیادہ قریب ہے۔ عبادات میں اللہ سے بات کی جاتی ہے اور اپنا رابطہ ازل سے جوڑا جاتا ہے مگر مراقبہ میں اپنے باطن کی اتھاہ گہرائیوں میں جا کر اپنے اللہ کو سنا جاتا ہے اور کائنات کی حقیقت سے نا صرف سنا شاہوا جاتا ہے بلکہ مشاہدہ قدرت بھی کیا جاتا ہے۔ مراقبہ کا نصب العین (مقصد) صرف اور صرف آپ کے جسم، جذبات، اور ذہن کو یکجا کرنا ہے اور اس اعلیٰ درجے کی یکسوئی کا مقصد صرف اپنے باطن میں موجزن آگہی کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہونا ہے یہیں سے کشف و وجدان کے دھارے پھوٹتے ہیں۔ اسطرح ایک انسان کا رابطہ کائنات کی اصل سے جڑ جاتا ہے اور علم و عرفان کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور انسان پستی کے گرداب سے نکل کر ہستی کے نئے میدان میں آجاتا ہے جہاں ہر طرف بہار ہی بہار ہے۔ بہار بھی ایسی کہ خزاں نہیں ہوتی اور سوچ انسانی آسمان کی بلندی کو چھوتی ہے اور لذت بھی ایسی. کہ جیسے روح ستاروں کے درمیاں گزرے یہی زندگی کا موسم بہار ہے جسکے آجانے کے بعد ہر طرف کامیابیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور انسانی سوچ کا سفر ایک نئی سمت گامزن ہو جاتا ہے۔ جسکے سامنے ایک وسیع و اریض میدان عمل ہے اور یہاں کی سلطنت میں صرف آج کی حکمرانی جبکہ گذشتہ کل کی کسی تلخی کا دکھ نہیں اور آنے والے کل کی خوشیوں کا دور دورہ ہے۔ یہاں لذت و سرور کا وہ سماں ہے جو کہ دنیا کے کسی نشے میں نہیں۔ اور خواب حقیقت کے روپ میں بدل جاتے ہیں جبکہ زندگی سوچوں کی تنگ و تاریک گلیوں میں دھکے کھانے کے بجائے روشن اور وسیع میدانوں میں سفر کرتی ہے۔ اب اسکا سفر کوئی سڑاند والا جوہڑ نہیں کہ جس میں وہ غوطے کھائے بلکہ ایک بحر بیکراں جسکے سفینے صرف کامیابی، خشحالی اور سکون کی منزل تک لے جاتے ہیں۔

نفس، میں (مثلاً Ego, Self) اور مراقبہ:

درحقیقت آپ صرف ایک احساس خودی ہیں اور یہ حس آگاہی ہے نہ کے آپکا ذہن، جسم یا پھر خیالات بلکہ اس مکمل شعوریت (خودآگاہی) ہیں جو کہ محسوس کرتی ہے۔ اور شاہد بنی ہوئی ہیں کہ آپ زندگی میں کیا رول ادا کر رہے ہیں۔ یہ احساس خودی اپنی خاصیت کے اعتبار سے انتہائی پرسکون، ٹھہراؤ والا، ازسرنو زندگی بخشنے والا ہے۔ مراقبہ ایک خودی کو اپنے اندر جاننے کا عمل ہے۔ اس موقع پہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک فرد یہ کس طرح جان سکتا ہے کہ اس کے اندر خودی موجود ہے جو ان تمام واقعات و حالات کا مشاہدہ کر رہی ہے جو ہمارا ذہن یا جسم اس زندگی میں کر رہا ہے۔ یہ بات یہاں تک واضح ہوگئی کہ مراقبہ ایک ایسا عمل ہے۔ جو ہمیں اپنے اندر موجود خودی سے ملانے کا ذریعہ بنتا ہے اور یہ خودی اپنی خاصیت کے اعتبار سے انتہائی پرسکون، ٹھہراؤ والی اور ازسرنو زندگی بخشنے والی ہے۔ لہٰذا ہم چاہیں گئے کہ مراقبہ کو سمجھنے کیلئے ہم سب سے پہلے اپنے اندر موجود خودی کو جانیں۔ آپ اس خودی کو اور بھی نام دے سکتے ہیں۔ مثلاً: نفس، میں (مثلاً Ego, Self) وغیرہ آیئے اب ایک چھوٹا سا تجربہ کرتے ہیں جو انتہائی دلچسپی کا حامل ہے اور آپ کے لئے اس (میں) سے شناسائی کا ذریعہ بنے گا۔

میں (Self) کا انسانی وجود سے تعلق:

آپ اپنی آنکھیں بند کر کے کوئی ایک لفظ، کسی کا نام یا اللہ کا نام 25 مرتبہ اپنے ذہن میں دہرائیں مگر گنتی دل ہی دل میں ہونی چاہیے مگر گنتی کرتے ہوئے ذہن میں کوئی اور خیال نہیں آنا چاہیئے اور اگر گنتی میں کوئی غلطی ہو تو دوبارہ سے گنتی شروع کر دیجئے۔ مگر گنتی ذہن میں ہی رہے نا کہ ہاتھوں یا انگلیوں پہ" اس تجربہ کے کرنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ آپ کامیابی کے ساتھ 25 مرتبہ ایک لفظ اپنے ذہن میں گنتے رہے ہونگے اور خیال بھی ذہن میں آتا ہوگا۔ یا ہو سکتا ہے کہ چند خیالات ذہن سے گزرے ہوں۔ یا پھر پہلی کوشش ناکام ہوگئی ہو اور کئی مرتبہ اس تجربہ کو کرنا پڑا ہو تو پھر جا کر 25 مرتبہ کی گنتی پوری ہوئی ہو یا پھر خیالات بھی آ رہے ہوں اور گنتی بھی جاری رہی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کامیابی کے ساتھ یہ تجربہ نہ کر پائے ہوں کہ آپ 25 مرتبہ کوئی ایک لفظ دہرائیں اور کوئی خیال بھی ذہن میں نہ آئے۔

مراقبہ اور ذات (Self) سے شناسائی:

معاملہ کچھ بھی، تجربہ کچھ بھی ہو، بات حقیقت ہے کہ آپ اپنے اندرونی خودی کے وجود کا انکار نہ کر پائیں گے۔ کیونکہ جب آپکا ذہن گنتی میں مصروف تھا تو وہ کون تھا جو مشاہدہ کر رہا تھا کہ ذہن سے خیالات گزر رہے ہیں؟ وہ کون تھا جو ایک ہی وقت میں مشاہدہ کر رہا تھا کہ ذہن میں خیالات بھی آ رہے ہیں اور گنتی بھی ہو رہی ہے؟ کیونکہ آپ کا ذہن تو یقیناً گنتی میں مصروف تھا۔ یقیناً آپ کہیں گے کہ وہ میں تھا جو دیکھ رہا تھا کہ کوئی خیال ذہن میں آ رہا ہے اور گنتی بھی صحیح ہو رہی ہے۔ وہ کون تھا جو مشاہدہ کر رہا تھا؟ آپ کا جسم یا پھر آپ کا ذہن؟ یا پھر آپ خود؟ اگر آپ یہ سارا عمل دیکھ رہے تھے تو آپ کو اپنے ذہن اور جسم سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ جی ہاں! دراصل یہ حس آگاہی ہی تو خودی (I-Self) ہے جو آپکو اپنے خیالات تصورات سے آگاہ کرتی اور صرف اور صرف خودی (me-Self) ہی ہے جو آپکو بتلاتی ہے کہ آپکے اندر اور باہر کیا ہو رہا ہے؟ کہاں ہو رہا ہے؟ و دیگر سے آگاہی کا سبب بنتی۔ اس جاننے والے کو جاننے کا عمل ہی مراقبہ ہے۔ مراقبہ دراصل اپنی ذات سے شناسائی کا عمل ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت اکتوبر 2008ء، آزاد دائرہ المعارف، وکی پیڈیا، 5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) مجلس پنجم اس کے پڑھنے والے اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطر فرما بحق محمد و آل محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین تا کہ صادقوں کی عاقبت بخر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر حود خانوادہ بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین۔ الفاتحہ الیٰ روح حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم وبروح پرفتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب پہنچاوے برحق:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ اجمعین

برحمتك یا ارحم الراحمین

مجلس چھٹی : 6

دربیان حل مسئلہ

(مصنف) ایک مرید نے اپنے پیر سے سوال کیا کہ ہمہ اوست۔ ترجمہ اگر سب وہی ہے تو میں بھی وہی ہوں تو وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور میں جو چاہتا ہوں وہ کیوں نہیں کرتا ہے۔ اور جو شخص قید میں پڑ جاتا ہے پھر کیوں نہیں نکل سکتا یہ کیا سبب ہے اس کے جواب میں مرشد نے مرید کو واسطے شغل کے حکم دیا اس سے معلوم ہو جائے گا اور کچھ نشان بتلا نہ سکے۔ اور کہا مرید نے یقینی برکت شغل فرمائے ہوئے مرشد سے بعد ازاں صادقی اور محنت بہت اٹھانے کے مقصد حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ مدعا ہے کہ اس وقت شان مل جاوے تو سمجھ لے کہ قولہ تعالیٰ: "ان اللہ علی کلی شئی محیط" جس طرح کہ یہ آدمی تمام اعضا اپنے پر تدبیر محیط ہے اور مقامات بدن کے اوپر لکھ آئے مغز۔ سر و دل و ناف اور تینوں دل میں ایک ہوئے ہیں اور جو کچھ قدرت الٰہی میں ہے وہ سب انسان میں ہے بلکہ وہ کل ہے اور یہ اس کا جز ہے پھر جو کچھ قوت اور ناتوانی ذات آدمی ہے وہ اس کے بازو میں نہیں ہے اور جس قدر بازو میں ہے موافق اس کے ہاتھ میں نہیں ہے اور جو ہاتھ میں ہے وہ انگلی میں نہیں ہے اگرچہ انگلی بھی تیری ہی ہے۔ اگر انگلی پتھر کے نیچے آ جاوے آپ سے نہیں نکل سکتی جب تک کہ تمام بدن کا تیرے بوجھ اس پر نہ ہو اور دوسرا ہاتھ اس کی مدد کو نہ پہنچے کہ اس پتھر کو اٹھا کر انگلی کو اس کے نیچے نکالے اسی طرح جب اللہ تعالیٰ احوال اپنے بندہ پر توجہ کرتا ہے اور بندہ خاص اس کی مدد کو بھیجتا ہے تب وہ اسے ان قیود ظاہری سے خلاص کرتا ہے۔ اسی طرح پر مقدمہ خواہش وتمنا و آرزو ہے۔
حکایت: ایک مرشد اپنے مرید کو واسطے سیر ملکوں کے بھیجا تھا کہ جس جگہ تو پہنچے وہاں مشائخوں و فقیروں سے بھی یہ سوال کر کہ ہمہ اوست۔ اور موافق آیت اور حدیث مطابق قول بزرگوں کے ثابت ہے پس اے طالب بندگی کرنی چاہئے اور دوزخ کس کے واسطے پیدا کیا اور بہشت کی وجہ کیا ہے۔ وہ مرید اندھا جہاں تک اور جس طرف جا سکا گیا اور پھر کر اپنے پیر کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں نے کہیں کسی کا کچھ نشان نہ پایا۔ حضرت سید امان اللہ وثاقی رضی اللہ عنہ

سے ملاقی ہوا اور یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے اس کو نشان دیا کہ اے طالب مولیٰ بھی یہی پہلے
جان جیسا کہ انسان اپنے تن میں سوائے اپنے نہیں ہے اور سب دن ہاتھ سر آنکھ اور منہ وغیرہ سب
اس کے حکم میں رہتے ہیں اسی طرح انسان کو چاہئے کہ حکم بندگی اپنے خدائے پاک کی میں رہے
اور ایسا نہ کرے جیسا کہ لڑکوں کے اعضا ان کے حکم میں نہیں رہتے ہیں بلکہ لڑکا کس طرف کو چلتا
ہے ہاتھ ہو یا پاؤں اس کا آگ میں گر پڑتا ہے اور آگ ان کی نگاہ میں اچھی معلوم ہوتی ہے
اور وہ جل جاتے ہیں، اسی طرح کے کام جو خلاف شرع ہیں مانند آگ کے ہیں۔ اے طالب
نادان و کوتاہ اندیش سمجھ والوں کے دیکھنے میں اچھی طرح دکھائی دیتی ہیں اور وہ نظروں میں خوش
رہیں لیکن جس کسی نے کہ اپنے تئیں اُس آگ میں ڈالا وہ جل جاوے گا اور خدائے تعالیٰ کو کچھ پروانہ
ہوگی کیونکہ اس کی خودمختاری کا مشابہ تھا اے طالب باہوش ہو جاؤ اور دیکھو زمین کے حالات پر کہ
کس قدر آدمی اس میں تنور اور چولھے اور بھٹیاں وغیرہ بناتے ہیں اور زمین کو جلاتے ہیں اور کنوئیں
کھدوا کر باؤلیاں بناتے ہیں لیکن زمین کو کچھ اس کی پروا نہیں ہے۔ جس قدر زمین پر چولھے ہوں اسی
قدر جل جاتی ہے اگرچہ بدلا گناہوں کا اس میں ہوتا ہے اور جو کہ مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں
وہ شامت اسی کی ہوتی ہے لیکن عوام کو آرزو ہوتی ہے اس سبب سے ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے بلکہ
جاننے والا بوجھتا ہے اور خاص نزدیکان خدا کو اسی گھڑی اور اسی وقت معلوم ہوتا ہے اور بہت لوگ
ایسے ہوں گے کہ جن کی عمر نے وفا نہ کی ہوگی اور تلافی گناہوں کی ان سے نہ ہوئی ہوں گی دنیائے
فانی سے چلے گئے اور چلے ہی جاویں گے افسوس صد ہزار افسوس یہ لوگ دنیا کی غیر صلاحیت و
پرہیزگاری ہے دولت و قابلیت پر منحصر نہیں ہے اسی سبب سے خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو نظرِ رحمت
سے دیکھتا ہے اور رسول مقبول ﷺ اور بزرگان دین دوست رکھتے ہیں یعنی صلاحیت واقعی سے ہے
اور اسی کی برکت سے اس دنیا میں آنکھوں میں سب لوگوں کے پیارا اور بزرگی پانے والا وہی
مقرب ہوتا ہے جس وقت اس دنیا سے جاوے گا وہاں سے عزت پائے گا یعنی عقبیٰ میں آبرو
ملے گی شاد رہے گا اور نہیں تو جس وقت شامت گناہوں کی پہنچے گی خرابی و پشیمانی میں پڑے گا اسی
مد پر بزرگان دین نے کہا ہے اے طالب خیال میں رکھ لے کہ وقت یہی ہے۔

....

((محشی))

وحدت الوجود:

وحدت الوجود ایک صوفیانہ عقیدہ ہے جس کی رو سے جو کچھ اس دنیا میں نظر آتا ہے وہ خالق حقیقی کی ہی مختلف شکلیں ہیں اور خالق حقیقی کے وجود کا ایک حصہ ہے۔ اس عقیدے کا اسلام کی اساس سے بنیادی تعلق ہے، قران وحدیث میں مختلف مقامات پر اس عقیدے کی وضاحت موجود ہے، مگر صوفیاء کرام نے اس عقیدہ کی وضاحت زیادہ فرمائی ہے، اب ہم اس عقیدے سے متعلق دیگر مکاتب فکر کے مثبت و منفی مؤقفات قلم بند کر دیتے ہیں۔

اقبال کیلانی لکھتے ہیں: بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان عبادت و ریاضت کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ نظر آنے لگتا ہے یا وہ ہر چیز کو اللہ کی ذات کا جز سمجھنے لگتا ہے اس عقیدے کو وحدت الوجود کہا جاتا ہے۔ عبادت اور ریاضت میں ترقی کرنے کے بعد انسان اللہ کی ہستی میں مدغم ہو جاتی ہے، اور وہ دونوں (خدا اور انسان) ایک ہو جاتے ہیں، اس عقیدے کو وحدت الشھود یا فنا فی اللہ کہا جاتا ہے، عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی سے انسان کا آئینہ دل اس قدر لطیف اور صاف ہو جاتا ہے کہ اللہ کی ذات خود اس انسان میں داخل ہو جاتی ہے جسے حلول کہا جاتا ہے۔ ان تینوں اصطلاحات کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا، ہندو مت کے عقیدہ اوتار بدھ مت کے عقیدہ نرواں اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔

(کتاب التوحید، ص:70، 71، مطبوعہ: حدیث پبلیکیشنز، 2 شیش محل روڈ لاہور)

شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق لکھتے ہیں: اللہ کے بارے میں اہل تصوف کے مختلف عقیدے ہیں، ایک عقیدہ حلول کا ہے، یعنی اللہ اپنی کسی مخلوق میں اتر آتا ہے، یہ حلاج صوفی کا عقیدہ تھا، ایک عقیدہ وحدت الوجود کا ہے یعنی خالق مخلوق جدا نہیں، یہ عقیدہ تیسری صدی سے لے کر

موجودہ زمانہ تک رائج رہا، اور آخر میں اسی پر تمام اہل تصوف کا اتفاق ہوگیا ہے۔ اس عقیدے کے چوٹی کے حضرات میں ابن عربی، ابن سبعین، تلمسانی، عبدالکریم جیلی، عبدالغنی نابلسی ہیں۔

(اہل تصوف کی کارستانیاں، ص: 27، مطبوعہ: مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان)

ابن تیمیہ کا نظریہ:

ابن تیمیہ وحدت الوجود کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کا استدلال یہ تھا کہ یہ نت نئی چیزیں ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے دور میں نہ تھیں۔ لہٰذا پیروان ابن عربی کے متعلق ایک جگہ پر فرمایا۔ ان لوگوں کے عقائد اس بنیاد پر قائم ہیں کہ تمام مخلوقات عالم جن میں شیطان، کافر، فاسق، کتا، سور وغیرہ خدا کا عین ہیں۔ یہ سب چیزیں مخلوق ہونے کے باوجود ذات خداوندی سے متحد ہیں اور یہ کثرت جو نظر آ رہی ہے فریب نظر ہے۔

(حقیقت مذہب الاتحادین، ص160)

دیوبندی نقطہ نظر:

دیوبندی عالم دین علامہ انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب فیض الباری میں لکھتے ہیں: (کنت سمعہ الذی) کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کہ کان، آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے حق الفاظ سے عدول کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قول (کنت سمعہ الذی) میں کنت صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی، اور اس میں صرا اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو صوفیائے کرام فنائی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

حدیث مذکور (کنت سمعہ) میں وحدۃ الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے اور ہمارے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانے تک اس مسئلہ وحدۃ الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے۔ میں اس کا قائل تو ہوں لیکن متشدد نہیں ہوں

(فیض الباری جلد 4، ص:428)

نقطہ نظر اہلسنت:

علامہ سید احمد سعید کاظمی اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

تشریح: قبلہ حضرت یار صاحب کا یہ شعر اور اس جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتب میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی ما بہ الموجودیت حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔ مولانا یار کے شعر کا مضمون شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے کلام میں ہے: تم محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے تم سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو، وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے، مگر حقیقتاً آب نہیں ہے، بلکہ سراب ہے، جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد ﷺ کو نہ پاؤ گے بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے، اور رویت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔

(فتوحات مکیہ جلد 2، ص 127، آزاد دائرہ المعارف، وکی پیڈیا (5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) حکایت: ایک دہریہ مذہب والے سے اتفاق ہوا اور سب باتوں سے قائل ہو کر آخر کو یہ سوال کیا ہمہ اوست۔ یعنی سب وہی ہے تو کیفیت ایک آدمی کی دوسرے آدمی پر کیوں چھپی رہتی ہے کہا۔ اس کا جواب اس طرح دیا گیا کہ تیرے بدن میں سوائے تیرے دوسرا نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں درد یا انگلی میں درد ہو جاوے اور وہ کوئی کام نہ کر سکے و تجھ کو اس کا حال معلوم ہو جاتا ہے تیرے داہنے ہاتھ کو کیوں اس کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی اور وہ ہاتھ کام کرنے سے کیوں بیکار نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح احوال بندہ کا خداوند تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے اور دوسرے آدمی کو نہیں معلوم ہوتا تب وہ دہریہ قائل ہو گیا اور کہا کہ خدا ایک ہے اور رسول ﷺ اس کا برحق جان کر ایمان لایا توفیق الی اللہ تعالیٰ۔ یہ نکتہ اس واسطے کہا گیا چونکہ بہت سے آدمی ایسے کم سمجھ خوف دوزخ سے نڈر ہو کر سوائے خدا کے دوسرا نہیں ہے اور میں نے بھی یہ نکتہ جان لیا اور وصل حاصل کر لیا کہ میں بھی دوسرا نہیں ہوں۔ سوائے خدائے عز وجل کے ایسی سمجھ سے غضب الٰہی سے نڈر ہو کر گناہوں پر کمر باندھتے ہیں اس واسطے یہ دعاگو فقیر حقیر عاجزی اور منت رکھتا ہے کہ جس کسی صاحب نصیب آور صادق کے ہاتھ یہ کتاب مجلس ہفدہم یعنی سترہویں شریف پہنچے بعد ازاں اس کا مطالعہ باہم مشق رکھے اور خادم الفقرا کو شرق سے غرب تک اور جنوب سے تا شمال اہل خاندان کے لئے منکشف اسرار باطنی کے لئے ایجاد

ہے اور یہ تصوف کا رمز ہے اور جو شخص اپنے پاس رکھے یا اور صادقوں کے پاس پہنچے تو صاحبین صادق کو اس میں بڑا احسان اور اجر عظیم پاوے گا اور نہایت درجہ سلوک یعنی دینداری ہے کس واسطے کہ شاید کسی اہل دول یا اگر حاکم حکومت بے انصاف پر کمر باندھا ہو انصاف سے ہاتھ اٹھالیا ہوئے اس سترہویں شریف کو پڑھے یا سنے کوتاہ اندیشی دور ہووے اس کی عمل آوری کے سبب سے آرام خلق خدا کو پہنچ جاوے اور حاکموں پر بھی فرض ہوگا وہ بھی اپنے خلیفوں اور نائبوں کے پاس پہنچاوے کیونکہ وبال ازار کا اندبال ہو جاوے خلق کا اور اس کے بھیجنے والے پر ثواب عظیم جس کی نیابت کرتا ہے پہنچتا ہے پس چاہئے کہ خود بری ذمہ ہوتا ہے یعنی معبود کی عبودیت اور خوشنودی حضرت محمد مصطفیٰ رسولِ خدا ﷺ کی کرے اور مجلس سوم میں دو مقدمے لکھے گئے ہیں اس کو بھی جان گئے ہوں گے اور اگر کوئی شخص غریب صادق کو ایسا عقدہ مشکل درپیش ہو یعنی اس بیان سے بے بہرہ ہوئے اس مجلس میں بیٹھے ہوئے اور مودب ہو کر بیان کو سننے اس سے وہ بھی نشان حاصل کرے اور اوروں کی طرح بندگی و عبادت خدا سے باز رہ کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کرے جیسا کہ ہمہ اوست دونوں جہان میں ہے اور رنج اور راحت دونوں جہان میں ہے۔ اے طالب سمجھ کہ اگلے زمانے کے بزرگوں نے ایسی محنتیں کس واسطے کئے ہیں اور اس قدر خون جگر کیوں کھایا ہے وہ بڑے عاقل و فاضل درجہ سلوک کو پہنچ کر جاننے والے غیب کے تھے اسی کو سمجھنا چاہئے اور کمر کار نیک پر باندھنی چاہئے اگر چہ وسیلہ بہت بزرگتر ہے اس والی کی شفاعت ہے سے ہم گناہگاروں کی گردن سے طوق گناہوں کا نکلے گا۔ لیکن ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ جس میں رضا مندی ان کی ہو بتوفیق اللہ تعالیٰ کوشش کریں تا کہ روز قیامت میں آنحضرت ﷺ سے شرمندگی نہ اٹھانا پڑے اور راہ حاصل ہونے کی یہ توفیق اللہ رفیق ہووے اگر کوئی چاہے اس نکتہ سے مطلب حاصل ہو جاوے اس تلاوت مفصل و مختصر کو یاد کر کہ اسی راہ سے کچھ اس میں پردہ نہیں رہا۔ خطرہ غیر سے باز رہے اور رنج درد آدمیوں کا اپنے اوپر اٹھالے اور آرام لوگوں کا اپنے اوپر مقدم سمجھے اور سب کو اپنے میں دیکھے اور سب میں اپنے کو جانے کہ فضل خدا سے ظاہر و باطن یکساں ہو جاوے اور بدون مرشد کے مقام اعلیٰ حاصل ہو۔ اور اگر تجھ سے ہو سکے دم کو قید کر کے ناف سے اللہ سمیع اور دل پر اللہ بصیر اور مغز میں اللہ علیم کہے اور

پھر سر سے سانس کو اس کلمہ کو کہتا ہوا ناف میں لاوے اور اسی طرح ناف سے مغز تک سانس کو کھینچے اور اتارے ان تینوں مقامات سے بھی کشود کار ہوگا اور اس کو سہ پایہ کہتے ہیں لیکن اس شغل کو مرشد درکار ہے کیونکہ اس راہ میں دشوار تر کانٹے و کھڈے بہت سے راہ مارنے والے زبردست اس تن کے پیروکار ہیں اے طالب صدق سے پار ہو جا اور کئی عمل ایسے راز کے ہیں جیسے کہ سینہ بہ سینہ و دیدار بازی شوخی شرارت پر فنی و پر غنی ہیں وہ لکھنے میں نہیں آتے ہیں اور یہ رمز ہستی اور نیستی سے علاقہ رکھ سکتے ہیں بلکہ صادق کو مرشد کامل سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

((محشی))

نظریہ بیعت کی شرعی حیثیت:

لفظ بیعت قرآنی اصطلاح ہے۔ احادیث مبارکہ اور کتب تفاسیر و تصوف میں بھی کثرت کے ساتھ یہ لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے بیعت کی شرعی حیثیت و افادیت واضح ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: (اے محبوب ﷺ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت میں حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کا ذکر ہے، جس کو "بیعت رضوان" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف کوئی وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیت میں وسیلہ ذات مرشد مراد ہے جیسا کہ القول الجمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے وضاحت فرمائی ہے، اسی طرح حضرت علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا: ترجمہ: جان لے کہ اس آیت کریمہ نے اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرنے کی صراحت فرمائی ہے اور یہ امر بے حد ضروری ہے، کیونکہ وسیلے کے بغیر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ناممکن ہے اور وسیلے سے مراد علماء حقیقت اور مشائخ طریقت (پیران عظام) ہیں۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قریب خداوندی کے لیے مرشد کا وسیلہ اور بیعت کا ذریعہ و معاملہ بہت ضروری ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

صاحب تفسیر روح البیان اس آیت کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

الصادقون هم المرشدون یعنی اس آیت میں صادقین کے ساتھ ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک وصول کے لیے کوئی مرشد اور رہنما اختیار کرو۔

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جب آپ کے پاس مومنہ عورتیں ان شرطوں پر بیعت کے لیے حاضر ہوں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی وغیرہا۔

آیت مذکورہ سے مومنہ عورتوں کا بیعت میں داخل ہونا ثابت ہو رہا ہے۔

حدیث: (1)۔ ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: (جب کہ آپ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی) کہ اے میرے صحابہ میری بیعت کرو اس امر پر کہ تم خدا کے ساتھ شرک نہ کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے۔

اس حدیث میں جہاد بالنفس کے لیے بیعت لینے کا ذکر ہے، جو آج تک مشائخ کرام و پیران عظام کے سلاسل میں جاری ہے۔

حدیث: (2)۔ ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، پس میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اپنا دایاں ہاتھ مبارک کھولیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں، پس آپ نے اپنا داہنا ہاتھ مبارک کھول دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ مبارک (بیعت کے لیے) پکڑ لیا اور اس شرط پر بیعت کی کہ میرے لیے بخشش طلب کی جائے، آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ اسلام، ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے: حضور ﷺ صحابہ کرام سے مختلف قسم کی بیعتیں لیتے تھے۔

ترجمہ: کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی ارکان اسلام (نماز، روز، حج، زکوٰۃ) کی ادائیگی پر، کبھی معرکہ کفار میں ثبات و قرار پر اور کبھی سنتِ نبوی پر عمل کرنے، بدعت سے بچنے اور عبادات کے لیے حریص ہونے پر بیعت لیا کرتے تھے۔

تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کی مثالیں خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔

حقیقتِ بیعت:

لفظ بیعت، بیع سے مشتق ہے۔ ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز لی جائے تو اس لین دین کو بیع کے نام سے پکارتے ہیں، بندہ جب کسی پیر کامل، متبع سنت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کے احکام و فرامین کے تابع کر دینے کا عہد کر کے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت حاصل کر لیتا ہے، تو یہی بیعت کی حقیقت ہے۔ جس طرح (خرید و فروخت) کی تکمیل کے لیے صرف نیت کافی نہیں، بلکہ عمل کے ذریعے اس کا اظہار بھی ضروری ہے، اسی طرح بیعت صرف زبانی اقرار یا قلبی نیت تک ہی محدود نہیں، بلکہ عزم بالجزم کے ساتھ شریعت و طریقت کے آداب و شرائط کے اہتمام و عملی مظاہرے کو بیعت کہا جاتا ہے۔ مزید خلاصہ کلام یہ ہے کہ

- ……بیعت کا سنتِ نبویہ (ﷺ) ہونا ثابت ہوا۔
- ……بیعت کرنے والوں کو مومنین کے لفظ سے یاد فرمایا گیا۔
- ……بیعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی اور فتح و نصرت کی بشارت سنائی گئی۔
- ……بیعت بخشش اور دعا کا ذریعہ ثابت ہوئی۔
- ……بیعت عقبہ اولیٰ و عقبہ ثانیہ تبلیغ اسلام کا ذریعہ اور شرک و گناہ سے بچنے کا وسیلہ ثابت ہوئی۔
- ……عورتوں کی بیعت (بشرط پردہ توبہ) کا مسئلہ بھی حل ہوا۔

تمام سلاسل طریقت (خصوصاً نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ وغیرہا) کے بزرگان عظام نے بہ طریق بیعت ہی مخلوق خدا کو فیضیاب فرمایا اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلتا آیا اور طریقت و تصوف کی ان ہی سرگرمیوں کی بدولت دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کے انوار جگمگانے لگے اور آج بھی اسلام کی برگ و بار کی نشو و نما اور روحانی اقدار کی بقاء و ارتقاء کے لیے اولیائے کرام کی نگاہ فیض بار کی اشد ضرورت ہے۔ پیری، مریدی و بیعت، دکانداری یا ریا کاری کا نام نہیں، بلکہ عہد خداوندی کی عملی فرماں برداری کی شہادت و پاسداری کا نام ہے۔

شیخ اور مرشد کی تعریف:

اصطلاح تصوف میں "مرشد" سے مراد وہ مردِ کامل ہے جو اپنی ایمانی بصیرت سے مرید کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرے اور اپنی نگرانی میں منزلِ مقصود تک پہنچائے۔

فتاویٰ حدیثیہ میں حضرت علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سالک کو طریقت وسلوک میں معارف تک رسائی سے قبل ضروری ہے کہ وہ ایک ایسے شیخ کے احکام کی تعمیل کرے جو شریعت اور طریقت کا جامع ہو، ایسا شیخ طبیب اعظم ہے جو احکامِ ربانی اور معارف ذوقیہ کی مناسبت سے ہر بدن ونفس کو وہی کچھ عطا کرے گا جو اس کے مزاج کی درستی کے لیے مناسب ہو اور جس میں اس کے لیے شفا ہو۔ (تصوف کے حقائق، ص، 42)

ضرورت مرشد کامل:

حضرت الشیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب میں فرمایا: ترجمہ: ہو جاؤ صادقوں کے ساتھ۔ ایک ایسا فرمان ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں اللہ (تعالیٰ) کے دوستوں کی مدد اور اس کے واقفوں (عارفوں) کی مصاحبت کے بغیر رسائی دشوار ہے، اگر چہ نیک اعمال لاکھوں ہی ہوں۔ (زبدۃ المقامات، ص150)

مرشد وہ شخص ہو جو شریعتِ محمدی ﷺ پر سختی سے کاربند ہو اور صحیح العقیدہ ہو، اس کے اعمال سے فسق وفجور کی بو نہ آئے، بلکہ حدیثِ قدسی کے مطابق کہ "میرا بندہ وہ ہے جسے دیکھ کر میں یاد آ جاؤں۔" وہ ایسی ہی شخصیت کا مالک ہونا چاہیے، پھر اس کی وضاحت حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعے بھی کر دی فرمایا:

ترجمہ: اور نہ پیروی کر اس (بدنصیب) کی، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ لگا ہوا ہے اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے، اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔

مرشد کامل ذاکر ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ کی یاد سے غافل ہے وہ خود گمراہ ہے، وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا، وہ تو خود نفس امارہ کے پیچھے لگا ہوا ہے، وہ کسی دوسرے کو نفس مطمئنہ تک کس طرح پہنچا سکتا ہے پس حکم ہوا کہ ایسے شخص کی بات بالکل نہ مانی جائے، نہ اس کی صحبت اختیار کریں جو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل ہے اور اپنے نفس کا بندہ بن چکا ہے۔

جو شخص صاحبِ بصیرت ہو اس کی راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

(اے محبوب ﷺ) آپ ﷺ فرما دیجیے یہ میرا راستہ ہے میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ ﷻ کی طرف بصیرت پر میں اور (وہ بھی) جو میری اتباع کرتے ہیں۔

(پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۱۰۸)

جو شخص صاحبِ نسبت ہو اور کسی بزرگ کی صحبت میں رہ کر کسبِ فیضان کیا ہو اور باقاعدہ بیعت کرنے کی اجازت حاصل کی ہو اور بیعت کا یہ سلسلہ معلم انسانیت نبی رحمت ﷺ تک پہنچتا ہو، پس ایسی شخصیت کی بیعت کی جا سکتی ہے اور اسے مرشد کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

ترجمہ: اے نبی صلی ﷺ ہم نے بھیجا آپ ﷺ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوش خبری سنانے والا اور (بروقت) ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے اذن سے روشن آفتاب۔ (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۴۵)

تبلیغ اسلام کی دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کے لیے جہاں اور بہت سی باتیں ضروری ہیں، وہاں اذنِ الٰہی بھی بہت ضروری ہے۔ محبوب رب العالمین ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور اذن کے تحت لوگوں کو رجوع الی اللہ کی دعوت دیتے تھے اور یہ اذن درجہ بدرجہ سلسلہ در سلسلہ نبی کریم ﷺ سے ہوتا ہوا مرشد کریم تک پہنچتا ہے۔

(آئینہ تصوف، ص، 134، 135، 136)

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرمایا کہ "اھدنا الصراط المستقیم" "صراط الذین انعمت علیھم" کے ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ شیخ کی رہنمائی کے بغیر مرید کی ہدایت ومکاشفے کے مقام تک رسائی نہیں ہو سکتی، کیونکہ بیشتر لوگوں پر نقائص اور عیوب کا غلبہ ہے اور اکثر لوگ حق کے ادراک اور صحیح وغلط کے درمیان امتیاز سے قاصر ہیں، لہٰذا ناقص کے لیے ایسے کامل کی ضرورت ہے جس کی پیروی کی جا سکے اور جس کی عقل کے نور سے ناقص کی عقل قوی ہو جائے تا کہ کمال اور سعادت کے مرتبے تک رسائی ہو سکے۔ (تصوف کے حقائق، ص، 40)

صحبتِ شیخ کے بارے میں صوفیاء کرام نے جو اس قدر تاکید فرمائی ہے، یہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ صوفیاء کرام کا کوئی قدم سنت رسول اللہ ﷺ سے باہر نہیں ہوتا شیخ کی ذاتی توجہ کی بھی مرید کو ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبادہ بن سامت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم دونوں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی بیگانہ تو نہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، تو ارشاد فرمایا! ''دروازہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو'' لا الٰـہ الا اللہ '' کچھ دیر ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا، پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک نیچے کیا اور '' الحمد للہ '' اے اللہ ﷻ تو نے مجھے اس کلمے کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور اس کلمے کا حکم دیا۔ اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمے پر پکارے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، پھر فرمایا! اے فرزندانِ اسلام! تمھیں خوش خبری ہو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمھیں بخش دیا'' (یہ حضور پر نور ﷺ کی خاص صحبت تھی جس سے آپ ﷺ نے تنہائی میں اپنے دو مریدوں پر نظرِ کرم فرمائی اور دعا سے نوازا)۔

(آئینۂ تصوف، ص،145)

کامل مرشد کی بیعت توڑنے کی سزا:-

بیعت توڑنے کی سزا جہنم ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہے گا، نہ اللہ تعالیٰ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اور نہ نظرِ کرم سے دیکھے گا اور اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اس کی آخرت کی سزا ہے اور دنیا کی سزا وہ ہے جو حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد (مرید) کے لیے فرمایا جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے بعد مخالفت کی اس کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دعوا من سقط من عین اللہ اسے چھوڑوں جو اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت سے گر گیا۔

(روح البیان پارہ 26 ص 240)

ملفوظ، حضرت شیخ کبیر سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: صدیق کا مرتبہ پا کر اور کوئی ہزار سال اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے، لیکن بدقسمتی سے صرف ایک گھڑی روگردانی کرتے تو

تمام مراتب ضائع ہو کر سخت سزا کا مستحق ہو جائے گا، یعنی ہزار سالہ عبادت و ریاضت ضائع ہوگی اور سزا کا استحقاق مزید براں۔

فائدہ:

طریقت کے مرتد کی دنیوی سزا یہ ہے کہ اس سے قلب کی صدق و صفائی چھین لی جائے گی اور اسے طلبِ حق کے دروازے سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کے آگے ہزاروں پردے لٹکا دیے جائیں گے، اسے معنوی ذلت و خواری میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر ہوا و ہوس کو مسلط کیا جائے گا، اس کے اخلاص کو ریاء اور حرص علی الدنیا اور جاہ و جلال اور حشمت و وجاہت کی طلب میں تبدیل کیا جائے گا اور اس کی آخرت کی سزا یہ ہے کہ اس کے دل پر حسرت و ندامت کو مسلط کر کے اسے دائمی جدائی و مفارقت کی آگ میں جلایا جائے گا یہ نار ہجراں الٰہی وہی ہے جو بدبختوں کے قلوب کو جھلس دے گی۔

جو شیخ کامل ولی اللہ کی ولایت کا مردود ہے اس کا دنیا میں کوئی حامی و مددگار نہیں اگرچہ عالم دنیا کے تمام مشائخ اولیاء کرام اس کے لیے سفارش کریں اور اپنے شیخ سے مردود ہو چکا ہے تو وہ اگرچہ ہزاروں مشائخ کی ارادت کا دم بھرے یا بے شمار اولیاء کرام کی خدمتی کرے تب بھی اپنی بدبختی سے نہیں نکل سکے گا اور نہ ہی اسے کوئی کامل اس بدبختی سے نکال سکے گا، ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو مالک و مختار ہے۔

(تفسیر روح البیان ج 10 پارہ 10 ص 289)

حضرت شیخ المشائخ ابو العباس علیہ الرحمہ نے فرمایا: جس شخص کو اولیاء اور مشائخ کی صحبت مہذب نہ بنائے۔ اس کو اور کوئی نصیحت مہذب نہیں بنا سکتی۔

(نفحات الانس، ص، 170)

حضرت شیخ المشائخ ابوبکر عطوفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرے استاد شیخ کبیر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی ایسے کو دیکھو کہ اس گروہ صوفیہ کا معتقد ہے اور ان کی باتیں قبول کرتا ہے تو اس سے ضرور کہہ دو کہ مجھے دعا میں یاد رکھو۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ عباس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ

سیرانی علیہ الرحمہ کا یہ مقولہ ہے کہتے تھے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ایسے شخص کے ساتھ جو گروہ صوفیہ کا دوست ہے بھلائی کرو۔ (نفحات الانس،ص 211)

حضرت شیخ المشائخ ابوعلی ثقفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بزرگوں کی صحبت بطریق عزت نہیں کرتا۔اس پر ان کے فائدے اور برکتیں حرام ہو جاتی ہیں۔ان کے نور کا کچھ حصہ بھی اس پر ظاہر نہیں ہوتا۔ (نفحات الانس،ص،228)

حضرت شیخ المشائخ ابوعبداللہ رودباری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔یعنی تصوف یہ ہے تکلف کو چھوڑنا اور پاکیزگی کا برتاؤ۔اور بڑائی کا دور کرنا۔(نفحات الانس،ص،294)

حضرت شیخ الشیوخ ابوالفضل محمد بن الحسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے بیٹا جو کچھ تمھارے دل میں گذرا ہے۔مجھے معلوم ہو گیا۔ہر حکم کے لیے ایک سبب ہوا کرتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سردار کے بچے کو ملک کا تاج دے تو پہلے اس کو توبہ دیتا ہے۔اور کسی دوست کی خدمت میں مشغول کرتا ہے،تا کہ خدمت اس کی بزرگی کا سبب بن جائے۔

(نفحات الانس،ص،346)

حضرت شیخ المشائخ محمد جلال الدین محمد البلخی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صحبت پیاری شے ہے۔یعنی ناجنسوں کے ساتھ صحبت نہ رکھو اور کہا کہ اس بارے میں میرے شمس الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرید مقبول کی علامت یہ ہے کہ ہرگز بیگانے مردوں کی صحبت میں نہ جائے۔اگر اتفاقاً کبھی بیگانی صحبت میں جا پھنسے تو ایسا بیٹھے جیسے منافق مسجد میں جا بیٹھتا ہے۔اور بچہ مکتب میں۔قیدی قید خانے میں آخر مرض میں اپنے اصحاب سے کہا کہ میرے فوت ہونے سے غمناک نہ ہونا کہ منصور رحمتہ اللہ علیہ کی روح نے ڈیڑھ سو سال کے بعد حضرت شیخ الشیوخ شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمہ کی روح پر تجلی کی۔اور اس کی مرشدی بنی۔جس حالت میں کہ رہو میرے ساتھ رہنا اور مجھے یاد کرنا،تا کہ میں تمھارا امدادگار معاون بنوں۔

(نفحات الانس،ص،492)

حضرت سیدنا ذوالنورین مصری علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے ایک شخص اولیاء کرام کو خبطی تصور کرتا تھا تو اپنی انگشتری (انگوٹھی) دے کر فرمایا کہ اس بھٹیارے کی دکان پر

ایک دینار میں فروخت کر دو لیکن بھٹیارے نے کہا کہ اس کی قیمت تو زیادہ مانگتا ہے کچھ کم کر۔پھر جب سنار کے یہاں پہنچا تو اس نے ایک ہزار دینار قیمت لگائی اور جب اس شخص نے پورا واقعہ بیان کیا تو فرمایا کہ جس طرح بھٹیارہ انگشتری کی قیمت سے آشنا نہیں،اسی طرح تم بھی مراتب اولیاء سے ناآشنا ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 94)

حضرت سیدنا علی بن بندار الحسین الصوفی علیہ الرحمہ کے حالات میں،شیخ الاسلام کہتے ہیں کہ اس گروہ کی بڑی نسبت پیروں کا دیدار ہے اور ان کی صحبت میں رہنا۔مزید فرمایا پیروں کا دیدار اس گروہ کے نزدیک فرض ہے،کیونکہ یہ لوگ پیروں کی زیارت سے وہ بات حاصل کرتے ہیں جو اور کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتی (حدیث قدسی ہے) (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیمار پُرسی نہیں کی تھی۔مزید فرمایا الٰہی یہ کیا بات ہے کہ تو نے اپنے دوستوں سے کی ہے جو شخص ان کو ڈھونڈتا ہے وہ تجھ کو پالیتا ہے اور جب تک تجھ کو نہ دیکھا ان کو نہیں پہچانا۔ (نفحات الانس ص 131)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اے گروہ درویشان لوگ تمھیں باخدا سمجھتے ہیں اور خداعزوجل کے نام پر تمھاری عزت کرتے ہیں،دیکھو خلوت کی حالت میں تم اس سے کس کیفیت میں ہوتے ہو۔یعنی جب خلقت تمھیں درویش سمجھتی ہے اور تمھیں حق پرست جانتی ہے تو تم حق درویشی کس طرح ادا کرتے ہو۔اگر لوگ تمھیں تمھارے دعوے کے خلاف کسی اور نام سے پکاریں تو تمھیں برا نہیں ماننا چاہیے،کیونکہ تم بھی دعوے کی صداقت کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔کمترین درجہ کا آدمی وہ ہے،جسے لوگ سچا درویش تصور کریں اور وہ درویش نہ ہو۔

(کشف المحجوب،ص80)

مرشد کامل کی پہچان:

(۱) عالم ربانی ہو اور اہل سنت کے معتقدات پر یقین رکھتا ہو۔

(۲) متبع سنت اور پابندِ شریعت ہو۔(۳) صاحب اجازت و خلافت ہو۔(۴) اس کا شجرۂ طریقت مستند و متصل ہو۔(۵) مرتبۂ احسان پر فائز ہو اور صاحب مشاہدہ ہو۔(۶) اپنے سلسلہ طریقت کا سلوک طے کر چکا ہو۔(۷) خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یعنی احوال ومقامات کا تفصیلی علم اور معرفت، مشاہدات وتجلیات کی حقیقت جاننا اور کشف والہامات کا حصول اور واقعات کی تعبیرات کا ظہور اس بلند مقام کے لوازمات سے ہے۔

شیخ ناقص:

وہ ہوتا ہے جس نے سلوک طے نہ کیا ہو، سنت وشریعت کا پابند نہ ہو اور مذکورہ آداب وشرائط پر پورا نہ اترے ایسے شیخ ناقص کی مثال نیم حکیم جیسی ہے۔ اس کی صحبت زہرِ قاتل ہے۔ اس سے طریقہ اخذ کرنا اپنی استعداد وصلاحیت کو ضائع کرنا ہے۔

شیخ ناقص دراصل وصول الی اللہ کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طلب اور درد وشوق میں فتور کا سبب بنتا ہے ایسے شیخ ناقص کی صحبت اور بیعت سے دور رہنا چاہیے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔

چونکہ شیخ کامل، مریدوں کے درمیان نبوت کی وراثت کے طور پر نبی کا قائم مقام ہوتا ہے، لہٰذا شیخ کے آداب بھی آدابِ نبوت کی نہج پر استوار کرنے چاہئیں۔ مشائخ نے اپنی کتابوں میں یہ روایت نقل فرمائی ہے: شیخ اپنے مریدوں کے درمیان اسی طرح ہوتا ہے جس طرح نبی امت کے درمیان۔ لیکن یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ آداب شیخ کامل کے ہیں شیخ ناقص اور گندم نما جوفروش، خلاف شرع پیروں اور ملنگوں کے لیے یہ آداب ہرگز نہیں۔

آدابِ شیخ:

اہلِ طریقت کے نزدیک آدابِ شیخ کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملی نمونہ کر دکھادیا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ، السبحانی نے مکتوبات شریفہ اور رسائل مبارکہ میں جو آدابِ شیخ بیان فرمائے ہیں وہ ملخصاً ہدیہ قارئین ہیں۔

○ طالب کو اپنا آپ کلی طور پر شیخ کے حوالے کر دینا چاہیے اور اس کی پیروی اس طرح کرے

جیسے مردہ بدست زندہ۔

○ مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے۔

○ شیخ کی موجودگی میں اس کے سوا کسی اور طرف توجہ نہ کرے۔

○ شیخ کے حضور نماز فرض اور سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے۔

○ شیخ کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو۔

○ طالب، شیخ کے کپڑے پر اپنا سایہ نہ پڑنے دے اور نہ ہی اس کے سائے پر اپنا سایہ پڑنے دے۔

○ شیخ کی جائے نماز (مصلیٰ) پر قدم نہ رکھے اور اس کے وضوخانے میں وضو نہ کرے۔

○ شیخ کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے۔

○ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی موجودگی میں نہ کسی سے کلام کرے اور نہ ہی کھائے پیے۔

○ شیخ کے آستانے کی طرف پاؤں دراز نہ کرے اور اس کی طرف تھوک بھی نہ پھینکے۔

○ مرید کے قلب میں شیخ کے متعلق جو شبہ پیدا ہو شیخ سے اس کا حل دریافت کرے، اگر حل سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اپنا قصور ہی سمجھے۔

○ شیخ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔

○ مرید کو جہاں سے فیض ملے اسے اپنے شیخ ہی کا فیضان سمجھے اور یقین جانے کہ میرے شیخ کا لطیفہ دوسرے شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

○ جو کچھ شیخ سے صادر ہوا ہے درست اور بہتر جانے، اگرچہ بظاہر درست نظر نہ آئے کیونکہ شیخ جو کچھ کرتا ہے وہ الہامِ ربانی اور اذنِ الٰہی سے کرتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

○ مرید شیخ کی حرکات وسکنات پر اعتراض نہ کرے، اگرچہ وہ اعتراض رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

○ تمام مخلوق میں بدبخت شخص وہ ہے جو مشائخ عظام کا عیب بین ہو۔

○ شیخ سے کرامات کا مطالبہ نہ کرے اگرچہ طلب دل میں وسوسے اور خطرے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

○ اپنے کلی وجزوی جملہ امور میں شیخ کی اقتدا کرے خواہ وہ کھانے پینے، پہننے، سونے اور

اطاعت کے معمولی کام ہی کیوں نہ ہوں۔

○ مرید، نماز بھی شیخ کی طرح ادا کرے اور فقے کے مسائل بھی اسی کے طریق عمل سے سیکھے۔

○ طالب اپنے کشوف و واقعات پر اعتماد نہ کرے، بلکہ جو کچھ منکشف ہو یا واقعہ وغیرہا میں مشاہدہ کرے اسے من وعن شیخ کی خدمت میں عرض کردے۔

○ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی مجلس سے جدا نہ ہو، کیونکہ اپنے لیے شیخ کے غیر کو اختیار کرنا عقیدت کے منافی ہے۔

○ مرید کو ظاہر و باطن میں جو فیوض و فتوحات حاصل ہوں ان کو شیخ کی وساطت سے تصور کرے۔

○ اگر کوئی سالک بعض آداب کی رعایت میں اپنے آپ کو کوتاہ جانے اور انھیں مناسب طور پر ادا نہ کر سکے اور کوششِ بسیار کے باوجود عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اس کے لیے معافی ہے، لیکن اپنی اس کوتاہی کا اعتراف لازم ہے اور اگر آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی نہ کرے تو ایسا مرید بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

(العیاذ باللہ سبحانہ)

○ سالک کے اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں سستی کا واقع ہونا اور احوال و مواجید کا مفقود ہو جانا شیخ کی ناراضگی اور غضب کے نتائج و ثمرات میں سے ہے اگر آزارِ شیخ کے باوجود احوال و مواجید میں کچھ اثر باقی رہے تو اسے استدراج سمجھنا چاہیے کیونکہ شیخ کے ناراض ہو جانے کا نتیجہ عاقبت کی خرابی اور نقصان ہے۔

○ سالک کو چاہیے کہ اول اپنے عقائد کو علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیھم کے عقائد کے موافق درست کرے پھر فقے کے ضروری احکام کا علم حاصل کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے۔ بشرطیکہ اس ذکر کو کسی شیخ کامل و مکمل سے اخذ کیا ہو، کیونکہ ناقص سے کامل استفادہ نہیں ہو سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح معمور رکھے کہ فرضوں اور مؤکدہ سنتوں کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہو حتیٰ کہ (ذکر میں پختگی آنے تک) قرآن مجید کی تلاوت اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف رکھے، وضو سے اور بے وضو بھی ذکر کرتا رہے، کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے اس کام

میں مشغول رہے، نیز چلتے پھرتے، کھانے پینے اور سونے کے وقت بھی ذکر سے خالی نہ رہے۔ ترجمہ: ذکر کرتا رہ کہ جب تک جان ہے، دل کی پاکی ذکر رحمٰن ہی سے ہے۔

حقوقِ شیخ:

شیخ کے حقوق تمام اہلِ حقوق سے بالاتر ہیں، بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول ﷺ کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے، بلکہ سب کے پیرِ حقیقی تو خود رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ اگرچہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے، مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ولادتِ صورتی کی حیات تو چند روزہ ہے، مگر ولادتِ معنوی کے لیے حیاتِ ابدی ہے۔ پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب و روح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک و صاف کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحبِ توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدائے عز و جل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے، تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک و صاف ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔ (مشائخ آلو مہار شریف)

(مصنف) اے طالب سن کہ یہ چار خدمتیں خدا کی طرف سے پیغمبر آخر الزماں نبی ﷺ پر مقرر ہیں۔ کار دنیا شریعت اور کار طریقت و کار حقیقت و کار معرفت ان میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے بار امانت بادیانت ما سلامت ادا کرنا چاہئے لیکن نتیجہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ درجہ رکھتا ہے اور جو شخص ان چاروں ارکانوں کی عبودیت سے باز رہ کر اپنی خواہشات کے نفس کے حلقہ میں گرفتار رہے اس پر خدائے تعالیٰ اپنا غضب نازل کرتا ہے قولہ تعالیٰ فرماتا ہے اور

سب کام وفعل میں عذاب وثواب شریک اور یہ نیت سے تعلق رکھتا ہے اگر نیت بجانب حق ہے تو یہ آدمیت کا ثبوت ہے اور عین ثواب عظیم ہے اور اگر نیت جانب عشق مجازی اور نفسوں کی پروری کا عمل آور ہے محض عذاب ہے نکتہ جو دنیا کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں وہ دین کی بہتری نہیں کر سکتے جو کہ ناجائز عشق کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کا علاج بہت دشوار ہے نکتہ جو ناجائز رمز میں کمر ہمت باندھے ہیں ان پر افسوس ہے ان کی بدنصیبی پر جو صورت انسان میں آکر جلوہ حق سے محروم رہتے ہیں جو دنیا دار لذات محسوسات میں مبتلا ہو جاتے ہیں انہیں اپنی آزادی یا نجات کا ذرہ بھی خیال نہیں رہتا۔

((محشی))

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کی تعریفات:

طریقت صوفیاء کے نزدیک شریعت سے اگلا درجہ ہے۔ جس میں سالک اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن پر خصوصی توجہ دیتا ہے اس توجہ کے لئے اس کو کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے جسے شیخ، مرشد یا پیر کہا جاتا ہے۔ اس شیخ کی تلاش اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ جب تک انسان اکیلا ہوتا ہے وہ شیطان کے لئے ایک آسان شکار ہوتا ہے مگر جب وہ کسی شیخ کی بیعت اختیار کر کے اس کے مریدین کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے تو وہ شیطان کے وسوسوں سے کافی حد تک بچ جاتا ہے پھر شیخ کی تعلیم کے مطابق وہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے اس سب عمل کو یا اس راستے پر چلنے کو طریقت کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر معرفت کا مطلب جاننا، استعراف یا عارف کا ہوتا ہے اور اسے انگریزی میں gnosis کہا جاتا ہے جبکہ اسکی عملی پیروی یا تجربے کو معرفت یا انگریزی میں Gnosticism کہا جاتا ہے۔ گو معرفت عام زندگی میں اکثر استعمال کیا جانے والا لفظ ہے مگر اسکا علمی مفہوم اس مفہوم سے بہت وسیع ہے کہ جس میں یہ روزمرہ زندگی میں آتا ہے۔ اس میں مذہب سے زیادہ فلسفے اور انسانی نفسیات کی ملاوٹ شامل ہو چکی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ دراصل وجدان اور تصوف سے بہت قریب ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

صوفیت اور اسلام:

صوفیا کے نزدیک اسلامی علوم کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ ظاہری علوم سے مراد شریعت ہے، جو عوام کے لیے ہے۔ اور باطنی علم وہ ہے جو ان کے کہنے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چند صحابہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، اور حضرت ابوذر کو تعلیم کیا۔ حضرت ابوبکر سے حضرت سلیمان فارسی اور حضرت علی سے حضرت حسن بصری فیضیاب ہوئے۔ صوفیا کے نزدیک تصوف کے چار درجے ہیں۔

شریعت   طریقت   حقیقت   معرفت

جب تک یہ تمام درجات اپنے درست مقام پر حاصل نہ کئے جائیں اس وقت تک انسان صوفی نہیں ہو سکتا۔ شریعت اسلام کا ظاہر ہے اور طریقت اس کا باطن۔ اس کی سادہ سی مثال یوں دی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں بھی منافقین مسلمانوں کی صفوں میں شامل تھے جو ظاہر میں تو ہر وہ عمل کرتے تھے جس کے کرنے کا اسلام نے حکم دیا ہے جیسے کہ نماز روزہ، جہاد وغیرہ مگر دل ہی دل میں وہ کافروں کے ساتھ تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ہم ان مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مگر نبی ﷺ کو اللہ کی طرف سے ان کے سب حالات معلوم تھے اور بعض اوقات تو اکابر صحابہ کی جانب سے بھی ان کو قتل کر دینے تک کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر آپ ﷺ نے ان کے جان و مال کو بالکل اسی طرح محفوظ رکھا جیسے کہ کسی مسلمان کا رکھا جاتا ہے یہاں پر ان کے ظاہر پر حکم لگایا گیا ہے جو کہ شریعت ہی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ظاہر میں نماز روزے کی پابندی اور دیگر فرائض ادا کرتا ہے تو زبان شریعت میں اسے کوئی کافر نہیں کہہ سکتا۔ اب چونکہ حضور ﷺ کو ان کی حقیقت معلوم تھی اور اس بارے میں سورۃ المنافقین بھی اتری جس میں ان کی نیتوں کو بے نقاب کر دیا گیا تو طریقت کے اعتبار سے یہ لوگ کافر ہیں اور ہمیشہ جہنمی ہیں مگر ان کے اس ظاہر کی وجہ سے مسلمانوں کا کوئی قاضی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا اور کوئی مفتی ان کے خلاف فتویٰ نہیں دے سکتا۔ یہاں پر اہل اللہ اور اولیاء اللہ اپنے باطنی نور سے ان کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں اور لوگوں کو ان کے شرور سے متنبہ کر دیتے ہیں۔

(آزاد دائرۃ المعارف، وکی پیڈیا، 5 جنوری، 2013ء)

(مصنف) اے طالب الہ کئی عمل مثل بدکاری اور بدمعاش رزق کے طلب کرنے وغیرہ کے کہ جن سے غفلت اور فراموشی آرام طلب میں ہوتی ہے ان اعمالوں کے سبب کچھ راہ ثواب نہیں ہے اور نہ کسی بزرگ پیرو کار طریقت سے ایسے عمل ظاہر ہوئے ہیں لیکن جو عاشق وصادق اس راہ طریقت میں پڑا ہوگا تو طبیعت اس کی ہر کار بکثرت میں جانب حق نما ہوگی کیونکہ نفس امارہ ہر ایک آدمی پر غالب ہے اور قطرہ نفس انفاس سے تعلق رکھتا ہے اور قطرہ نفس نیت کو بھی شامل کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جس وقت کہ انسان طریقت میں پڑ جاتا ہے اس وقت دل نفس پر غالب آتا ہے۔ اور ذہن بھی دل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ ذہن قطرہ سے طالبوں کو وقت مشاہدہ عاجز کرتا ہے اور صورت کو نفس باندھنے نہیں دیتا ہے اور طالب ذہن کو نفس پر رجوع کرتا ہے اور جس وقت تک کہ خطرہ غالب ہے وہ اسے اسی طرف کو لے جاتا ہے اور جب کہ ذہن خطرہ پر غالب ہوا اس وقت ذہن نیت کو حق کی طرف لے جاتا ہے۔ نماز وغیرہ سب کاموں میں ایسا ہی ہوتا ہے جبکہ کثرت شوق سے ذہن طالب خطرہ پر غالب آتا ہے اسی وقت نفس مشاہدہ بن جاتا ہے اور جو کام و فعل کہ اس سے ظاہر ہو جاتا ہے وہ طرف حق کے ہوتا ہے اس خطرہ کو بھی آدمیوں نے نہیں پایا ہے اور کئی رسالوں سے چار خطرہ کہے ہیں اور کسی بزرگانِ ماضی دو خطرہ تحریر میں لاتے ہیں اے طالب جان لے کہ وہ ایک ہی خطرہ ہے اور ایک ہی ذہن دونوں ایک ہی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک دو روح اور علوی وسفلی ثابت کئے ہیں۔ اور کئی قلمی رسالوں سے تین روحیں زیر نظر ہیں اور کہیں چار روح اور چار وجود۔ اور چار نفس ثابت ہوتے ہیں اس امر میں بہت سا اختلاف ہے لاکن ہر ایک اولیٰ ہیں کیونکہ ہر ایک بزرگان تصوف اپنے اوپر باہم مشق کر کے اثبات کئے ہوئے ہیں۔ بلاشک اون کے نزدیک وہی امر ثابت ہے بلکہ اور فقرا لوگ ذہن اور خطرہ کو ایک چیت اور دوم سرت نام رکھتے ہیں اور کئی رمزوں سے ثابت کرتے ہیں وے بھی عین راز دان ہیں جان لے بلکہ بغیر رہبری کے جان نہیں سکتے ہیں کیونکہ ثواب اور عذاب سے انجان ہیں۔ صرف خالی، سرت، ذہن ہے اور چت خطرہ جیسے کہ نفس ودل اور یعنی کفر اور اسلام اور برا بھلا۔ اگرچہ شاستری پنڈت لوگوں کا بھی خیال ہے اور سادھو بطور سادھن اس کسب سے سیر آسمان وروئے زمین ازروئے چلہ کشی کیا کرتے ہیں اور اس کو ہی غنیمت جانتے ہیں لیکن جس جگہ مقصد اصلی ہے بدون وسیلہ

حضرت رسالت پناہ محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کے نہیں پہنچتے ہیں اور ناچیز مرتے ہیں اور مرنے کو ہی قیامت کہتے ہیں بلکہ اس وقت ہی انصاف ہوتا ہے کہتے ہیں عذاب اور ثواب کے موافق راحت اور اگر مرتد ہیں اس کے لئے ایک کالبد تیار کر کے کنجوس کی روح کرتے کے کالبد میں داخل کر کے در بدر روٹی کے پھرا کر سزا دینا بھی انصاف عین اور انسان نیک سیرت جب مر جاوے لائق اس نیک کردار کے آدمی کے کالبد قدرت سے تیار کر کے موافق اس ثواب کے جائے خیر انجام ہیں روح داخل کرتے درجہ اس کو عظمت دیا جاتا ہے اے طالب رہبر کی طرف یہ اشارہ ہے پس سب کو چاہئے کہ دل کو نفس پر غالب کریں اور ذہن کو خطرہ پر نہ ڈالیں تا کہ ایمان اس کا سلامت رہ کر وصل حقیقی ہو جاوے اور پیارا سب کا تمام بھید اور کیفیت تن یعنی وجود کی کہ راز پہچاننے والا خدا کا ہے لیکن حقیقت اس سانس کی آتی ہے اور جاتی ہے ازروئے ادب قلم میں لانا اس کا ممکن نہیں کہ وہ سینہ بسینہ رہبری کے ہے قلم میں لا نہیں سکتے بلکہ پڑھنے اور سننے کے یہ حصہ ہر کسی کا نہیں ہے کیونکہ اس کو قالب یعنی برتن صاف اور اس میں انسانیت چاہئے جس میں یہ راز سما سکے۔ اور یہ راز اس کو بتا سکے مثال اس مقدمہ کی آگے مجلس میں تحریر کر کے معلوم کرائیں گے۔

اے طالب ان مطلبوں کی معنی کو خوف طوالت سے اختصار کر کے آگاہ کیا کہ جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہوئے۔

ختم ہے مجلس چھٹی اسکے پڑھنے والے صاحب اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین تا کہ صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ الی روح حضرت جناب سید المرسلین جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم وبروح پر فتوح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب الاقطاب قطب المدار حضرت پیر زندہ شاہ مدار قدس سرہ کے نام ثواب پہنچادے برحق۔

لا اله الا للہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقه اجمعین
برحمتك یا ارحم الراحمین

مجلس ساتویں : 7

دربیان سوال طالب وجواب مطلوب

(مصنف) اے طالب ابتدا میں صادق الیقین ک شوق الٰہی پیدا ہوتا ہے بنائے اسلام کے پانچ رکنوں کا پابند ہو کر فکر اور ذکر سے خدائے عزوجل کی جستجو کرتا ہے۔اور پاس مشایخوں اور درویشوں و بزرگوں کے جاتا ہے اور سوالات کرتا ہے کہ اے رہبر سب کچھ بیرنگ نظر آتا ہے اور خدا کہاں اور کیسا ہے۔رہبر اس کے جواب میں ڈھونڈھنے والے کے یوں ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ اشغال زہد وریاضت شغل الٰہی میں مشغول کرتے ہیں اس کی برکت سے ڈھونڈھنے والا حقیقت الٰہی کو اپنی نظر سے مشق کر کے دیکھتا ہے لیکن مدعا ڈھونڈھنے والے کا یہ ہوتا ہے اس وقت میں کچھ نشان ملے تو بہتر ہو اس مدعا کے ڈھونڈنے والے کے تئیں کوئی نہیں پہچانتا ہے کیونکہ وہ بات چیت میں ادا نہیں ہوسکتا ہے اور کہنے میں بھی نہیں آتا ہے۔اس واسطے ضرور ہوا کہ اس بوجھ کے سمجھنے کے لئے یکے علم اور حکم دوسرا درکار ہے اگر واقف ہے تو جان لے مثال اے طالب جیسا کہ دریا میں پانی ہے اور اس دریا میں تمام مچھلی وغیرہ ہیں جان لے ویسا ہی یہ تن دریائے وحدت ہے اور اس دریا میں دونوں جہان ہیں اور اس دریا میں تمام جن اور آدمی وحش وطیور بلکہ اٹھارہ ہزار عالم ہے اور پانی کے دریا میں مچھلیاں اس کنارہ سے اس کنارہ تک جاتی ہیں اور کوئی جگہ پانی سے خالی نہیں پاتی ہیں اور وہ مچھلیوں کو چلنے پھرنے کے لئے پانی مانع نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر خاروخس اور پتھر اور لکڑی وغیرہ پانی میں مچھلیوں کو دکھلائی نہیں دیتا ہے اور جو کچھ سوجھتا ہے تو اس کو وہ پانی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے ہیں ویسے ہی اس اٹھارہ ہزار عالم میں یہ انسان جس جگہ جاوے سب جگہ خدا کو موجود دیکھنے والا سمجھے اور دریائے وحدت یہ تمام دونوں جہان ہیں۔

اے طالب جان لے کہ خدا کی قدرت سب جگہ بھری ہوئی ہے جیسے کہ اس دریا میں پانی ہے جان۔اور اس دریا میں ذات پاک وبزرگ وبرتر ہے وہ ہر ایک کو دکھائی نہیں دیتی کمال

قدرت اپنی سے اس ذات بیچون وبچگون و بے شبہ و بے نمونہ نے نام پایا ہے جس وقت تک یہ پردہ منہ پر انسان کے ہے اس کو حیوانات کے نزدیک شمار کرتے ہیں بلکہ صورت انسان کی ہوئی پر حیثیت میں آدمیت نہ ہونے کی وجہ سے خدا کی یگانگی کو مردمذکر اس صورت کا کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں خداشناسوں کے نزدیک آدمی وہ ہوتا ہے جو کہ خصلت نیک رکھتا ہو یعنی طالب راہ حق ہووے۔رویت والے کورمزۂ صوفیاں کے لوگ آدمی نہیں جانتے ہیں۔

اے طالب! صورت کا نام نہیں آتی ہے جیسے کہ جو لوگ چھوٹے دیہات میں رہتے ہیں بے تمیز خلاف برتاؤ کے رہنے یعنی سلام کلام کے فرق رہنے سے شہری آدمی ان کی بدتمیزی سے مثل حیوانات کے جانتے ہیں اے طالب جو کہ رازدان اور صاحب مجاہدہ فقیر لوگ ویسے ہی تمام آدمیوں کو یونہی شمار کرتے ہیں۔

اے طالب! بسبب ریاضت سے فقیروں نے مجاہدہ اور مشاہدہ کے وہ پردہ اٹھا ڈالا ہے یعنی غیریت کا اپنے کو نابود کر کے خدا کی ہستی کو جانا اور پہچانا ہے سب آدمیوں کو چاہئے کہ کوشش کریں تو فضل الٰہی سے انسان ہو جاویں۔یکساں ہو جا اور جو کچھ کہ ہے اس ہی جہان میں ہے، اور اس جہان سے کمائی لے جائے گا اس جہان میں آرام پائے گا۔جہاں جو سودا خریدے گا اس کا نفع حشر میں امن وامان سے پائے گا۔

اور سوائے اس کے جو دکھائی دے سب کو ایک جانے اور ایک دیکھنے قولہ تعالیٰ: "فاینما تولوّ فثم وجه اللّٰه" لیکن یہ کام عقل اور تمیز سے نہیں حاصل ہوتا ہے کیونکہ عقل علم کے پڑھنے سے زیادہ ہو کر راہ صدیقی اٹھ جا کر عقل وتمیز سے ڈوالملیقین کی جائے قرار دیتی ہے وجہ تسمیہ یہ ہے علم اور عقل کا کار نہیں کہ تو فاقہ کرے یعنی مجاہدہ اور عقل یہ نہیں کہتی کہ تو بے تمیز اس دنیا میں مشورہ کرے اسی واسطے قول ہے "العلم حجاب الا کبر" کہا ہے اس کے حاصل ہونے کی راہ دو طرح پر ہے ایک تو خدمت میں مرشد کی اور دوسری رہبری بزرگوں کی نصیحت کو صدق دل سے سن کر اپنے نفسوں سے مخالفت کرے یعنی متابعت اور خواہش نفس کی نہ کریں اس کے خلاف عمل جتلایا کرے اے طالب علم اور عقل سے تمیز حاصل ہوتی ہے یہ ہر دو بھی ایسے امر مخالفانہ کے روادار نہ بنیں گے۔

....

((محشی))

حدیث 27 :((العلم حجاب الاکبر))

ترجمہ: ''علم ایک بڑا بھاری حجاب ہے''۔ (عین الفقر کلاں، باب تمہید، صفحہ 30)

سلطان العارفین راحت العاشقین سیدی ومرشدی سلطان باھو علیہ الرحمہ مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیطان کی آنکھوں پر جو پردہ پڑا تھا، وہ علم کا ہی پردہ تھا، اور علم جو کہ دنیاوی حرص وطمع سے نکال کر آخرت کے خوف تک نہیں پہنچاتا ہے، اور غفلت سے الگ کر کے ہشیاری، خداترسی اور شب بیداری کی طرف راغب نہیں کرتا، اور حرام وحلال کے درمیان فرق نہیں کرتا، بلکہ رشوت خوری، ریاکاری، اور جھوٹ بولنے پر اکساتا ہے، اور اپنی جان کے ساتھ بھی انصاف نہیں کرتا۔ اور احکام دین کو فراموش کر دیتا ہے، اور دنیا اور مال ودولت اکٹھا کرنے میں کوشاں رہتا ہے، تو اس کو علم نہیں کہا جا سکتا، بلکہ علم وہ ہے، جو معلوم (عالم الغیب والشھادۃ) تک پہنچے۔ جب تجھے علم حاصل ہوگیا ہے، تو خدا سے ڈر، اور تقوٰی اختیار کر، ورنہ تو چور ہوگا، دین کا رہزن اور سراپا حیلہ باز۔

بیت: ''وہ علم جو تیری بدخصائل کو تجھ سے الگ نہیں کر سکتا، اس علم سے جہالت بہت بہتر ہے۔''

اس بات پر اعتبار کر لینا چاہیے، علم دو (2) قسم کا ہے: ایک تکبر اور نفسانی خواہشات پیدا کرنے والا علم، یہ شیطانی ہے۔

(مصنف) اس وجہ سے حضرت مولانا داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ اپنی تصنیف کتاب کشف المحجوب کے صفحہ 212 فصل دوسری میں حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ کے فرمان مطابق از کتب مظاہر حق مشکوٰۃ شریعت ربع ثالث میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ''اشد الحجاب رویت النفس وتدبیرھا'' ترجمہ بندہ کے لئے زیادہ سخت نفسوں کی رویت اور اس کی تدبیر سے متابعت خدا کی مخالفت ہوتی ہے سب حجابوں کا سر ہے۔

اے طالب! بندہ کو چاہئے چاروں نفس کی خواہشات کے خلاف کرے تا کہ اس سبب

سے خدا اوپر بندہ کے مہربان ہو جائے اور پردہ اس کے منہ سے اٹھا لے کس واسطے کہ اپنے نفس کی عمل آوری کے سبب سے یہ بندہ خدا سے دور پڑتا ہے۔ آہ افسوس ہزار افسوس تمام آدمی واسطے علم اور زیادہ ہونے عقل کے بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں اور ہزاروں تصدیعات اپنی جان پر کھینچتے ہیں اور رات دن خون جگر کھاتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں اور اس سے اپنے کو صاحب عقل اور صاحب سمجھ اور فاضل یعنی دانش مند جاننے والا سب علموں کا اور صاحب تمیز وامانت دار وباشعور کہلاتے ہیں اور اس کے بعد اوروں کو عقل دیتے ہیں اور تعلیم کرتے ہیں اور آپ ایسی عقل نہیں رکھتے ہیں کہ اپنے دشمن کو پہچانے اے طالب کوئی تیرا دشمن نہیں ہے مگر یہ نفس تیرے اور تو اسی کے سبب سے خرابی میں پڑا ہے اور پڑتا ہی رہتا ہے۔ اور اس ہی ریاکاری کو تو دوست رکھتا ہے اور کوئی ایک دن نفسوں کی خواہشات پوری کرنے کے لئے بھوکا بھی رہتا ہے اپنے نفس کے لئے خدا سے بیزار ہوتا ہے اور نفس کو خوش رکھتا ہے اور ایک سے لے کر ہزار ہا مصیبتیں اور طرح بطرح کی اذیتیں اپنی جان پر سہتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کی کمی کے رنجوں سے ہرگز بیزار نہیں ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس میں ہی خوش خدائے تعالٰی کی ہے۔ تو پھر جان انجان کس طور سے خدا تجھ پر مہربان ہوے اور تجھے نعمت ہمیشہ کے لئے کیسا بخشے۔

حکایت: ایک بادشاہ اپنے ملک میں بادشاہی کرتا تھا۔ ایک دن دربار عام کا فرمان جاری کر کے تمام اہل کار عالموں اور فاضلوں اور امیر ومشائخین فقرا بزرگان حال وقال کو بلوا کر کہا کہ تم لوگ روزانہ روزینے اور جاگیرات اور دیہات انعام وغیرہ پاتے ہو اور ہر دم انعام کی خواہش کرتے ہو۔ دنیا ولینا ہر دو پر واجب ہے جانتا ہوں تم لوگوں سے ایک میرا سوال ہے۔ جواب ادائی کرو۔ وہ یہ ہے کہ مجھ کو بتلاؤ کہ میں بہشت میں جاؤں گا یا دوزخ میں۔ جلد تر جواب ادائی کرو ورنہ تم سب کو قتل کرواتا ہوں۔ اس طرح کا فرمان سن کر عام دربار کے لوگ فکرمند ہوئے مگر کوئی دانش مند کو جواب اس سوال کا نہ ملا ناچار ہو کر سب امیر

اور غریب نے وعدہ کیا کہ سلامت ایک ہفتہ میں جواب اس کا ہم دینگے۔ بادشاہ وعدہ کو سن کر قبول فرمایا اور سب کو رخصت دے دیا۔ دربار برخاست کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں آن کر فکر میں مبتلا ہو گئے۔ عام درباری لوگ کہتے تھے کہ خداوند یہ مشکل معمار کیسے حل ہے۔ ورنہ ہمارے مال اور جانوں پر آبنے گی۔ کیونکہ یہ بادشاہ متکبر ظالم اور ستم گر کے روبرو کوئی چارہ جوئی کام نہ دے گی۔ کیوکہ بادشاہ نوجواں عمر اور تکبر مزاج کے خوف سے ناحق جان جانے کے اندیشہ میں لوگ شہر بشہر اور گاؤں گاؤں فکر میں مبتلا ہو کر گھومتے تھے کہ کوئی دانش مند شیخ المشائخ یا کوئی عالم فاضل یا کوئی بزرگ فقیر فرشتہ خصلت ایسا مل جائے کہ جواب اس سوال کا بہتر دیوے تاکہ رونق پذیر ہووے ایک دن ان حیرت زدہ اشخاصوں میں سے ایک ملازم بادشاہ کو ایک درویشانہ لباس وغریب احوال میں حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی دیکھتے ہی اس ملازم سرکار نے آپ کی عجیب وغریب شان کو دیکھ کر آپ کی خدمت میں اظہار سوال اس معاملہ کا کیا۔ شیخ صاحب اس سوال کو سماعت میں لاکر کہے کہ اے بھائی مجھے بادشاہ کے حضور میں لے چلو پھر شیخ کی ہمراہی میں چند اکابرین ملازم سرکار ساتھ ہو کر دربار میں بادشاہ کے سامنے لے آئے دیکھ کر بادشاہ وہی سوال ان کی خدمت بابرکت میں بھی بیان کیا۔ سن کر شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے تبسم کر کے فرمایا اے بادشاہ جہاں پناہ تم نے کبھی اپنے نفس سے مخالفت کی ہے تو بیان کرو۔ بادشاہ سر بزانو ہو کے بعد ازاں تھوڑی دیر کے زانو سے سر اٹھایا اور سوچ کر کہا میں تو ہر دم فراغت ہوں مجھے کوئی بات کی محتاجی نہیں ہے۔ ہاں ایک روز میں نے شکارگاہ میں ایک نر ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا تھا کہ بلکہ امید قوی تھی کہ اسکو زندہ گرفت کروں۔ وہ نر آہو میرے گھوڑے کی دوڑ کرتا۔ مانکر ایسی چوکڑی بھر بھاگ نکلا کہ میری جرأت اس کی دوڑ کے پیچھے کچھ بھی کارگر نہ ہوئی اور نہ شکاری گھوڑے کی بلکہ دونوں بھی تھک گئے ہو نہ ہو ادھر سورج بھی منزلیں طے کر کے اپنی شعاعیں چمکاتا ہوا منزل غرب میں راہی ہو گیا اور ساتھی شکاری لوگ اور شاگرد پیشہ پاسبان بھی چھوٹ

گئے بلکہ گھوڑے کی تھکاوٹ اور میری بھی ناعلاج مجبوری اس میں قصہ دوسرا مجھ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ جس کا بیان کیا ہو سکے۔ ناعلاج ہو کر گھوڑے کی زین کے خورجی میں سے روٹی نکالا اور امید کیا کچھ کھائیں اور پانی پئیں نان دست بگیر دا ایک لقمہ روٹی کو تھوڑ کر منہ میں ڈالا چاہتا تھا اتنے میں یکا یک ایک آدمی عجیب صورت اور ضعیف خصلت عریانہ تن اور خانہ بدوش میرے روبرو آیا اور کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا آج مجھ پر کئی روز گزرے ہیں فاقہ کش ہوں اور تو روٹی مجھ کو اللہ دے دے۔ میں نے سن کر جو کہ ایک لقمہ روٹی میرے دوست تھی اتنی ہی میں منہ میں ڈال لیا اور وہ کل روٹی اس غریب الوطن ضعیف آدمی کے حوالے کر دیا۔ میں چلو بھر پانی پی کر سیراب ہو گیا اور وہ شخص بھی میری نگاہ سے بازو چلا گیا پھر میرے دل میں سوچ کیا کہ کہاں بالکل جنگل کا مقام ہے اور نہ کہیں آدمی کا پتہ دیا گاؤں کا نشان بھی نہیں ہے۔ یہ درندوں کا مقام ہے اور نہ پانی کا ٹھکانہ ہے اب کونسے رخ اور کدھر جانا چاہئے اسی طرح گم گشتہ حالت اور بے راہ رات بھر بھٹکتا پھر کر صبح کو محلات میں پہنچا تھا اتنی ہی سرگزشت ہے ہم ہاتھ سے روٹی بے تامل دے کر اپنے نفس سے مخالفت کی تھی یعنی صبوری سے تزکیہ نفس کیا تھا۔ اتنی سرگزشت بادشاہ کی زبانی سن کر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے جواب ادائی از روئے فتوئی ہوئی اور کہا کہ اے بادشاہ سلامت تو بے شک بہشت میں داخل ہوگا قال اللہ تعالیٰ: ”ونھیٰ النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ“ اے بھائی صادق الاعتقاد فقیر لوگ تمام عمر اسی طرح خون جگر کھاتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشات پر لڑائی کر کے اس پر مقدمہ بنا کر اپنی فیصلہ کر لیتے ہیں وہاں خود کی وکالت کام دیتی ہے بلکہ اس وکالت کا مختارنامہ کسی کو دیتے نہیں آتا۔

اسی سبب سے خدائے تعالیٰ صادقوں کو ایسی قوت بخشتا ہے کہ آدمی نفس پر غالب آتا ہے اور بیزار بھی ہوتا ہے: ”کما قال اللہ تعالیٰ وما ابری نفس ان النفس لا مارۃ بالسّوء الا مار حم ربی ان ربی غفور الرحیم“ س وقت کہ کمال کرم کرتا اپنے میں ملا

لیتا ہے اور بندہ واصل حق میں محو ہو کر ان الحق کہنے کا بار بار جوش وخروش کہنے لگتا ہے اس محنت
کی مزدوری بھی اے طالب تو ایسا نہیں کرتا ہے تو تو چاروں مرتبوں کو انفاس کے زیر کر کے
پادشاہ ہو جاوے اور سرداری اور اس کا نفع معلوم کر لے اگر ہمیشہ اس ہی طریقت پر پابند
رہے گا درجۂ سلوک یعنی سالک کا تو مرتبہ ولایت کا پائے گا۔ اور پردہ حجاب کا اٹھ جائے گا اور
اصل حق ہوگا اور طریقت میں استغراق ایک شغل ہے اول زبان ودل سے لا الہ کہہ کر آنکھ بند
کرے اور دل سے خطرۂ خودی اور عقل کے سب کاموں کے خطرات جو متعلق بہ محسوسات
ہیں دور کر دے جیسا کہ بھول جائے کہ کچھ نہیں ہے بعدہ تھوڑی دیر کے یعنی ایک ساعت کے
الا اللہ کہہ کر آنکھ کھولے اور سب کو موجود جانے تو یہ درجہ حاصل ہووے کہ جس وقت لا الہ کہے
آدمیوں کی نظر سے غائب ہو جاوے اور جس وقت الا اللہ کہے سب کو دکھلائی دے اور بھی عمل
صاحب طریقت کے پاس جان یہی عمل نفی اور اثبات کا ہے واسطے گناہوں کے توبہ واستغفار
بیچ درباہ خداوند تعالیٰ اور بخشنے والے کے خوش اور قبول ہے: "قولہ تعالیٰ وھو الذی یقبل
التوبۃ عن عبادہ ویعفوعن السیات ویعلم ماتفعلون" دیگر آنکہ یعنی دوسرے یہ کہ
واسطے گناہوں کے توبہ اور استغفار بہت اچھا ہے اگر بڑے بھاری گناہ ہوں تو بھی توبہ
استغفار ان سب کی دوا ہے اے طالب اپنے نفس کو تنبیہ پہنچا دے کہ یہ نفس عاجز بن جاوے
اور غلبہ نہ کرے تب خدائے بزرگ اور برتر بخشتا ہے اور سوائے ان دوارہ کے پردہ دور نہیں
ہوتا ہے اور اتنی سختی کے بعد ازاں فضل خدا بھی درکار ہے انجان آدمی یکایک ہمہ اوست کہنے
لگتا ہے بلکہ نشیب وفراز تو جانتا ہی نہیں رنج والم تو اٹھاتا ہی نہیں پاسدار نفسوں کا صرف بات
ہی سے تہمت لگاتا ہے کہ سب وہی ہے بلکہ درشنی لوگ وہ بھی ہمہ اوست کا کلمہ کہتے ہیں بے
زہد وریاضت انجام کار نہیں ہوتا ہے۔

صرف بات کہنے سے کیا ہوتا ہے بلکہ مرشد بھی پہلے ہی دن فرماتا ہے جیسے کہ لڑکے کو مکتب
علیت میں پہلے الف سکھلاتے ہیں اگر اسی الف سے مطلب حاصل ہو جائے تو درویش

لوگ ایسی کدوکاوش اور محنت کو اپنے اوپر نہ کھینچیں اے طالب کہنے اور سننے سے مطلب نہیں
نکلتا اور اس راہ میں پردہ بہت ہیں اس امر کے لئے مرشد کامل چاہئے کہ ہادی ہدایت نے
اپنی رہبری سے کچھ بھی نشان دیوے نہیں تو انجان ہنود مذہب کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہمہ
اوست صرف ایسا کہنے سے کیونکر دعویٰ عائد ہوتا ہے اس ہی بنا پر کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔

اے طالب ان مطلبوں کی مذکر بہت دراز بیان تحریر کا ہونے سے مختصر بیان تحریر کر کے
آگاہ کیا جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہو۔

ختم ہے مجلس ساتویں اس کے پڑھنے والے صاحب اور بیان کرنے والے صاحب اور
سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ وآل محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ
اجمعین صادقوں کی عاقبت بخیر اور ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ
معصوم چار پیر چودہ خانوادہ کے بزرگان دین کی توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا
خیر الناصرین الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ الٰی روح حضرت جناب سید المرسلین وخاتم النبیین
جد الحسن والحسین رضی اللہ عنہم والٰی روح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب الاقطاب
قطب العالم قطب المدار المعروف حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس سرہ کے نام ثواب
پہنچاوے برحق۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ کلھم اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین

مجلس آٹھویں: 8

در بیان حل مسئلہ قدرت باری تعالیٰ وجف القلم

(مصنف) واضح ہو کہ اے طالب سب لوگ کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ پاک اپنی قدرت کاملہ سے جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور قول رب یونہی دلالت کرتا ہے: "لا تتحرك ذرّة الا باذن الله" ترجمہ: نہیں حرکت کرسکتا ہے ایک ذرہ مگر ساتھ حکم اللہ کے اور دوسری جگہ کہا ہے: "وجف القلم بما هو كان" ترجمہ: قلم جو پھر چکا ہے تو پھر نہیں پھرتا اور کتب سے ثابت پایا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہے یہ تینوں باتیں آپس میں مخالفت رکھتی ہیں اگر اس میں سے ایک کو ثابت کرے تو دو علیحدہ ہونا ظاہر ہے اگر کسی کو باطل سمجھو تو گناہ کبیرہ اور کفر ثابت ہوتا ہے اس امر کو کسی نے تحقیق نہیں کیا افسوس ہے کہ یہ مسئلہ مشکل ہے بلکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معما کو کسی نے تحقیق اور حل نہ کرسکے۔

واللہ اعلم بالصواب

اے طالب! کہنے اور سننے سے اس بات کے سب لوگ معذور ہیں اور کوشش بھی نہیں کرتے اور اس مسئلہ کی باریکی کو نہیں کھول سکتے اور نہ اسے پہنچتے ہیں۔

مسئلہ کے پیچھے مثل معما و چیتان کے سر مارتے ہیں اور اپنے کو پریشان کرتے ہیں اور اس کے اصل مقصد پر سمجھ اور افکر کو نہیں دوڑاتے ہیں اور اس گیند بیش قیمت بلکہ بے انتہا قیمت کو میدان سے نہیں لے جاتے ہیں اے طالب فضل خدا سے واسطے سمجھنے و ڈھونڈنے والوں کے لکھا جاتا ہے اگرچہ کچھ بھی عشق کا بیج تیرے دل کے کھیت میں پڑا ہے تو یہ پانی کھینچ کر اس بیج پر ڈال تاکہ سبز ہو جاوے اگر کوشش کرے گا کمال پھل لاوے گا اور اس کی لذت تو کھاوے گا۔ اللہ تعالیٰ سب بندوں اپنے کو اس سے خوش دل رکھے اے بھائی سب آیتیں فرقان حمید کی اور تمام احادیث نبوی ﷺ و قدوسی کی اور کل قول بزرگوں کے برحق آمنا و صدقنا اور اُترنا آیات و صحیفہ کا اور فرمایا ہوا اس مالک دو جہان کا اور درود ہو اللہ کا اوپر اس کے اور سلام بغیر حکمت خالی نہیں۔ اسی واسطے فرمایا ہے کہ کام دنیا کا اوپر قسمت کے چھوڑ اور کام آخرت کا

آگے یعنی حتی الوسع اس کا سرانجام ہر وقت مد نظر رکھو اور جو ہو سکے اسے کرتے جاؤ غافل نہ رہو۔ بیوقوفوں نے دنیا کے کاموں کو تو آگے لیا اور عاقبت قسمت پر چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور بندہ کو فاعل کا مختار اس واسطے فرمایا کہ عاجزی و غریبی کو آگے کر کے عمل نیک کرے خدائے تعالیٰ اچھی جگہ لے جاوے اور اچھے کام اس سے کراوے اور لوگ کام نفع دنیا کے عمل میں لاتے ہیں اوروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور برے کام کرتے ہیں اسی وقت اوپر حدیث: "لا تتحرك ذرّة الا باذن الله" نظر کرتے ہیں کہ میں کچھ نہیں ہوں جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے ایسا کہنا کمال بے وقوفی ہے۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اختیار اپنا ہیچ کسی بندہ کے نہیں دیکھتا ہوں واقعی وہ مقرب آنحضرت کے تھے اور وہ ہیچ اختیار مولیٰ کے تھے اور یہ مثل دنیا میں بھی ہے جیسے کہ خدمت میں ہر ایک بزرگ کی کئی خادم و مرید ہوتے ہیں اس میں جو سچے اعتقاد کے نزدیک ہوں گے اپنے اختیار سے گزر جاتے ہیں اور موافق مرضی مرشد کے کاروبار کراتے ہیں اور حکم ہادی کو اس وقت بجالا کر حاضر خدمت ہوتے ہیں اور باقی خادم و مرید داخل عوام الناس ہیں۔ پس امام اعظم صاحب نے اپنے اوپر نظر کر کے فرمایا تھا عوام الناس پر نظر نہیں کی تھی اے طالب تو بھی جان لے اور سمجھ لے کہ اگر بندہ فاعل کا مختار نہ ہوتا کوئی گناہ بندہ پر ثابت نہیں ہوتا اور قیامت کے روز بازپرس نہ ہوتی اور یہ سلطنت بادشاہی بھی نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ بادشاہ منصف بھی اسی واسطے مقرر ہوئے ہیں کہ غریبوں پر کوئی مردم آزاری نہ کرے اور کوئی ظالم ظلم نہ پہنچاوے۔ اور جو حکم شرع کے خلاف ہیں وہ نہ کرسکے اگر کوئی شخص حاکم حکومت اپنے نقوے سے مقدمہ جانچ کرنہ کرنا چاہے اس وقت ہائے غریباں قہر خدا کا نازل ہونا ظاہر ہوگا اور قیامت کے دن اہل حکومت بادشاہوں سے اس امر کی بازپرس سب گروہوں سے پہلے ہوگی اے طالب اب تو جان جیسے کہ یہ چھوٹا عالم ہے وہ بڑا عالم ہے جو کچھ قاعدہ اس جگہ دنیائے فانی میں ہے ویسا ہی بقا میں ہے چنانچہ بادشاہ حقیقی احمد بلا میم احد ہے اور یہ بادشاہ نائب اس کا ہوتا ہے جو کچھ روزینہ لوگوں کا کرتے ہیں موافق تصدیق کے پروانہ مع شرط خدمات تنخواہ کے لکھا جاتا ہے اور اوسی موافق چیٹی روپیہ پاتے ہیں ماسوائے اُس کے ایک دام و درم نہیں پاتے ہیں۔ اس واسطے اس جگہ پر

کہا ہے۔ مصرع نگردد قلم زانچہ گرداندئی ترجمہ نہ پھر اس سے قلم جو کہ پہلے پھیر چکا ہے تو۔ اور نوکر کو واسطے کام ادائی کے بھیجتے ہیں وہاں جو کچھ اس کے دل میں آتا ہے وہی کرتا ہے۔ اگر موافق مرضی یعنی حکم آقا اپنے کام خدمت و محنت و تردد ظاہر کیا اور اپنے اوپر آرام نظر نہ کی اور ہمیشہ آقا کو اپنے سے راضی رکھا۔ البتہ ایک نہ ایک وقت آقا بھی اس پر مہربان ہوگا اور عنایات سے رحم کرے گا اور تنخواہ بھی اضافہ دے گا اے طالب اگر اپنے مالک کے کہنے کو بھول گیا اور متابعت یعنی تابعداری فرمانبرداری اپنے نفس کی کر کر عیش اور آرام میں بھول گیا تو وعدہ خلافی کے خفگی و اعتراف میں آکر خرابی میں پڑے گا اگر خواہش و مرضی بندہ کی طرف نیک کاموں کے ہوے اور اس کو بھی خدائے بزرگ و بلند تر نے بعدازاں آزمائش کے اٹھا کر نیک جگہ لے جاتا ہے اور اس سے نیک کام ظہور میں لاتا ہے اور جو نیت و خواہش برے بدانجام کاموں کی طرف ہووے تو ازروئے غضب کے اس کو بری جگہ لے جا کر فعل بد کا مرتکب کرواتا ہے یہ بادشاہ کے موافق کام کے نتیجہ دیتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر و برکت دینے والا موافق نیت و خواہش کے پھل دیتا ہے اگر بندہ فاصل کا مختار نہ ہوتا تو کوئی گناہ بھی بندہ پر ثابت نہ ہوتا اور یہ سلطنت بھی نہ ہوتی بلکہ اترنا انبیاء علیہ السلام اور کتاب سماوی کا بھی اترنا لازم نہ ہوتا موافق اس آیت کے: "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" وجف القلم بما ھو کائن کا کاروبار جاری ہوتا اور کوئی شخص کرنے سے فعل ہائے خلاف شرع شریف کے لوگوں کو منع کرتا تو دعویٰ خدائی کا اُس پر ثابت ہو جاتا کہ یہ مقدمہ عین کفر اثبات ہے اے طالب انجان اور کم ہمت لوگوں زبان درازی اپنی تقریر سے شرع والے آدمیوں سے مکابرہ یعنی بحث و تکرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو یہ حدیثیں صحیح ہیں تو ہم لوگوں کو دیا اور اوروں کو برے کام کرنے سے کیوں منع کرتے ہو جو یہ کہو کہ یہ حدیثیں جھوٹی ہیں کوئی شخص اون کے عہدہ پر نہیں آتا یعنی ان سے نہیں جیت سکتا ہے اور چپ یعنی خاموش رہ جاتا ہے بلکہ ان باتوں کے سننے پر بہت سے آدمی اپنے کو گمراہ کرتے ہیں اور عاقبت اپنی برباد کرتے ہیں پس اے طالب یہی ہے کہ بندہ مختار غریبوں پر ظلم نہ کرے اور جو کام خلاف شرع کے ہیں نہ کرے کیونکہ حشر کے دن یعنی قیامت کے دن بادشاہ لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ عدل یعنی

انصاف ایک گھڑی کا اور عبادت ستر برس کی برابر ہے یہ بزرگی بخشش سب چیز کی بادشاہان عادل کے واسطے قرار داد ہے حاصل کلام یہ ہے کہ کوشش مت کہہ کہ فلاں فقیر بزرگ نے ایسی نعمت حاصل کیا ہے میں عاجز و غریب یہ بات نہ سمجھوں۔ بدعقل اور کم ہمتوں کی ہے اس جگہ پر ہمت پر کاروفرما نروا ہوے کیونکہ جو ہاتھ اور پیر و دل اور آنکھ اور تمام اعضا تجھ کو دیئے ہیں ویسے ہی فقیروں بزرگوں کو دیئے ہیں انہوں نے بھی کوشش و محنت کی اگرچہ اون کو درجہ پہلے دن پیدائش سے تھا اُس سے اولیاء اور غوث و قطب، مست و مجذوب سالک اوتاد و ابدال ہوے مگر بہت سے آدمی ان کی خدمت کے سبب سے درجۂ کمالیت کو پہنچے اور انہوں نے اپنی مراد حاصل کی ہے اگر تو بھی کوشش کرے البتہ مراد ہو جائے گا خدائے بزرگ اور بلند محنت کسی کی ضائع نہیں کرتا ہے بلکہ جیسی محنت ویسی ہی مزدوری عطا کرے گا ویسا ہی نتیجہ پائے گا اور قرآن مجید میں خبر دیتا ہے: "یمحو الله ویثبت" یعنی بھول مت جاؤ خدائے تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے وہی ویسا ہی عمل ثابت کرتا ہے اور جس چیز کو نہیں چاہتا اُس کا عمل مٹاتا ہے یعنی قسمت نیک ہو اور آدمی برے کام کرے یعنی بدعمل ہے تو اس کی قسمت مٹا کر اس کی جگہ پر اچھی قسمت ثابت کرے اور اگر قسمت بد یعنی بری ہو اور آدمی ازروئے نصیحت بزرگان دین نیک کام کرے تو اس کو مٹا کر اس کی جگہ پر اچھی قسمت صاحب سلوک ثابت کر دے۔ اے طالب اسے نہ سمجھ کہ بہت سے آدمی اس دنیا سے اپنا نقصان کر کے چلے جاتے ہیں اور جاویں گے اور بہت سے فائدہ نفع حاصل کر کے گئے ہیں اور جاویں گے لیکن عقل مند آدمی کو چاہئے کہ تردد و کمال کرے بغیر خدمت بزرگوں کے توجہ کی سوائے ہو نہیں سکتا کہ اس سے کلمہ شریف کو اپنی آنکھوں کے مثل مردمک پلی کے نصب کرے یعنی مشق کر کے بٹھلاوے یعنی مردوں میں وہی مرد ہے جو کوئی دنیا کی اور دین کی دونوں جہاں کی لذت سے فرد ہے یعنی تنہا ہے غرض یہ کہ جس نے سب لذتوں کو چھوڑ دیا ہے بلکہ مٹا دیا ہے اور آپ اکیلا ہے جو کہ ظاہر اُس کا باطن اور باطن اس کا ظاہر ہو گیا ہے اے دوست اپنی جان عزیز ہے لیکن اس کو دوست مت رکھ جب تک تیرا دوست ہاتھ لگے ورنہ جینا تیرا جانوروں میں شمار ہو جاوے اور راہ حاصل ہونے ملاقات معشوق کی یہ ہے کہ جو کچھ تیری نگہ میں اچھا

(اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 392)

مزید شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طریقت علیہم الرحمہ کے نزدیک ذکر کی دو قسمیں ہیں، ذکر قلبی و ذکر لسانی۔ ذکر قلبی کا اثر بڑا قوی اور بڑا عظیم اور بہت زیادہ ہے، اس ذکر کی نسبت جو صرف زبان سے ہوتا ہے بلکہ درحقیقت ذکر قلبی ہی ذکر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد 3، صفحہ 393)

ذکر قلب اور اولیاء عظام کے نظریات:

(1) حضرت سیدنا سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے، لیکن اس کا دل غافل ہو تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جھگڑا کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 10، صفحہ 248)

(2) حضرت سیدنا قدوۃ الاولیاء سہیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلب کی بصر کا تھوڑا سا نور خواہشات و شہوات پر غالب ہو جاتا ہے، جب دل کی آنکھ بند ہو جاتی ہے تو شہوات کا غلبہ اور غفلت طاری ہو جاتی ہے، اسی وجہ سے انسان غلبہ شہوت کے بعد عموماً معاصی و جرائم میں منہمک اور حق (اللہ رب العزت) کا نافرمان رہتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 17، صفحہ 307)

(3) حضرت سیدنا شیخ المشائخ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قلوب پر ذکر اللہ عزوجل سے جھاڑو دو اس لیے سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، پارہ: 25، صفحہ 115)

(4) حضرت سیدنا قطب الارشاد ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یاد الٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا عزوجل کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سود مند نہیں ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 366)

(5) حضرت شیخ المشائخ حسن بن علی دامغانی علیہ الرحمہ قول خداوندی ﴿الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ﴾ (پارہ: 13، سورۃ الرعد، آیت نمبر: 28) کی تفسیر بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے قلوب، بالترتیب معرفت جلال کبریاء سے نرم، معرفت رحمت رحم سے خوش، معرفت حفاظت و کفائت خداوندی سے پر سکون اور معرفت لطف و کرم کریم سے مانوس ہوتے ہیں، تب کہیں جا کر حجاب اٹھتے ہیں۔

(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 110)

(6) حضرت سیدنا امام الطریقت سہل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ اللہ کی سب سے بڑی دین یہ ہے کہ جس قلب کو اپنے ذکر سے سرفراز فرما دے اور سب سے عظیم معصیت خدا کو فراموش کر دینا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 189)

(7) حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمہ فرماتی ہیں کہ جب تک قلب (دل) بیدار نہیں ہوتا، اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا عزوجل کی راہ نہیں ملتی اور بیداری قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ختم ہو جاتی ہے، کیوں کہ قلب بیداری ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنا فی اللہ کی منزل ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 54)

(8) حضرت سیدنا امام العافین ابوبکر کتانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں چالیس سال قلب کی اس طرح نگرانی کی ہے کہ یاد الٰہی کے سوا اس میں کسی اور کو جگہ نہیں دی حتیٰ کہ میرے قلب (دل) نے خدا عزوجل کے سوا ہر شے کو فراموش کر دیا تھا۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 298)

(11) حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تیرا قلب (دل) ایک لمحے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہے، یہی ورع ہے۔

(کتاب اللمع فی التصوف، صفحہ 82)

(13) حضرت شیخ المشائخ سلیمان درانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ خواہشات دنیا پر وہی شخص غضب ناک ہوتا ہے جس کا قلب (دل) منور ہو کیونکہ وہی نور دنیا سے جدا کر کے آخرت کی جانب متوجہ کر دیتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 172)

(14) حضرت شیخ العارفین منصور عمار فرماتے ہیں کہ عارفین کا قلب ذکر الٰہی کا مرکز ہے اور دنیاوالوں کا حرص وطمع کا مخزن۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ 229)

(15) حضرت شیخ طریقت ابوالحسین بن حبان الجمال علیہ الرحمہ نے فرمایا زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے درجات اور دل سے ذکر کرنے سے منازل قرب حاصل ہوتے ہیں۔

(طبقات امام شعرانی، صفحہ 244)

(16) حضرت امام السالکین خواجہ عبید اللہ احرار فرماتے ہیں کہ زندگی سے فائدہ اس شخص کو ہے کہ جس کا دل دنیا سے سرد ہوگیا ہو اور خدا عزوجل کے ذکر سے گرم ہو اس کے دل کی حرارت اس کو نہیں چھوڑتی کہ دنیا کی محبت اس کے دل کے گرد پھر سکے۔ اس کا حال یہاں تک ہوجاتا ہے کہ اس کا اندیشہ وفکر رب تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

(نفحات الانس، صفحہ 440)

(17) حضرت محی الدین ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی الحسنی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وقت اور قلب کی حفاظت کرو، اپنے قلوب اور اوقات کی نگہداشت کرو، کیونکہ تمام چیزوں سے زیادہ قیمتی یہی دو چیزیں ہیں، وقت اور قلب۔

اگر تم نے وقت کو فضول ضائع کیا، اور دل کی جمعیت کو برباد کردیا تو تم فوائد سے محروم رہ گئے، خوب سمجھ لو کہ گناہ دل کو اندھا اور سیاہ کردیتے ہیں، اس کو بیمار اور خراب کردیتے ہیں، تورات میں لکھا ہے کہ ہر مؤمن کے دل میں ایک نوحہ کرنے والا رہتا ہے جو اس کی حالت پر نالہ وفریاد کرتا رہتا ہے اور منافق کے دل میں ایک گانے والا رہتا ہے جو ہر وقت گانا بجاتا رہتا ہے۔

(البیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، صفحہ 120، مطبوعہ: ادارہ اسلامیات، لاہور)

(18) حضرت قطب الاقطاب خواجہ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دل مردہ بھی ہوتا ہے اور زندہ بھی۔ کلام اللہ میں ہے یعنی دنیاوی مشاغل کی کثرت سے دل مرجاتا ہے، پس اسے ذکر اللہ سے زندہ کرو..... الہٰذا ذکر حق (ذکر اللہ) حق ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے

وہ خذلان اور بطلان ہے ضروری ہے کہ حق کے سوا کچھ نہ سنے، کیونکہ سننا زندوں کا کام ہے نہ کہ مردوں کا جس وقت انسان کے دل سے دنیاوی تعلق دور ہوجاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس سے دور ہوجاتی ہے اس وقت وہ ذاکر بنتا ہے ایسا دل نور ذکر سے زندہ ہوتا ہے۔

(ہشت بہشت، صفحہ 214 تا 215)

(19) حضرت سیدنا محبوب سبحانی غوث اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے کرے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر قلب سے نہ کرے وہ اس کا ذکر کرنے والا ہی نہیں، زبان دل کی غلام اور اس کی تابع ہے۔

(الفتح الربانی، صفحہ 251)

(23) حضرت شیخ الشیوخ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ذکر قلبی بھی آقائے دوجہاں ﷺ سے مروی ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ بعثت سے پہلے ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے۔ (مکتوبات معصومیہ، جلد 2، صفحہ 59)

(24) حضرت امام العارفین سلطان العارفین سلطان باھو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذکر قلب کرنے والے کو 72 ہزار ظاہری قرآن کا ثواب بھی ملے گا پھر فرماتے ہیں کہ کیسے ملے گا...؟ فرماتے ہیں کہ یہ تیرے مسام ہیں یہ 72 ہزار ہیں، دل ایک دفعہ اللہ کہے گا یہ 72 ہزار آوازیں یہاں سے بھی نکلیں گی، دیکھ ایک گھنٹہ میں 6 ہزار دفعہ اللہ اللہ کرتا ہے اور چوبیس گھنٹوں میں سوا لاکھ سے بھی بڑھ جاتا ہے، اور فرماتے ہیں کہ جو لوگ اسم اللہ کا ورد زبانی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ کا کنہ نہیں جانتے وہ معرفت سے محروم رہتے ہیں۔

(کاروان مجددیہ، صفحہ 19)

(25) حضرت شیخ المشائخ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی فرماتے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کرو، پاؤں سے چلو، اور آنکھوں سے دیکھو، مگر دل کو ذکر اللہ میں مشغول رکھو۔

(صوفیائے نقشبند، صفحہ 300)

(26) حضرت شیخ الشیوخ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دل لوح محفوظ ہے تو جو چاہے گا اس سے ملے گا اور جو دیکھنا چاہو گے دل میں نظر آئے گا۔

(کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(27) مفسر قرآن شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قلب (دل) سے اللہ اللہ کرے گا، تجھے ساڑھے تین کروڑ اللہ اللہ کرنے کا ثواب ملے گا، پھر فرماتے ہیں کیسے ملے گا تیرے جسم کے اندر ساڑھے تین کروڑ نسیں ہیں، دل نے ایک دفعہ اللہ اللہ کی، ساڑھے تین کروڑ نسیں حرکت میں آ گئیں۔

(کاروان مجددیہ، صفحہ 24)

(28) حضرت صوفی باصفاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک ذکر لسانی (زبان) جس میں آگاہی قلب کی ضرورت نہیں، اور یہ بات تو اعتبار سے ساقط اور اقسام غفلت میں داخل ہے۔ دوسرے ذکر قلبی ہے یعنی جس میں زبان نہ ہلے، اصطلاح صوفیہ میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں۔

(مکتوب، نمبر 11، صفحہ 85)

(29) حضرت عالی قدوۃ الاولیاء مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ ظاہر میں شریعت کی پابندی اور باطن میں ذکر طریقہ میں مشغول رہیں، کیونکہ دونوں جہاں کی فلاح کا انحصار اسی کام پر ہے، اور یہ بھی چاہیے کہ ذکر قلبی کے پابند رہیں، اور شریعت کا التزام کریں مشائخ کی محبت اور شغل باطن کو واجب جانیں، نااہل لوگ اور نامناسب کاموں سے احتراز لازمی سمجھیں اور علماء و اہل دین شرع کی خدمت کو غنیمت سمجھیں۔

(مکتوب، نمبر 37، صفحہ 145)

(30) حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر عیسٰی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ آیات واحادیث جن میں ذکر کی رغبت دی گئی ہے وہ عام ہیں، ان میں کسی معین ذکر کی تخصیص نہیں کی گئی، اس لیے ان کی تعمیم میں اسم ذات (اللہ) کا ذکر بھی داخل ہوگا۔ بعض کم فہم اعتراض کرتے ہیں کہ صرف "لفظ اللہ عزوجل" کے ساتھ ذکر کرنا درست نہیں، ان کے پاس اپنی اس رائے کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں، جبکہ قرآن وحدیث میں اسم ذات "اللہ" کے ذکر کا جواز موجود ہے..... جمہور علماء نے بھی تصریح کی ہے کہ اسم ذات "اللہ عزوجل" کا ذکر کرنا جائز ہے۔

(تصوف کے حقائق، صفحہ 120)

(نوٹ: مزید ذکر قلب سے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے اس کتاب کے حصہ 4 کا

مطالعہ فرمائیں۔)

(مصنف) اور دوسرا ذکر یوں ہے کہ تلی ناف کے بائیں طرف ہے اس سے لا الہ کہے اور دل سے الا اللہ اور جگر سے محمد اور ناف سے رسول اللہ کہے ان طریقوں میں کلمہ بزرگ مین نصیب ہوتا ہے یعنی آنکھوں میں جگہ پکڑتا ہے اور رکھ جاتا ہے اور نہایت درجہ ضعیف ہوتا ہے اے طالب افسوس صد افسوس عمر آدمی کی تھوڑی ساٹھ سے لے کر ستر برس تک ہوتی ہے اس میں جو کہ عیش اور خوشی میں دیا اور کاموں میں دنیا کے گزر گئی یا گزر جائے گی اور عشق الٰہی میں محنت و رنج یعنی درد دل ہے تو بھی گزر جائے گی لیکن یہ ایک دو تحفہ ہے جس کسی نے لذت اس درد کی پائی ہے ہرگز اس درد کے گھیرے یعنی حلقہ سے باہر ہونا نہیں چاہتا ہے اور آرام و دل جمعی ہمیشہ کی اسی میں حاصل کرتا ہے اے طالب حقیقت میں اسی کام کو حق کی آگاہی کہتے ہیں اگر اس حق الٰہی کو ادا کرے گا تو اس حق میں حق سب کا ادا ہو جائے گا نہیں تو تو کسی کا حق ادا نہیں کرسکتا ہے اے طالب تو نے نہیں سنا ہے۔

حکایت: ایک لڑکا نہایت نیک بخت خدمت اپنی ماں صاحبہ کی بہت کرتا تھا ایک دن رات کے وقت میں اس کی ماں صاحبہ کو تپش پیاس کی معلوم ہوئی فرزند اپنے سے پانی مانگا لڑکا ماں کی آواز کو سن کر اپنے بستر سے اسی وقت اٹھا اور پیالہ پانی کا بھر کے ہتھیلی پر رکھ کر اپنی ماں صاحبہ کی خواب گاہ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ مادر مہربان کی آنکھ نیند سے جھپک گئی سوتی ہیں جگایا نہیں خوف سے اسی جگہ کھڑا رہا کیونکہ از روئے ادب جگایا نہیں تمام رات گزر گئی صبح ہو گئی ماں صاحبہ نے اپنی آنکھ کھولا تو دیکھا کہ لڑکا پیالا پانی کا بھر کے ہاتھ میں لئے کھڑا ہے کہا کہ اے فرزند ارجمند تو کب سے کھڑا ہے کہا آپ نے جس وقت پانی مانگا تھا اس وقت سے کھڑا ہوں اے طالب آگاہ ہو اسی طرح تمام عمر اپنی ماں صاحبہ کی خدمت اس نے کی تو حق مادری اس جوان سے ادا نہ ہوا اے بھائی اس آدمی سے تمام عمر بھی خدمت کیا حق ماں کا ادا نہ ہوا اور اور حقوق تمام لوگوں کا یعنی ماں اور باپ و بیوی اور فرزند اور بھائی اور لڑکی و حق ہمسایہ وغیرہ کس طور سے ادا ہوگا۔ اس لڑکے مذکور اس عمر میں کچھ حق خدمت خدا کا بھی ادا کیا تب اس سبب سے ماں کے حق سے بھی ادا ہوا کس واسطے کہ یہ سب تمام حق اوپر اس

بندہ کے خدائے تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں اور حق اپنا علیحدہ مقرر کر رکھا ہے ماسوائے آداب حق الٰہی فقرا لوگ جانتے ہیں کہ اس حق کے ادا کرنے سے حق یعنی خدائے عزوجل مہربان ہوتا ہے اور مرتبہ سلوک دیتا ہے اور حق سب کا اس بندہ کی بخشش یعنی معاف کیا چاہئے کہ حق حقیقت ادا کر کے غریب اور بیچاروں پر مہربانی کرے کیونکہ یہ بھی عبادت اور بدلہ بڑا رکھتی ہے لیکن جس وقت کہ ان کاموں سے تجھے فراغت ہوئے اور رات ہو جائے اس وقت میں کچھ کام دنیا کا نہیں ہوتا تھوڑا بہت شغل طریقت کرتا رہ۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو کر نہیں تو خدائے بزرگ و برتر بے پرواہ ہے اور اختیار ہمارا ہاتھ میں مختار کے ہے اور پہچاننا اور دریافت کرنا بھی ایسی باتوں کا فضل الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔

اے طالب حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار الملقب حضرت پیر زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے بیچ بیان حقیقت تمام عذاب وثواب کے طالب پر آگاہ ہو کہ دو عمل عذاب اور دو عمل ثواب اور دو فرض اور دو سنت قرار دیئے ہیں جو کوئی دعویٰ انسانیت کا رکھتا ہو تو اس عمل پر قدم مضبوط رکھے اور عمل کرے تو نتیجہ نیک پائے بیان دو عمل ثواب ایک جبر کرنا اپنے نفس پر۔ اور دوسرا پرورش کرنا دوسروں کے دل کا بیان دو عمل عذاب کے یہ ہیں ایک تابع داری اپنے نفس کی اور دوسرا آزردہ کرنا یعنی ستانا اوروں کے دل کا اور دو فرض یہ ہیں اس پر عمل ہو جائے ایک عشق و محبت الٰہی کرا اور دوسرا فکر و تر دد ورنج ذکر الٰہی ہیں اور دو سنت یہ ہیں ایک چھپانا عیب آدمیوں کے اور دوسرا بھول جانا اپنی سخاوت واحسان کو جو کسی کے ساتھ کیا ہوئے چاہئے کہ احسان اپنے مقدور بھر کسی سے تو دریغ نہ رکھے جو کوئی ان آٹھ عمل کو بجا لاوے وہی مرد مذکر ہے دو اصلان حق ہو یعنی پہنچے ہوئے اور ملے ہوئے خدا سے ہو جائے اور جو کوئی ان سب عملوں سے بلا شک اپنے اوپر ثابت کرے وہ مرد مذکر کا ثبوت اثبات ہے بلکہ بہشت میں داخل بغیر پرسش کے ہو جائے اور جو کہ بہشت میں نہ جائے چنگل اس کا میرے دامن پر ہووے بیان آٹھویں خصلتوں میں مذکور رز شر کا نظم میں ملاحظہ کرے۔

اے طالب اکثر آدمی دعویٰ محبت عشق الٰہی کا کرتے ہیں اور سب طرح کا نفع ونقصان کو اپنے میں سمجھتے ہیں اور کلمات عاشقانہ پڑھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ سب سے بہتر ہے اور

اس پر عمل نہیں کرتے ہیں اور حیلہ وعذر علائق یعنی گھر والوں اپنے کا بیچ میں لاتے ہیں پس حیلہ و بہانہ کرنا سب ان کی نفسانیت کا ہے ورنہ سب بزرگ لوگ قبائل رکھتے تھے پر اس میں آلودہ مبتلا اپنے کو نہیں کیا کرتے تھے اس دنیائے فانی میں کوئی آرام طلب نہیں ہوئے اور ہمت کو کام فرماتے تھے اور دنیا سے سرخرو گئے اے طالب عزیز وہ ہمت بڑے کام کر سکتی ہے۔

اے طالب اس معما اسرار باب الجوع کے واسطے فقیر حقیر نے خلاصہ مطلب طالباق کی سمجھ میں آنے کے واسطے کئی رسالے قلمی و مطبوعی سے چن چن کر سیری صادقاں وعاشقان دین کے لئے چند نکار ضروری رسالہ داتا گنج بخش ہجویری سے صفحہ 376 سے تحریر میں لاتا ہے پہچان کہ غذا کے سوا آدم کو چارہ نہیں کیونکہ طبیعتوں کی تالیف کا قائم رہنا کھانے سے ہے اور پینے کے سوا نہیں ہے لیکن مروت شرط ہے اس میں مبالغہ نہ کرے اور رات دن غذا کے اندیشے میں مشغول نہ ہوں۔ اسی لئے حضرت امام شافعی ادریس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: "ومن کان همته مایدخل جوفه کان قیمته مایخرج منه" ترجمہ جس کی ہمت وہ ہوتی ہے جو اس کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اس کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کہ اس سے خارج ہوتا ہے غذا کے مرید واسطے بہت کھانے سے کوئی چیز ضرور دینے والی نہیں ہے بلکہ ناموافقت فقیری کے ہے اس جگہ مقدر لکھنا مناسب ہے جو کہ لکھتا ہوں کیونکہ مجھے اور کتب سے حکایتوں میں معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے حضرت خواجہ سلطان العارفین بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ بھوک کی مدح بہت کیوں کرتے ہو۔ فرمایا اس واسطے کہ اگر فرعون کا بھوکا ہوتا تو یہ ہرگز نہ کہتا تھا جیسا "انا ربکم الاعلیٰ" ترجمہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ اور اگر قارون بھوکا ہوتا باغی نہ ہوتا تھا اور جب تک ثعلبہ بھوکا تھا سب زبانوں میں تعریف کیا گیا جب پیٹ بھرا تو نفاق ظاہر کیا خداوند بزرگ و برتر نے کہا ہے کہ کافروں کے حق میں فرمایا ہے: "یاکلون ویتمتعون یلهم الامل فسوف یعلمون" ترجمہ چھوڑے کافروں کو تا کہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور آرزو نہیں مشغول کرے کہ اپنے کردار اور گفتار کی عاقبت کو تا چاہیں اور یہ بھی فرمایا ہے: "والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لهم" ترجمہ اور جو لوگ کہ کافر

ہوئے اس طرح کھاتے تھے اور فائدہ اٹھاتے ہیں جس طرح کہ چار پائے کھاتے ہیں اور ان کے واسطے رہنے کی جگہ آگ ہے۔

اے طالب سہل بن عبداللہ سے روایت ہے کہا کہ میں وہ پیٹ جو خمر سے پر ہو یعنی شراب سے بھرا ہوا اور طعام سے خالی اس کو زیادہ عزیز رکھتا ہوں جیسا کہ حلال طعام سے ہو لوگوں نے پوچھا کیوں جواب دیا اس لئے کہ جب پیٹ خمر سے پر ہو تو عقل آرام پاتا ہے اور شہوت کی آگ مرجاتی ہے اور لوگ میرے ہاتھ اور زبان سے امن میں ہو جاتے ہیں لیکن جب حلال طعام سے پُر ہو تو فضول آرزو کرتا ہے اور شہوت قوت پکڑتی ہے اور نفس اپنے منصوبوں کے طلب کرنے کے واسطے سر اٹھاتا ہے اور مشائخ ان کی صفت میں کہا ہے: "اکلھم کا کل المرضیٰ ونو م ھم کنوم الغرق و کلا مھم ککلام الشکلا" ترجمہ ان کا کھانا بیماروں کے کھانوں کی طرح ہوتا ہے اور ان کی نیند غرق ہوئے آدمیوں کی طرح اور ان کا سخن مردہ بچوں کے مانند ہوتا ہے پس کھانے کے ادبوں کی شرط یہ ہے اکیلے نہ کھائیں ایک دوسرے کے لئے ایثار کریں کیونکہ پیغمبر ﷺ نے کہا ہے: "شر الناس من اکل وحدہ و ضرب عبدہ منع افدہ" ترجمہ انسانوں میں شریر تر وہ ہے جو کہ اکیلا کھائے اور غلام کو مارے اور قاصد کو روکے اور بخشش کو بھی اور جب دستر خوان پر بیٹھیں خاموش نہ رہیں اور خدا کے نام سے شروع کریں اور کوئی چیز اس طرح نہ رکھیں اور نہ اٹھائیں کہ دوستوں کو اس سے کراہیت ہو اور پہلا لقمہ نمکین چیز سے اٹھائیں اور اپنے رفیق کے لئے انصاف دیں۔ اور لوگوں نے سہل بن عبداللہ سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ "ان اللہ یامر بالعدل والا حسان" ترجمہ تحقیق اللہ اور احسان سے حکم کرتا ہے جواب عدل یہ ہے کہ لقمہ میں رفیق کا انصاف دیں اور احسان یہ ہے کہ اس لقمہ کے لئے اس کو بہتر جانے اور میرا شیخ کہتا ہے اس مدعی سے تعجب کرتا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ میں نے دنیا کی ترک کی ہے اور لقمہ کی فکر میں ہوتا ہے اور پھر چاہے کہ لقمہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور اپنے لقمہ کے سوا غیر میں نہ دیکھیں اور کم گفتار کہیں اور طعام کھانے میں کم کھائے۔ اور پانی پینے میں بھی کم ہی پئیں یہاں تک کہ جگر تر ہو جائے

ابو العباس قصاب سے ذکر ہے کہ میری طاعت اور معصیت دو طریقوں میں ہے یعنی میں جب کھاتا ہوں سب گناہوں کا مایا میں اپنے میں پاتا ہوں اور جب کھانے سے ہاتھ ہٹا لیتا ہوں تو سب گناہوں کے اصل سے میری اروا میں کنارہ کش ہو جاتی ہیں تو جملہ طاعتوں کا اصل اپنے میں دیکھتا ہوں لیکن بھوک کا پھل یعنی بار آور مشاہدہ ہے کیونکہ اس کا راستہ دکھلانے والا مجاہدہ ہے پس بھید جو مشاہدہ کے ساتھ ہو بہتر ہے اس بھوک سے جو مجاہدہ کے ساتھ ہو کیونکہ مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل ہے۔: "فالشبع بشماھلة الحق خیر من الحوع بشاھد الخلق" پس سیری جو خدا کی قدرت کی بینائی کے ساتھ ہو بہتر ہے اس بھوک سے جو مخلوق کی بینائی کے ساتھ ہو اور ان معنوں میں بہت سے کلام الٰہی اور کلام تبع التابعین ہیں لیکن طوالت کے خوف میں اختصار کیا۔

اے طالب ان مطلبوں کی مذکور کو بہت دراز بیان تحریر کا ہونے سے مختصر بیان تحریر کر کے شائقین صادقوں کے لئے آگاہ کیا جس میں سامعین صاحبوں کو تکلیف کا موقع نہ ہو ختم ہے مجلس آٹھویں اس کے پڑھنے والے صاحب اور سننے والے صاحبین کو عشق اپنا عطا فرما بحق محمد ﷺ وآل محمد ﷺ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین صادقوں کی عاقبت بخیر ایمان کی سلامتی بخش بحق پنجتن پاک دوازدہ امام چاردہ معصوم پیر زندہ چودہ خانوادہ کے بزرگان دین توصیف بیان عطا فرمایا رب العالمین ویا خیر الناصرین الحمد اللہ رب العالمین الفاتحہ الیٰ روح حضرت جناب سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ والیٰ روح جدالحسن والحسین شہیدان دشت کربلا قدس سرہ والیٰ روح حضرت سید شاہ بدیع الدین شہنشاہ قطب العالم قطب الاکبر اسمائے ذاتی الملقب حضرت پیر زندہ شاہ مدار صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے نام ثواب پہنچا دے برحق۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ کل جمعین
برحمتك یا ارحم الراحمین

☆☆☆☆☆

کتابیات

01	قرآن مجید
02	صحیح البخاری
03	صحیح مسلم
04	جامع الترمذی
05	سنن ابن ماجه
06	سنن ابی داؤد
07	اللمع فی التاریخ التصوف
08	تعرف
09	کشف المحجوب
10	محک الفقر
11	مکتوبات امام ربانی
12	مشائخ آلومهار شریف
13	تجلیات صوفیاء
14	آزاد دائره المعارف ،وکی پیڈیا